مثنوی

خواب و خیال

تصنیف

خواجہ سید محمد میر اثر (برادر خورد خواجہ میر درد)

مرتبۂ

جناب مولوی عبدالحق صاحب بی - اے (علیگ)

معتمد انجمن ترقی اُردو

سنہ ۱۹۲۶ ع

انجمن اُردو پریس ، اُردو باغ ، اورنگ آباد (دکن)

میں بار اول طبع ہوئی

(تعداد طبع ۱۰۰۰)

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 3185
Date 25-5-
SRINAGAR
ST 01
117
ALLAMA IQBAL LIBRARY
3185

فہرستِ مضامین

مقدمه

سید محمد نام، تخلص (اثر) کرتے تھے۔ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی تھے۔ میرحسن اپنے ,,تذکرۂ شعرا،، میں لکھتے ہیں:- "درویشے است موقر و صاحب سخنے است مرثر، عالم و فاضل رتبۂ قدرش بغایت بلند، گوھر صدرش نہایت ارجمند"۔ وہ خواجہ صاحب کے چھوتے بھائی ھی نہیں تھے بلکہ اُن کے شاگرد اور مرید بھی تھے۔ اس مثنوی میں اُنھوں نے بھائی کا ذکر نہایت ادب اور عقیدت سے کیا ھے۔ درویشی اور شاعری دونوں میں اِنھیں کے قدم بقدم چلتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے—

خواجہ میر درد اُن بزرگوں میں سے ھیں جو اپنی سیرت اور کلام کی وجہ سے ھمیشہ یاد رھیں گے۔ دلّی پر صدموں پر صدمے اور آفتوں پر آفتیں نازل ھوئیں مگر اُن کے پائے استقلال کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔ ایک وجہ تو بظاھر یہ تھی کہ بزرگوں کے وقت سے کچھ جاگیر چلی آتی تھی اور لوگ اُن کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے، لیکن بڑی وجہ یہ ھے کہ اُن کی طبیعت میں حقیقی درویشی کی چاشنی تھی، توکل کے ساتھ استغنا اور بے نیازی اُن کے خمیر میں تھی۔ انھوں نے کبھی امرا اور بادشاھوں کو منہ نہ لگایا۔ اِس وضع کا ھمیشہ خیال رکھا اور عمر بھر تک نبھایا۔ میر اثر نے بھی

اپنے بھائی اور پیر و مرشد کی طرح، جن سے اُنھوں نے کسب کمال کیا تھا، "بطور درویشان صاحب معنی کے گوشہ نشینی اختیار کی" * اور اپنے بھائی کے سجادے پر عمر بسر کر دی۔

صاحب خمخانۂ جاوید لکھتے ہیں کہ "خواجہ میر درد کے عالم ضعیفی میں اُن کے ایک مرید نے عرض کی کہ دنیا دارِ فانی ہے اور حضرت کا وقت آخر، حضور ہدایت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کو آپ کا جانشین اور صاحب سجادہ مانیں۔ آپ یہ سنکر آنسو بھر لائے اور جواباً یہ قطعہ پڑھا:-

موت کیا ہم سے فقیروں سے تجھے لینا ہے
مرنے سے پہلے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں
تا قیامت نہیں مٹنے کے دل عالم سے
درد ہم اپنے عوض چھوڑے اثر جاتے ہیں" †

اس سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کا کس قدر خیال تھا اور وہ اُنھیں کیا سمجھتے تھے۔ اور میر اثر کے دل میں جو ادب و احترام اور ارادت و عقیدت مندی حضرت خواجہ صاحب کی طرف سے تھی، اُس کی کچھہ انتہا نہ تھی، چنانچہ اس کا ثبوت جا بجا اس مثنوی میں ملے گا اور اسی فیض صحبت کے اثر سے (اثر) کچھہ کے کچھہ ہو گئے —

درد ہی میرے جی میں دیہا ہے
درد کا میرے سر پہ سایہ ہے

....

تو نے ایسی ہی دستگیری کی
پدری، مادری و پیری کی
تو نے اس مہر و غور سے پالا
نہ پڑا مجکو اور سے پالا

* گلشن ہند (صفحہ ۳۰) —
† خمخانۂ جاوید جلد اول صفحہ ۱۲۶ —

بات جو ہے مرے سو تیرے ساتھ
تونے ایسی ہی کی ہے میرے ساتھ

تونے بندے کو یوں نوازا ہے
ایسے ناکس کو سرفرازا ہے

میر اثر کا کلام بہت ہی پاک، صاف اور فصیح ہے اور درد و اثر کی چاشنی رکھتا ہے اور مثنوی* تو سلاست و فصاحت کی کان ہے۔ اردو زبان میں مثنوی کا رواج بہت قدیم زمانے سے ہے اور دسویں صدی ہجری سے اب تک سینکڑوں مثنویاں لکھی گئی ہیں، جن میں عاشقانہ بھی ہیں، صوفیانہ بھی اور تاریخی بھی۔ بعض اُن میں سے بہت ضخیم اور بڑے پائے کی ہیں۔ لیکن اُس وقت اور اِس وقت کی زبان میں اس قدر تفاوت ہے کہ باہم کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جدید اُردو زبان کی جب سے بنیاد پڑی ہے شاید ہی کوئی مثنوی زبان کی سلاست اور روانی، فصاحت اور شیرینی، روز مرہ کی صفائی، قافیوں کی نشست اور مصرعوں کی برجستگی، زنانے اور مردانے محاوروں کے بے تکلف استعمال میں مثنویء "خواب و خیال" کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ مگر بات کیا ہے کہ یہ

---

* اُن کے دیوان کی طرح اُن کی مثنوی بھی بہت کم یاب ہے۔ مجھے ایک مدت سے اس کی تلاش تھی، اتفاق سے اس کا ایک نسخہ میرے برادر معظم شیخ ضیاءالحق صاحب نے مجھے بھیجا جو انہیں کہیں سے مل گیا تھا۔ میں اس کی اصلاح و ترتیب میں مصروف تھا کہ مولوی نجیب اشرف صاحب ندوی نے اطلاع دی کہ انہیں ایک نسخہ انجمن اصلاح دیسنہ (بہار) کے کتب خانے میں دستیاب ہوا ہے اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں انجمن کی طرف سے اسے شائع کرنے والا ہوں تو کمال عنایت سے وہ نسخہ میرے پاس بھیج دیا جس سے مجھے اپنے نسخے کی تصحیح میں بہت مدد ملی اور میں مولوی صاحب موصوف کا بہت شکر گذار ہوں—

کوئی مسلسل قصہ یا داستان نہیں ہے، ہجر و مفارقت، تمنائے ملاقات و مواصلت، راز و نیاز، چھیڑ چھاڑ، اور عشق و عاشقی کی کیفیات اور واردات کا بیان ہے اور بہت پر لطف ہے۔ لیکن ایک مسلسل داستان کے بیان میں جو مختلف اشخاص کی سیرت نگاری اور مختلف حالات و واقعات کے دکھانے میں شاعر کو مشکلات پڑتی ہیں اور جس سے اس کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے، اُن سب چیزوں سے یہ مثنوی خالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر چہ میر تقی میر کی مثنویاں صفائی زبان کے لحاظ سے اُسے نہیں پہنچتیں، لیکن جب اُن تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک مسلسل مثنوی کے لئے لازم ہیں تو میر صاحب کی مثنوی (شعلۂ عشق) کو نہ صرف بہ لحاظ زمانہ بلکہ ہر لحاظ سے تقدم اور فضیلت ہے۔ البتہ اس مثنوی میں دلی کیفیتوں اور معاملات عشقیہ کا بیان بہت قابل تعریف ہے اور خاصکر اس کا بے ساختہ اور بے تکلف طرز بیاں بہت ہی لایق داد ہے اور حق یہ ہے کہ کمال کو پہنچا دیا ہے۔ جہاں سے کتاب کھولئے، ایک سی حالت ہے، یہاں معنی نمونے کے لئے بعض مقامات سے بغیر کسی خاص کوشش کے چند شعر لکھے جاتے ہیں، جن سے (اثر) کے کلام کا انداز معلوم ہو گا ـــ

شادمانی نظر نہیں آتی
زندگانی نظر نہیں آتی

کیا کہوں میں کسو سے اپنا حال
زیست کرنی غرض ہوئی ہے محال

کون کس کی سنے ہے کس سے کہوں
اور الٹے ہنسے وو جس سے کہوں

درد کوئی کسو کا کیا جانے
اُس کا دل جانے یا خدا جانے

کیا کہوں کچھہ کہا نہیں جاتا
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا
گر کہا بھی تو کون مانے ہے
جو سنے ہے سو جھوٹ جانے ہے
گر کسو نے سنا تو کیا حاصل
اور سے کب کھلے ہے عقدۂ دل
کوئی دم گر اکیلے پاؤں اُسے
درد دل تک ذرا سناؤں اُسے
دل کا شاید بخار نکلے جب
یہ جو کھٹکے ہے خار نکلے جب

غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ہے   یا کسو کے مٹائے مٹتا ہے
جس کے جی پر پڑے وہی جانے   اور کے دل کی اور کب جانے

میں نے کردی ہے اب خبر تجھکو
مل نہ جاوے کہیں اثر تجھکو
تو خبردار گو کہ ہووے گا
دیکھیو آپھی جو کہ ہووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا
کیسا تیرا غرور نکلے گا
اُس کے ہاتھہ اب کے بار آ تو سہی
پھر سلامت تو بچ کے جا تو سہی
خیر وہ تو جو ہو گی سو ہوگی
اب تو مرتا ہے عشق کا روگی

اب نہ دن ہی کٹتے نہ رات کٹتے
کس طرح عرصۂ حیات کٹتے

رات کاٹے کوئی کہ دن کاٹے
بات بنتی نہیں ہے بن کاٹے

پھر یوں کاٹے کس کو بھاتا ہے
تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ہے

ہے شب ماہ دل پہ یوں پیارے
جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے

جس کے آنے کا لگ رہا ہے خیال
روز درپیش ہے یہی جنجال

گر ابھی وہ دو چار ہو جاوے
پھر سر نو بہار ہو جاوے

دانتوں کی تعریف میں:

یو تو کہنے کو جیسے موتی ہیں
باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں

گو ہزار آب دار موتی ہے
یہ صفا کوئی اُس میں ہوتی ہے

اپنی حیرت میں ایک تو ہوں میں
تس پہ حیران لوگ کرتے ہیں

میری تیری طرف یہ تکتے ہیں
کچھ کچھ آپس میں بیٹھے بکتے ہیں

کوئی ایدھر کو دھیان رکھتا ہے
کوئی باتوں پہ کان رکھتا ہے

کوئی آپس میں آنکھ مارے ہے
کوئی چپ در پئے اشارے ہے

کوئی پکڑے ہے منہ کی بات کہی
کوئی کہتا ہے دیکھ، رہ تو سہی
کوئی پھینکے ہے بیٹھا آوازے
کہ یہ کھینچیں گے اس کے خمیازے

کوئی حیران بن کے بیٹھے ہے
کوئی انجان بن کے بیٹھے ہے
کوئی آنکھیں ادھر کو گاڑے ہے
کوئی نظریں چرائے تاڑے ہے

کوئی چتون کو اب پرکھتا ہے
کوئی تیوری پہ دھیان رکھتا ہے
ہر کوئی ہے اسی کے اب درپے
کہ بھلا دیکھوں بات یہ کیا ہے

....

اب کہاں تجھ کو دیکھ سکتا ہوں
بیٹھا اوروں کے منہ کو تکتا ہوں
تجھ کو دیکھوں کہ آہ اِن کی سنوں
سبھی دشمن ہیں کس کو دوست کہوں

....

پہلے سو بار اِدھر اُدھر دیکھا
تب تجھے ڈر کے یک نظر دیکھا
نہیں معلوم کیا کیا اِن کا
ہم غریبوں نے کیا لیا اِن کا

———

کس لئے اس قدر تو ڈرتا ہے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ہے
ٹک سمجھ تو کسی کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجھہ سے نظریں جو تو چراتا ہے
چور اپنے تئیں ٹھہراتا ہے

یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں ہوں
کبھی پوشیدہ میں جو دیکھوں ہوں

چور ہیں ہم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ہے پیشتر کیا تھی

اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس
ہم تو ان باتوں کے نہ آس نہ پاس

تو جو ملنے سے جی چھپاتا ہے
آنکھہ کھل کر نہیں ملاتا ہے

خلق اس سے کچھہ اور سمجھی ہے
ہاں برائی کے طور سمجھی ہے

واہ یہ بات کا چھپانا ہے
یا کہ اور آپ خود جتانا ہے

اس پہ لوگوں نے زور ٹھیرایا
ہمیں آپس میں چور ٹھیرایا

یہ بہ تکرار آزمایا ہے
بارہا دیکھنے میں آیا ہے

جس قدر بات کو چھپاتے ہیں
لوگ اتنا ہی صاف پاتے ہیں

دیکھہ میری طرف تو اب نہ دھڑک
ساتھہ مل بیٹھہ اس قدر نہ بھڑک

پھر جو بولے کوئی تو میں جانوں
بات کھولے کوئی تو میں جانوں

لوگ تیرے جو پاس آتے ہیں
سن کے میرے حواس جاتے ہیں

هوش اُن کے ٹھکانے رہتے ہیں
تیری سنتے ہیں اپنی کہتے ہیں
میں جو تجھہ سے دوچار ہوتا ہوں
پھر تو بے اختیار ہوتا ہوں
جس گھڑي تیرے پاس جاتا ہوں
بس نپٹ بے حواس جاتا ہوں
سارے منصوبے بھول جاتے ہیں
ہاتھہ پانو اپنے بھول جاتے ہیں
منہ کو حسرت سے دیکھہ رہتا ہوں
پھر نہ سنتا ہوں کچھہ نہ کہتا ہوں
بات کہنی تھی اور نکلی اور
بے حواسی تک ایک کرنا غور
جب بجائے خود اپنے آتا ہوں
دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ہوں
جی میں کہتا ہوں کہا کے پچھتاوے
اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاے
بارہا اس کو آزمایا ہے
یہی حال خراب پایا ہے

ہجر میں جی ہے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

اِن واردات قلبی کے علاوہ اثر نے ایک سراپا بھی لکھا ہے جسکے تقریباً تین سو شعر ہوں گے- سراپا ہماری شاعري میں ایک پامال مضمون ہے اور اُس کی تشبیہیں اور استعارے اس قسم کے ہیں کہ بعض اوقات مضمون مضحکہ خیز ہوجاتا ہے، تاہم اُنھوں نے اِس میں خوب شعر نکالے ہیں - سراپا کے لئے

زیادہ تر فارسی تشبیہیں استعمال کی جاتی ہیں مگر میر اثر نے کہیں کہیں ہندی تشبیہوں سے بھی کام لیا ہے۔ مثال کے لیے یہ شعر ملاحظہ ہوں :-

کہی جاتی نہیں کمر کی لچک
پائی چیتے نے کب یہ ایسی لپک

یوں سیہ مست جھولے آتے ہیں
مست جوں ہاتھی ہولے آتے ہیں

مانگ موتی بھری وہ دے ہے بہار
جیسے بگلوں کی بدلی میں ہو قطار

سراپا میں کوئی عضو نہیں چھوڑا اور اس دھن میں وہ حد سے آگے نکل گئے ہیں —

اس سے بڑھ کر میر صاحب نے اختلاط کے موقعے کی جو باتیں لکھی ہیں، اُس میں تو خوب کُھل کھیلے ہیں اور پردہ بالکل اُٹھا دیا ہے۔ مولانا حالی مرحوم کی نظر سے یہ مثنوی نہیں گزری تھی، اس کے متعلق بعض احباب سے سنا تھا اور ایک دو شعر خود اُنھیں یاد تھے، اس پر سے انھوں نے یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ شوق نے اپنی مثنویوں کی بنیاد میر اثر ھی کی مثنوی پر رکھی ہے اور مثالاً ایک شعر بھی لکھا ہے جو شوق کے ہاں صرف ایک لفظ کے ادل بدل سے بجنسہ موجود ہے۔ چنانچہ وہ اپنے "مقدمۂ شعر و شاعری" میں لکھتے ہیں:-

" یہ بات تعجب سے خالی نہیں کہ نواب مرزا شوق کو اپنے اسکول کے بر خلاف مثنوی میں ایسے صاف اور با محاورہ زبان برتنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ کیونکہ جب سوسائٹی کا رخ دوسری طرف پھرا ہوا ہوتا ہے تو اُس کے مخالف رخ بدلنے کے لئے کسی خارجی تحریک کا ہونا ضروری ہے۔ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی خواجہ میر اثر دہلوی نے جو مثنوی لکھی ہے، جس کا نام "خواب و خیال"

رکھا تھا اور جس کی شہرت ایک خاص وجہ سے زیادہ تر یورپ میں ہوئی تھی، اُس مثنوی میں جیسا کہ ہم نے اپنے بعض احباب سے سنا ہے، تقریباً ۴۰-۴۵ شعر اسی قسم کے ہیں جیسے کہ شوق نے "بہار عشق" میں اختلاط کے موقع پر اُن سے بہت زیادہ لکھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شوق کو ایسی صاف زبان برتنے کا خیال اُس مثنوی کو دیکھ کر پیدا ہوا۔ اور چونکہ وہ ایک شوخ طبع آدمی تھا اور بیگمات کے محاورات پر بھی اُس کو زیادہ عبور تھا، اُس نے اپنی مثنوی کی بنیاد "خواب و خیال" کے اُنھیں ۴۰-۴۵ شعروں پر رکھی اور اُن معاملات کو جو خواجہ میر اثر کے ہاں ضمناً مختصر طور پر بیان ہوئے تھے، اپنی مثنوی میں بہت وسعت کے ساتھ بیان کیا اور جس قسم کے محاوروں کی اُنھوں نے بنیاد قایم کی تھی، شوق نے اُس پر ایک عمارت چن دی۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ "خواب و خیال" کے اکثر مصرعے اور شعر تھوڑے تھوڑے تفاوت سے "بہار عشق" میں موجود ہیں"—

جب گلشن ہند چھپی، جس میں اثر کا بھی تذکرہ ہے، تو اس میں چند اشعار اِس مثنوی کے بھی نظر آئے۔ اتفاق سے صاحب تذکرہ نے سراپا کے بعض معمولی شعر نقل کر دئیے ہیں جن سے اس مثنوی کی خوبی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ان اشعار کو دیکھ کر مولانا شبلی مرحوم نے تذکرے کے حاشیے پر یہ خیال ظاہر فرمایا ہے:-

"مولوی حالی صاحب نے اپنے دیوان کے مقدمے میں لکھنؤ کی شاعری میں صرف نواب مرزا شوق کی مثنویوں کا اعتراف کیا ہے، لیکن چونکہ اُن کے نزدیک شعرائے لکھنؤ سے ایسی فصاحت اور سلاست کی توقع نہیں ہو سکتی، اِس لئے اِس کی وجہ یہ قرار دی کہ نواب مرزا نے خواجہ میر اثر کی مثنوی دیکھی تھی اور اُس کا طرز اُڑایا تھا، یہ اشعار اُسی مثنوی کے ہیں۔ اس کا فیصلہ خود ناظرین کر سکتے ہیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ ہو سکتی ہے"—

اب جو یہ مثنوی ہمارے سامنے موجود ہے تو ہم بلاشبہ یہ کہہ

سکتے هیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ تھی اور اس سے یہ معلوم هوتا هے کہ مولانا حالی کا قیاس کس قدر صحیح تھا۔ اس خاص موقع کے چند شعر دونوں مثنویوں سے نقل کئے جاتے هیں:—

بہار عشق	خواب و خیال
هاتھا پائی میں هانپتے جانا	هاتھا پائی میں هانپتے جانا
چھوٹتے کپڑوں کو ڈھانپتے جانا	گُدلتے جانے میں ڈھانپتے جانا
چپکے چپکے پکارتی تھی کبھی	هولے هولے پکارنے لگنا
ڈھیلے هاتھوں سے مارتی تھی کبھی	ڈھیلے هاتھوں سے مارنے لگنا
کھول کر دل چمٹ چمٹ کے ملا	وہ ترا پیار سے لپٹ جانا
کیسا کیسا لپٹ لپٹ کے ملا	اور دل کھول کے چمٹ جانا
کبھی منہ سے دیا چبا کر پان	وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا
کبھی مل کر لڑی زباں سے زبان	وہ ترا جیب کا لڑا دینا

اگر دونوں مثنویوں کے اس قسم کے اشعار برابر برابر رکھہ کر پڑھے جائیں تو صاف معلوم هو جائیگا کہ مرزا شوق نے "خواب و خیال" هی کو اپنا نمونہ بنایا اور اسی مثنوی پر سے اُنهیں اِس قسم کی زبان لکھنے کا خیال پیدا هوا ' کیونکہ (شوق) کے زمانے میں لکھنؤ میں شاعری لفظوں کا گورکھہ دھندا هو کے رہ گئی تھی اور تصنع اور تکلف انتہا درجے کو پہنچ گیا تھا —

لفظی رعایت بھی کہیں کہیں نظر آتی هے ' مگر بہت کم اور وہ بھی زیادہ تر سراپا هی میں پائی جاتی هے -

میر اثر بزرگ اور بزرگ زادے تھے ' درویشی اُن کا شعار تھا ' اس لئے تعجب هوتا هے کہ انھوں نے بعض مقامات پر ایسی کُھلی کُھلی باتیں کیونکر لکھدیں - مثنوی کے شروع میں اُنھوں نے خود اس کا ذکر کیا هے - عشق کا ذکر کرتے کرتے فرماتے هیں :—

الغرض آ گیا تھا ذکر مجاز — تس پہ بھولا هے اس کا راز و نیاز
عشق صوری کی اِس میں هیں حالات — اور اِس راہ کی هیں کیفیات

حال ھے مبتلاے رسوا کا
وصف ھے یار کے سرا پا کا
ھر کسو کی نہیں شبیہ و مثال
ھے یہ تصویر ازقبیل خیال

اگرچہ یہ تصویر خیالی ھے مگر کس قدر سچی ھے -
اس کے بعد کہتے ھیں :—

ظاھر گفتگو بہانہ ھے
توسن دل کو تازیانہ ھے
بہر یاران شوخ طبع جوان
نکتہ رس 'شعر فہم' ریختہ خوان

ایک بھی طرح یہ نکالی ھے
بات کی طرز کچھہ نرالی ھے
تاکہ افسردگی سے کر ماویں
گمرھی چھوڑ راہ پر آویں

کچھہ نصیحت نہ واعظانہ ھے
بلکہ یہ پند عارفانہ ھے

اور اس طور پر نصیحت کرنے کی وجہ بتائی ھے کہ :—

عشق کی حالتوں کو زندہ کریں
سارے خطروں سے پاک سینہ کریں
دل جلوں کا ھے دل کی لاگ علاج
آگ کے جوں جلے کا آگ علاج

مگر ان معاملات میں یہ علاج اکثر کارگر نہیں ھوتا بلکہ مخالف پڑتا ھے - آگے چل کر بطور معذرت کچھہ کہتے ھیں اور اپنی صفائی کرتے ھیں :—

پڑگیا اِس میں یوں سخن کا رنگ
ھیں مضامین بہت شوخ و شنگ

بے طرح گرچہ لغویات ھے یہ
پر خدا جانتا ھے بات ھے یہ

کام مجکو کسی کے ساتھہ نہیں
یہ سرشتہ ھی میرے ھاتھہ نہیں

چھپی رھتی نہیں کسی کی معاش
نظر آتی ھے سب کی بود و باش

میں کہاں اور یہ خیال کہاں
ھجر کس کا (اثر) وصال کہاں

....

بات میں بات کچھہ نکل آئی
ھوگئی یوں ھی طبع آرائی

وضع اس کی ھوئی خلاف طبع
ھے مجھے اس سے انحراف طبع

نہ کہوں عہد (؟) ھے گر اُس کو تمام
لغو بیہودہ ھیچ پوچ کلام

کچھہ سر دست ھنستے ھنستے کہا
بعض یاروں کو سن کے یاد رھا

نہ کیا اس کو داخل دیواں
نہیں یہ نظم شامل دیواں

آزمانا تھا کچھہ روانیٔ طبع
کچھہ دکھانا تھا نوجوانیٔ طبع

ایک دو دن میں کہہ کے پھینک دیا
نہیں معلوم کن نیں اُس کو لیا

اب جو دیکھو کسی کے پاس کہیں
ھیں یہ اُس کے ھی شعر، میرے نہیں

باوجود ان سب باتوں کے فرماتے ھیں کہ جو لوگ سخن فہم اور ذوق شعر رکھتے ھیں اور جن کے دل میں سوز و گداز ھے اور

راز و نیاز کی گھاتوں سے واقف ہیں
لطف سب بات کا وہ پاویں گے
جی میں خطرہ برا نہ لاویں گے
ورنہ بے درد اِس کو کیا جانے
اور دل سرد اِس کو کیا جانے
سب یہ بے درد نکتہ چیں ہیں گے
قابل گفتگو نہیں ہیں گے

اگرچہ اس مثنوی میں ایک آدھ مقام ایسا آگیا ہے جہاں حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھہ دیا ہے، مگر میر اثر کی زندگی ایسی پاک صاف اور درویشانہ تھی کہ اُن پر کسی کا وہ گماں نہیں ہوسکتا جو شرق کی مثنویاں پڑھ کر ہوتا ہے - یہاں صرف دُنتی کے چند شعر ہیں اور وہاں دفتر کا دفتر اسی سے سیاہ کیا ہے - لیکن اس میں کچھہ شک نہیں کہ مثنوی میں اس سلاست و فصاحت کے بانی میر اثر ہی ہیں اور خود فرماتے ہیں:-

نظم کی طرح یہ نرالی ہے
طرز اس کی نئی نکالی ہے

اِس مثنوی کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ ایک بار خواجہ میر درد نے مثنوی کے طور پر از راہ تفنن کوئی سو شعر کہہ ڈالے، وہ میں نے مانگ لئے اور وہی اشعار اِس مثنوی کی بنا قرار پائے - اگرچہ ہے تو یہ مثنوی کہیں کہیں خود اپنی اور خواجہ میر درد کی اردو فارسی غزلیں جو مثنوی کی بحر میں ہیں، موقع موقع سے آگئی ہیں - علاوہ اس کے مثنوی میں بھی خواجہ میر درد کے اشعار ہیں یعنی سو فارسی اور سو ہندوی (اردو) اور سو مثنوی کے، کل تین سو —

بعض بعض جگہ ایسے لفظ آتے ہیں جو اب بول چال میں نہیں ہیں - مثلاً مشغولا، بھر مانا (بھرم سے)، بست (بھہنی چیز)

هلنا (بہ فتح ہ)، دوکھنا(دوس''، الزام، رنڈی (بمعنی عورت)، کب لگ (کب تک)، دمنا (چمکنا)، مزاخ (مزاح، مذاق)۔ مگر آگو، پیچھو، کد، جد، تروار ایسے لفظ ھیں، جو اب بھی عوام کی زبان پر ھیں—

رسم خط ھم نے وھی رکھا ھے جو اُس وقت رائج تھا اور پرانے نسخے میں لکھا تھا۔ مثلاً 'نے' کو 'نیں'، 'متاوے' کو 'میتارے'—

اگر چند الفاظ کا خیال نہ کیا جاے جو اب متروک ھیں تو مثنوی کی زبان ایسی پاک صاف اور شستہ، بول چال ایسی بےساختہ ھے کہ اُس وقت کی اور آج کل کی بول چال میں کچھ فرق نہیں معلوم ھوتا۔ صفائی اور بھی زیادہ اس وجہ سے معلوم ھوتی ھے کہ اس میں وہ فارسی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں جو میر اثر کے ھمعصر شعرا کے کلام میں نظر آتی ھیں—

افسوس ھے کہ میر اثر کا دیوان اب تک ھمیں دستیاب نہیں ھوا لیکن اس مثنوی میں جا بجا اُن کی غزلیں آئی ھیں اور اُن کے دیکھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ غزل میں بھی اُن کا وھی رنگ ھے، اور سادگی اور کلام کی صفائی کے ساتھ درد و اثر بھی ویسا ھی پایا جاتا ھے—

عبد الحق

خواب و خیال

بعد حمد خدا و نعت رسول — کچھ بکے ھے یہ اب ظلوم وجہول
بے محابا کلام ھے یعنے — بیشتر ھیچ و پوچ بے معنے
لغزش گفتگوے مستانہ — ھمکی ھا و ھوے دیوانہ
کچھ نہ قصہ نہ کچھ حکایت ھے — کچھ نہ شکوہ نہ کچھ شکایت ھے
بات ھے بے سرشتہ و بے اصل — ہجر کیدھر کا اور کہاں کا وصل
جلوہ پردازی جہان مثال — نام اس کا یہی ھے "خواب وخیال"
(ھیں کی سودائیوں کی حالاتیں — شورش عشق کی خرافاتیں)
جوش دریاے بیکران عمیق — ایک عالم کیا ھے جنمیں غریق
موج بحر محیط خبط و جنوں — جسمیں ڈوبے ھیں لیلی و مجنوں
کوھکن بھی اسی میں ڈوب گیا — شیریں خسرو کو اونیں غرق کیا
بہ گئے جسمیں وامق و عذرا — نہ بچا اوسمیں جو کہ ھو گذرا
مفت لاکھوں غریب ڈوب گئے — ساتھہ اون کے نصیب ڈوب گئے
اسکی قسمت ھی ڈوبی جو کہ گرا — خیر ڈوبا گیا وو پھر نہ ترا
سخت آفت یہ بحر قلزم ھے — جو پڑا اسمیں خیر* بھر گم ھے
نہ لگا ھاتھہ پر کنار اس کا — نظر آیا نہ وار پار اس کا
ھے کی یہاں آشنائی لاحاصل — نہیں پیدا کسو طرف ساحل

* دونوں اصل نسخوں میں "خیر" کا لفظ ھے - لیکن صحیح یہاں "عمر" معلوم ھوتا ھے —

هر طرف موج خیز طغیانی ‌ کشتیاں هیں دلوں کی طوفانی
تس پہ کرتی هے دلکی بیتابی ‌ کشتی اپنی کو آپ گردابی
هر جگہ پر هزار خطرا هے ‌ شور دریا اسی کا قطرا هے
هر طرف جوش کا تلاطم هے ‌ بحر هے یا کہ مے بهری خم هے
سیل بنیاد افگن عالم ‌ کہ زمیں آسماں کرے برهم
دل کو موج اسکی یوں کرے بیتاب ‌ جسطرح هووے ماهی بے آب
نہ فقط دل هی غوطے کهاتا هے ‌ بلکہ یہاں جی بهی ڈوبا جاتا هے
هر جگہ پر بهنور هے چکر هے ‌ هر نشیب و فراز تکر هے
تهر طوفان هے کہ جس کی جهلک ‌ جاوے هر دم زمیں سیں تا بفلک
هیں تفکر دلوں کے وهاں گرداب ‌ هے سراسر دل گداختہ آب
مچهلیاں سے تڑپتے هیں بسمل ‌ سیپیاں سے پڑے هیں هرجا دل
کهیں معلوم هے نہ گهات اوس کا ‌ نظر آیا کبهی نہ پات اوس کا
دیدۂ عاشقاں، دل اوس کا هے ‌ لب خشک انکے، ساحل اوس کا هے
نا امیدی سے یہاں هر ایک طرف ‌ دل خالی پڑے هیں مثل صدف
بہتی پهرتی هیں ساری مثل حباب ‌ هر طرف عاشقوں کی چشم پرآب
امڈی آتی هے دل پہ اسکی لہر ‌ سانپ کاٹے کا جیسے دوڑے زهر
دل پہ یوں اسکی موج آتی هے ‌ جیسے غارت کو فوج آتی هے
آبرو جان و مال نام و ننگ ‌ یک لقمہ کریں هیں اسکے نہنگ
کهیں دیکها تو اسکی تهاه نہیں ‌ کوئی مرکے بهی پہانچے راه نہیں
آشنا اسمیں ڈوبے جاتے هیں ‌ یہاں شناور بهی غوطے کهاتے هیں
گرچہ صورت میں هے سراپا آب ‌ فی الحقیقت نہیں سوائے سراب
ایک عالم کا گهر ڈبویا هے ‌ سارے کاموں سے انیں کهویا هے
گهونٹ پانی کا یہ کبهو نہ پلاے ‌ قطرۂ آب نزع میں نہ جاے*
تشنہ لب عاشقوں کو مارے هے ‌ جوں نہنگ اون پہ منہ پسارے هے
دانۂ اشک اُس کا موتی هے ‌ آبرو یہاں اسی سے هوتی هے

* دونوں اصل نسخوں میں "جاے" هے۔ مگر قیاس چاهتا هے کہ "چواے" هوگا—

لعل و مرجاں عقیق، لخت جگر ۔۔۔ گہر آبدار، دیدۂ تر
کام اس سے یہی ہے ناکامی ۔۔۔ اسمیں نام آوری ہے بد نامی
مدعا اس سے نامرادی ہے ۔۔۔ حسرت وغم ہی یہاں کی شادي ہے
کام دل چاہتا ہے نادانی ۔۔۔ ہے دم نقد یہاں پریشانی
نظر آوے نہ روے آبادی ۔۔۔ کہ کوئی ہووے جا کے فریادي
ایک عالم کیا ہے خاک سیاہ ۔۔۔ جسکو دیکھا سو ہے بحال تباہ
عشق صوری بڑی ملامت ہے ۔۔۔ حاصل اس سے یہی ندامت ہے
کہتے ہیں اسکو ہی ضلال مبیں ۔۔۔ نفع دنیا ہے کچھہ نہ حاصل دیں
صرف خسران دین و دنیا ہے ۔۔۔ منفعت اس میں اور تو کیا ہے
جان جوکھوں ہے دمبدم ہر طرح ۔۔۔ دیکھنا غم الم ستم ہر طرح
گر ملاقات ہو تو کیا حاصل ۔۔۔ ہجر اور وصل دونوں، لا حاصل
قیس دیوانہ ہو ہلاک ہوا ۔۔۔ لطف لیلی سے اُس کو خاک ہوا
کوہکن مفت سر کو پھوڑ گیا ۔۔۔ شیریں کو غیر پاس چھوڑ گیا
ہوا پروانہ آپ جلکے خاک ۔۔۔ شمع کے ساتھہ کرکے گرم تپاک
گل سے بلبل نیں کچھہ نہ پھل پایا ۔۔۔ زار نالی سے کچھہ نہ ہاتھہ آیا
ہو نہ یا رب کسو کا دل بیتاب ۔۔۔ نہیں دنیا میں اور ایسا عذاب
دل گرفتار ہو نہ صورت کا ۔۔۔ کوئی پابند ہو نہ الفت کا
کہیں وابستہ اب مزاج نہ ہو ۔۔۔ اپنی * صورت سے احتیاج نہ ہو
آہ یا رب کسو سے دل نہ ملے ۔۔۔ تجھہ سوا اب کسو سے دل نہ ملے
بس مناجات سے یہی ہے غرض ۔۔۔ کسی دشمن کو بھی نہ ہویہ مرض
دل کسو کا کسو سے بند نہ ہو ۔۔۔ سانپ کاٹے پہ یہ گزند نہ ہو
اس ملامت سے ہے بچاؤ ضرور ۔۔۔ نہیں لازم کہ ہووے فسق و فجور
الفت پاک وصاف بھی ہے ستم ۔۔۔ دل پریشاں کرنے کو نہیں کم
اور بد بات تو خدا نہ کرے ۔۔۔ ہیچ کافر کو مبتلا نہ کرے
قابل دوستی ہے کب کوئی ۔۔۔ اپنی ہی گوں تکے ہے سب کوئی

* "اپنی" یہاں بے محل سا معلوم ہوتا ہے۔ کیا عجب کہ "اچھی" ہو —

نام معشوق مفت ہے بد نام — یہاں تو عاشق بھی ہیں سبھی خودکام
لہر میں اپنی آپ جاتے ہیں — واسطہ یار کا بتاتے ہیں
باولے ہیں یونہیں یہ سودائی — دیکھیں اپنی نہ اس کی رسوائی
عاشق اپنے تئیں گنواویں بے — کام معشوق کے نہ آویں بے
ناحق اپنے تئیں ہلاک کریں — پس اس کا ولے نہ خاک کریں
اوسکے ہوتے نہیں موافق طبع — کوئی ہوا کہیں موافق طبع
یار ان کا خیال ان کا ہے — انا الیلی کمال ان کا ہے
آہ سارا یہ ہے جہان غلط — دوستی کا ہے یاں گمان غلط
واقعی کون کس کو چاہے ہے — ہر کوئی وہم میں نباہے ہے
کون معشوق کون عاشق ہے — کون کاذب ہے کون صادق ہے
یونہیں دو روز کا ہے وہم اپنا — ہے سراسر قصور فہم اپنا
بوالہوس ہیں ہوا پرست نفس — عشق وہ ہے جو ہو شکست نفس
نفس کافر نہ کوئی مار سکے — یہ تو مارے مرے نہ کاٹے کٹے
اپنے مارے یہ اور جیتا ہے — جو کہ ہارے وہی تو جیتا ہے
آپھی اپنا حریف ہے نہیں غیر — ہے خودی سے یہاں خدائی سے بیر
جوکہ ازخود کریں ہیں نفس کشی — نفس شیطان کی کریں ہیں خوشی
یہ تو مردود زہد و طاعت سے — اور سر کھینچے ہے رعونت سے
اپنے ہاتھوں کوئی یہ مرتا ہے — کام فضل خدا ہی کرتا ہے
مدد پیر سے ہلاک کرے — مثل اکسیر مار خاک کرے
جسقدر اپنے پیر پر ہو فدا — اوسقدر ہووے ہے فنا و بقا
اور اوسکے سوائے سب الفت — ہے سراسر کدورت و کلفت
صرف پابندی و گرفتاری — رنج و تشویش و ذلت و خواری
ساری دنیا کو خوب دیکھا آہ — ہے محبت محبت اللہ
جس سے قایم ہے آسمان و زمیں — جس سے آوے دلونمیں صدق ویقیں
واقعی عشق پیر کا ہے عشق — مرشد دستگیر کا ہے عشق
ہے حقیقت کا قنطرہ یہ مجاز — نہ کہ فسق و فجور شر پرداز
ہے یہی عشق رہنماے وصول — ہے یہی عشق باب رشد وقبول

ہے یہی عشق کاشف اسرار ہے یہی عشق مطلع انوار
ہے یہی عشق موجب برکات ہے یہی عشق باعث ثمرات
ہے یہی عشق آدمی کا شرف ہے یہی عشق راہ حق کی طرف
ہے یہی عشق قوت ایمان ہے یہی عشق شدت عرفان
ہے یہی عشق کان فضل و کمال ہے یہی عشق جان قرب و وصال
ہے یہی عشق دل کا عیش و نشاط ہے یہی عشق زندگی کی بساط
ہے یہی عشق قوت روح و رواں ہے یہی عشق قوت دل و جاں
ہے یہی عشق جی کی آزادی ہے یہی عشق دل کی آبادی
ہے یہی عشق لذت و آرام ہے یہی عشق خوشدلئی مدام
ہے یہی عشق رستگاری دل ہے یہی عشق دستداری دل
ہے یہی عشق کیمیا اکسیر ہے اسی عشق میں اثر تاثیر
ہے یہی عشق جامع اضداد یہی بندہ کرے یہی آزاد
عشق یہ ہے تو جانگدازی ہے اور سب عشق عشقبازی ہے
دل انسان کی شفا ہے یہ سارے امراض کی دوا ہے یہ
یہی سیماب دل کو خاک کرے یہی سب جسم و جاں کو پاک کرے
یہی سارے تعلقات چھٹائے یہی یہاں کے توہمات مٹائے
چین دل کو اسی سے ہوتا ہے غم دنیا یہی تو کھوتا ہے
یہی دیوے یقین و اطمینان یہی کھولے حقیقت ایمان
ہے اسی عشق کا یہ جوش و خروش رہنے دیتا نہیں مجھے خاموش
بات کچھ ہو ادھر کو کھینچے ہے دل کو بے اختیار اینچے ہے
اب یہی عشق جوش مارے ہے نام محبوب کا پکارے ہے
ہوں فدا اوس جناب والا کا اپنے محبوب حق تعالیٰ کا
نقش دل ورد جان ہے یا ناصر دمبدم بر زبان ہے یا ناصر
ذات والا ہے حضرت ناصر ہے نگہبان باطن و ظاہر
وہ کہ غفلت دلوں میں آنے ندے ماسویٰ کی طرف کو جانے ندے
نوک ہوں یا کہ بد میں اوسکا ہوں از ازل تا ابد میں اوسکا ہوں
نام اوس نین ہی جب دیا ہے اثر درد نین اوسکے تب کیا ہے اثر

درد کی ذات پاک کا ہوں غلام — دل و جانسے جپوں ہوں اوسکا نام

اپنے محبوب پیر کے صدقے — حضرت خواجہ میر کے صدقے

میں نین سودا کیا ہے اوسکے ساتھہ — دست بیعت دیا ہے اوسکے ہاتھہ

ہاتھہ پکڑے کی ہے اوسی کو لاج — وہی دونوں جہاں میں ہے سرتاج

قابل عشق ذات اوسکی ہے — برتر از گفت بات اوسکی ہے

جو کہ اوسکے جناب کے ہیں غلام — گو کریں وے ہزار گونہ کلام

دل یہ غفلت کبھو نہ مائل ہو — بات حق سے کوئی نہ حائل ہو

عشق مطلق کُھلا ہے اوسکے سبب — صوری و معنوی ورے ہیں سب

کھول دے ہے حقیقت ہر امر — منکشف کی ہے صورت ہر امر

نہیں لازم کہ اوس میں در آوے — کنہ اوسکی تب ہی نظر آوے

الغرض آگیا تھا ذکر مجاز — تس پہ کھولا ہے اوسکا راز و نیاز

عشق صوری کے اسمیں ہیں حالات — اور اس راہ کی ہیں کیفیات

حال ہے مبتلائے رسوا کا — وصف ہے یار کے سراپا کا

پر کسو کی نہیں شبیہ و مثال — ہے یہ تصویر از قبیل خیال

پہلے عاشق کا ہے خراب احوال — پھر بہ تقریب وصف حسن و جمال

بات ہے ایک جسکا سر ہے نہ پانو — شخص کوئی نہیں ہے جولیوں ناؤ

ظاہر گفتگو بہانہ ہے — تو سن دل کو تازیانہ ہے

بہر یاراں شوخ طبع جواں — نکتہ رس شعر فہم ریختہ خواں

ایک بی * طرح یہ نکالی ہے — بات کی طرز کچھہ نرالی ہے

تا کہ افسردگی سے گرماویں — گمرہی چھوڑ راہ پر آویں

کچھہ نصیحت نہ واعظانہ ہے — بلکہ یہ پند عارفانہ ہے

آگئی ہے ترنگ مستانہ — ہم حریفانہ و ظریفانہ

تا نہ سمجھیں ز راہ بیدردی — صرف بے الفتی و دل سردی

دل لگا کر سنیں حقیقت کو — سمجھیں لاحاصل اس مصیبت کو

عشق کی حالتوں کو زینہ کریں — سارے خطروں سے پاک سینہ کریں

دل جلوں کا ہے دل کی لاگ علاج — آگ کے جوں جلے کا آگ علاج

---

* بھی

عشق کی تیغ پہلے تیز کریں سب سے پھر قطع کر گریز کریں
پڑ گیا اسمیں یوں سخن کا رنگ ہیں مضامین بہت شوخ وشنگ
بے طرح گرچہ لغویات ہے یے پر خدا جانتا ہے بات ہے یے
کام مجھکو کسی کے ساتھہ نہیں یہ سرشتہ ہی میرے ہاتھہ نہیں
چھپی رہتی نہیں کسی کی معاش نظر آتی ہے سب کی بود و باش
میں کہاں اور یہ خیال کہاں ہجر کسکا اثر وصال کہاں
مجھہ تلک تو خودی * کو بار نہیں اور تو کیا میں اپنا یار نہیں
صرف اللہ ہی یار اپنا ہے بس وہی دوستدار اپنا ہے
نہیں مجکو کسو سے کچھہ سروکار کبھو دیکھا نہیں یہ کار و بار
دیکھوں کسکو میں از برائے خدا نظر آتا نہیں سوائے خدا
کون ہے جس پہ میں نگاہ کروں کوئی ہووے تو اس سے راہ کروں
کسکو دیکھوں کروں میں کس پہ نگاہ سب طرف جلوہ گر ہے وجہ اللہ
وحدہ لاشریک لہ ہے وہی کیجئے جس طرف نگہ ہے وہی
چشم بینا ملے ہے جس کے تئیں دیکھے اوسکے سوا وو کسکے تئیں
ہیچ و ناچیز تھا میں ننگ عدم مجھہ پہ حق کا جو ہے یہ فضل کرم
سب یہ ہے میرے پیر کا صدقا حضرت خواجہ مہر کا صدقا
یہ اوسی کی نگاہ کا ہے اثر دونوں عالم پے جو پڑے ہے نظر
جو کہ اوسکے بدل فدا ہیں گے ساری خلقت سے وے جدا ہیں گے
نہ کسو سے غرض نہ مطلب ہے اور تو کام کچھہ اونہیں کب ہے
دل کو آباد کردیا اوس نین سب سے آزاد کردیا اوس نین
دل مرا اونین پاک و صاف کیا با وجود خطا معاف کیا
ورنہ میں تو نپٹ ہی عاصی ہوں سر بسر غرق در معاصی ہوں
اپنے ذاتوں ہوں میں تو ناکارا ہرزہ گو ہیچ و پوچ آوارا
کبھو عرش برین کی میں کہوں کبھو باتیں زمین کی میں کہوں
دیکھہ تو باوجود ایں ہمہ حال کہا بشوخی کیا ہے قال مقال
گرچہ اس کا دل و دماغ نہ تھا طبع آزاد کو فراغ نہ تھا

* خود ہی

بات میں بات کچھہ نکل آئی
هوگئی یوں هی طبع آرائی

وضع اسکی هوئی خلاف طبع
هے مجھے اس سے انحراف طبع

نکھوں عهد* هے گر اوس کو تمام
لغو بیهوده هیچ پوچ کلام

کچھه سردست هنستے هنستے کہا
بعض یاروں کو سنکے یاد رها

نه کیا اس کو داخل دیوان
نهیں یه نظم شامل دیوان

آزمانا تها کچھه روانیء طبع
کچھه دکہانا تها نوجوانیء طبع

ایکدو دن میں کہه کے پھینک دیا
نهیں معلوم کننیں اس کو لیا

اب جو دیکھو کسو کے پاس کہیں
هیں یه اُس کے هی شعر، میرے نهیں

ایک تو ریختہ هے سہل زباں
دوسرے جبکه هو بشوخی بیان

پھر تو قابل نهیں سنانے کے
نهیں لایق کہیں دیکھانے کے

بسکه سمجھیں هیں اسکو سارے عوام
جنکو نے نظم سے نه نثر سے کام

شعر کو ایک بات جانے هیں
پر غلط لغو بات جانے هیں

هاں مگر جو کوئی که شاعر هو
فن شعری میں آپ ماهر هو

هو مضامین شعر سے آگاه
اور رکھتا هو کچھه سخن سے راه

وه تو جانے که یه بھی هے ایک نهج
یوں توکہنا نهیں هے ایسا سہج

یوں صفا سے کہا نهیں جاتا
اس طرح کہنے میں نهیں آتا

نهیں آساں کہے باین انداز
اور هر جا هو بات کی پرداز

موج بحر سخن سرائی هے
کچھه کہے هے جو لهر آئی هے

یا جو کوئی که یار صادق هوں
بے تکلف بدل موافق هوں

عاشقانه پڑا هو صرف مزاج
هو کسو سے انہیں نه کام نه کاج

دلمیں رکھتے هوں تک بھی سوز وگداز
کچھه سمجھتے هوں حرف رازونیاز

عالم دوستی سے هوکے خبر
رکھتے هوں گے دلوں میں درد و اثر

لطف سب بات کا وو پاویں گے
جی میں خطرا برا نه لاویں گے

ورنه بیدرد اسکو کیا جانے
اور دل سرد اس کو کیا جانے

سب یه بیدرد نکته چیں هیں گے
قابل گفتگو نهیں هیں گے

---

* دونوں نسخوں میں عهد کا لفظ هے - همارا قیاس هے که اصل میں حیف یا ایساهی کوئی لفظ هو گا —

قصہ کوتاہ ان سے کام نہیں
ایسے اشخاص سے کلام نہیں

خیر جو کوئی سمجھے سو سمجھے
ذہن میں اپنے چاہے سو سمجھے

گفتگو یہ کسو کے ساتھہ نہیں
جون قلم بات اپنے ہاتھہ نہیں

حرف جو جو زبان پہ آوے ہے
بے خبر منہ سے نکلے جاوے ہے

ہے نہ کچھہ شعروشاعری منظور
کچھہ نہ تقریب ظاہری منظور

نظم کی طرح یہ نرالی ہے
طرز اسکی نئی نکالی ہے

مثنوی گرچہ ہے ولے ہرجا
اور بھی شعر آگئے ہیں جدا

اپنی غزلیں جو یاد آئی ہیں
اونکے موقع میں پڑہ سنائی ہیں

بعض اشعار فارسی بھی کہیں
کچھہ بتقریب آگئے ہیں یونہیں

اور جو ہے کلام حضرت کا
وہاں جتایا ہے نام حضرت کا

بات میں تاکہ درد پیدا ہو
کچھہ سنے سے اثر ہویدا ہو

نہیں اسمیں سوائے درد و اثر
کہیں کوئی کچھہ اور چیز دگر

شعر حضرت کے کچھہ جوپائے ہیں
اس سراپا میں بھی ملائے ہیں

واسطے سب کی یہاں ضیافت کے
تین سوشعر ہیں گے حضرت کے

فارسی سو ہیں ہندوی سو ہیں
باقی اشعار مثنوی سو ہیں

تین سوسے ہوے یہ تین ہزار
سب اسی تخم کا ہے برگ وبار

ایک دن جو مزاج میں آیا
بہ تفنن کچھہ ایک فرمایا

کہے سو شعر مثنوی کے طور
دفعتاً دم میں بے تامل و غور

پھر اوسی وقت کہہ کے دور کئے
یاد رکھہ کر وو ہیں میں مانگ لئے

یہی اشعار ہیں بنائے کلام
متفرع اوسی پہ ہے یہ تمام

آپ کہہ کر جو دور فرمایا
وہی اس نظم کا ہے سرمایا

یوں ہزاروں ہی شعر فرماے
ذکر مذکور میں وو کب آے

یہ تو اوسوقت مجکو یاد رہے
کہ اجازت سے اوس پہ اور کہے

بسکہ یہ سو غلام کو ہی دئے
نام حضرت جتا جدا نہ کئے

بے جتائے یہ سو ملائے ہیں
وہ جو دو سو ہیں وہ جتائے ہیں

بس جوکچھہ قابل انتخاب کے ہیں
وہ عنایات اوس جناب کے ہیں

کوئی پوشدہ رہ سکے! وو کلام
بر رسول و بر آل اوست سلام

اور جو دیکھئے حقیقت میں — خواہ معنی میں خواہ صورت ھیں
ہم ھیں خود آپ اوس کا نام و نشان — ھے ھمارا بیاں اوسی کا بیان
ہم، ھیں بندہ وو ھے ظہور خدائے — ہم، ھمارے عمل ھیں اوس کے بنائے
جو کہا سب اوسے سنایا ھے — دست اصلاح نیں بنایا ھے
میں بھی اوسکا کلام بھی اوسکا — بعض کیسا تمام ھی اوسکا
ظاھر و باطن اوس کا سوختہ ھوں — ورنہ بالذات ھوش باختہ ھوں
جستجو ھے تو اوس کی ذات کی ھے — گفتگو ھے تو اوس کی بات کی ھے
کام ھے تو اوسی کی ذات سے ھے — بات ھے تو اوسی کی بات سے ھے
جو کہے اوس کی ذات پاک کہے — اور کوی کہے تو خاک کہے
واقعی حق کلام اوس کا ھے — کہنا حق بات، کام اوس کا ھے
ھے وظیفہ اثر کلام درد — ورد اپنا بھی ھے نام درد
درد عاشق کی ھے دوا، وو کلام — درد مندوں کی ھے شفا، وو کلام
شعر حضرت نیں جس زباں میں کہے — تا قیامت وو یادگار رھے
شاعری وھاں کا کچھہ کمال نہیں — فخر ھے بلکہ شاعری کے تئیں
ریختہ نیں یہ تب شرف پایا — جبکہ حضرت نیں اوسکو فرمایا
مرتبہ ریختہ کا اور ھوا — معتبر فارسی کے طور ھوا
یہ فصاحت زبان کی ھے کہاں — یہ بلاغت بیان کی ھے کہاں
کہیں یہ بات پائی جاتی نہیں — یوں حقیقت دکھائی جاتی نہیں
شعر سب اسطرح حقیقت کے — نہیں دیکھے سوائے حضرت کے
جو کہ اھل سخن ھیں مانتے ھیں — قدر صاحب مذاق جانتے ھیں
نظم یا نثر جو کہا ھے کلام — ھے وو بے شبہ سر بسر الہام
حل ھوے ھیں مسائل توحید — سب وو روح القدس کی ھے تائید
کیا کہوں اوسکی میں قبولیت — سن کے ھوتی ھے دل کو محویت
ھے موثر نپٹ ھی در دل و جاں — سارے عالم کے لت ھے ورد زباں
بسکہ تضمیں وہ کلام ھوا — تب یہ مقبول خاص و عام ھوا
چونکہ ھستم سیاہ مست سخن — می سپارم عناں بدست سخن
کہ جلو ریز رخش خامہ شود — آمد و رفت قطرہ زن نکند

تازہ ملک معانی رنگین　　تازہ مضمون و قابل تحسین
ارمغاں بہر دوستان آرم　　رشک صد باغ و بوستان آرم
دید کن گلشن معانی را　　گل و گلزار نکتہ دانی را
ہمہ گل کرد نو بہار سخن　　چہرہ افروز شد نگار سخن
ہست طبع رواں چو آب رواں　　زندگی بخش جان زندہ دلاں
ز آبداریء حرف و رنگ سخن　　صفحۂ کاغذ است رشک چمن
در صفا جلوہ گاہ دلدار است　　آئینہ از برائے دیدار است
اند کے داد ایں ببباید داد　　دل ناشاد تاکہ گردد شاد
شورش عشق را تماشا کن　　سیر جوش جنوں و سودا کن
حرف عاشق شنیدنی دارد　　عالم شوق دیدنی دارد

بیان اختلال احوال عاشق خستہ حال و ذکر کوفت و ملال آں شکستہ بال

کون جانے ہے درد مند کا حال　　دل سوزاں مستمند کا حال
ایک مدت تلک نہ تھا معلوم　　کس بلا میں پڑا ہے یہ مظلوم
بن کہے، حال کون جانے ہے　　چپ رہے، حال کون جانے ہے
دل کا مالک نہیں سوائے خدا　　پوچھے، کس کو غرض برائے خدا
ایک عمر اسکا مجھکو کھوج رہا　　دل پہ اس بات کا ہی بوجھ رہا
کچھہ نہ کھلتا تھا کیا مرض ہے اسے　　آہ وزاری سے کیا غرض ہے اسے
دل پہ اب اسکے کیا گزرتا ہے　　یہ جواں یوں جو مفت مرتا ہے
کس لئے اسکی نیند و بھوک گئی　　کیا مصیبت پڑی ہے روز نئی
کس لئے ٹھنڈے سانس بھرتا ہے　　کس لئے آہ و نالہ کرتا ہے
کس لئے زار زار رووے ہے　　کس لئے ڈاڑھیں مار روے ہے
کس لئے بیحواس رہتا ہے　　کس لئے یوں اداس رہتا ہے
کس لئے یوں رہے ہے من مارے　　کس لئے مفت دے ہے جی ہارے
کس لئے یوں رہے ہے بیخور وخواب　　مضطرب جیسے ماھئی بے آب
یوں جو سوکھے ہے کیا اسے دق ہے　　یا کسو شخص پر یہ عاشق ہے

یا کہ اس کو جنون و سودا ھے — کچھہ دماغی خلل یہ پیدا ھے
یا کہ مجذوب ھے یہ مستانہ — ھے غرض زور کوی دیوانہ
ظاھرا پر کسو پہ شیدا ھے — سب علامات عشق پیدا ھے
دیکھو جس وقت اشک جاری ھے — نالہ فریاد آہ و زاری ھے
نہ کسو سے ھنسے نہ بولے ھے — بات دل کی کہیں نہ کھولے ھے
حال پوچھو تو خیر رونے لگے — اور الٹے خفیف ھونے لگے
بن کہے آپ ھی آپ بکتا ھے — بات پوچھو تو منہ کو تکتا ھے
کیا کوی دوستی بجا لاوے — کس طرح کوی اسکو بہلاوے
کیا کوی اسکی دوستداری کرے — کیا کوی اسکی غم گساری کرے
غور و پرداخت کیا کرے کوی — کی نہیں جاتی اوسکی دلجوئی
کیا کہوں باتیں کیا دوانی ھیں — شعر یہ اوسکے ھی زبانی ھیں
" ایک تو اوسکے جور نیں مارا — اور یاروں کی غور نیں مارا
آہ! یا رب کدھر نکل جاوؤں — دوست دشمن کو منہ نہ دکھلاوؤں
دشمن اتنا نہیں ستاتے ھیں — دوست جتنا اب آ دکھاتے ھیں
دوستی کیا میں لے کے ان کی کروں — جبکہ ھر طرح سے میں آپھی مروں
دم دئے کوی جی بہلتا ھے ؟ — دل بسان چراغ جلتا ھے
انکی دلسوزیاں ھیں بیہودہ ' — سچ ھے حضرت کا سب یہ فرمودہ"

غزل لہ مد ظلہ

"اپنی قسمت کے ھاتھوں داغ ھونمیں — نفس عیسوی چراغ ھوں میں
ھوں فتادہ برنگ نقش قدم — رفتگان کا مگر سراغ ھوں میں
دونوں عالم سے کچھہ پرے ھے نظر — آہ کس کا دل و دماغ ھوں میں
میں ھوں گلچین گلستاں خلیل — آگ میں ھوں پہ باغ باغ ھوں میں
عین کثرت میں دید وحدت ھے — قید میں درد با فراغ ھوں میں"
خیر بے طرح زیست کرتا ھے — خیر خواھی سے اور مرتا ھے
رات دن ایک سا ھی جاگے ھے — لوگوں سے جیسے وحشی بھاگے ھے
نہیں تھمتا ھے آہ و زاری سے — جان دیتا ھے بیقراری سے

نہ کبھو دن کو چین ہووے ہے — نہ کبھو رات کو یہ سووے ہے
ایک جا سے کبھو پھرے نہ چلے — گڑ کے بیٹھے تو وھاں سے پھر نہ ھلے
رو بہ دیوار بیٹھا رھتا ھے — جیسے بیمار بیٹھا رھتا ھے
کبھو بے حس پڑے ھے جوں مردہ — دل بجھا اور خاطر افسردہ
کبھو ٹھہرے نہ ایک آن کہیں — آپ جاوے کہیں تو دھیان کہیں
اِدھر اُودھر پھرے ھے بے آرام — نہیں معلوم کیا ھے اسکو کام
اسکو یکجا کہیں قرار نہیں — ان دنوں یہ کسو کا یار نہیں
نے نصیحت کسو کی مانے ھے — نے بھلا نے برا یہ جانے ھے
فی البدیہ جو اونیں شعر کہے — دو یہ اس میں سے مجھکو یاد رھے
"گاہ یارم بمن نمی سازد — آہ یارم بمن نمی سازد
ناصحان را ازیں چہ می سازد — خواہ یارم بمن نمی سازد"
دوست اپنا کسو کو جانتا نہیں — کچھہ کسو کا کہا یہ مانتا نہیں
کیا کہوں کس طرح سے جیتا ھے — غم کو کھاتا ھے آنسو پیتا ھے
بے طرح کی معاش کرتا ھے — کچھہ غضب بود و باش کرتا ھے
یوں تو اس چھت* کوئی نہیں یا رب — سربکف دل بدست جاں برلب
نہیں دیکھا کسو کا حال ایسا — دیکھنا کیا، نہیں کسو نین سنا
ھے یہ مستانہ صاحب تاثیر — یاد اسکو دلوں کی ھے تسخیر
†جا پڑے ھے جب اوس طرف کو نگاہ — اس کی حالت کرے ھے حال تباہ
آہ دیکھا اوسے نہیں جاتا — حال کہنے میں کچھہ نہیں آتا
دیکھیں اوس پاس کوی جا تو سکے — آنکھہ اوس سے بھلا ملا تو سکے
جس گھڑی اوس پہ دھیان جاتا ھے — بس خدا کا ھی خوف آتا ھے
حال اوسکا جو کوئی سنتا ھے — کہا کے افسوس سرکو دھنتا ھے

غزل

"ھر کہ بر حال اونگاہ کند — گزد انگشت و باز آہ کند

---

* سوائے
† ایک نسخے میں یہ شعر اس طرح ھے
جا پڑے ھے جب اُس طرف کو نظر — اُس کی حالت کرے ھے دل میں اثر

غیر او هیچ شخص دیده نشد — که چنین حال خود تباه کند
دود آهش کشیده سر بفلک — ورق آسماں سیاہ کند
گفتۂ هیچ کس نمی شنود — خیر خواهی چه خیر خواه کند
اثر اے کاش این چنین حالت — در طلبگارئی اله کند"
ایسی حالت میں گرچہ مرتا تھا — منہ سے پر کچھہ بیاں نہ کرتا تھا
جی میں گو تھا ہزار جوش وخروش — تھا بہ لب تشنہ مثل خم خاموش
اپنے دل کی یہ کہولتا ھی نہ تھا — بات مربوط بولتا ھی نہ تھا
آہ و نالہ کبہو کبہو زاری — کبہو مجذوب کی سی بڑماری
مثل گل جیب و سینہ پہاڑے تھا — جیسے بلبل پڑا دھاڑے تھا
پر نہ کھلتی تھی کیا مصیبت ھے — ماجرا کیا ھے کیا حقیقت ھے
کھول کر کچھہ بیاں نہ کرتا تھا — راز اپنا عیاں نہ کرتا تھا
الغرض بعد ایک مدت کے — اور اٹھانے ہزار شدت کے
آتش عشق میں ہوا جو گداز — دل عاشق نین تب یہ کھولا راز
شمع کی طرح روکے پھوٹ بہا — یہ خدا جانے سچ کہ جھوٹ کہا

غزل

"اشک ریزاں بحال خویشتنم — شمع سار در وبال خویشتنم
گرد خود آمدن نمی دهد او — من فدا در خیال خویشتنم
چوں فلک خود پئے خودم بتلاش — در سراغ وصال خویشتنم
ناقص کامل اینچنیں نبود — من مقر کمال خویشتنم
فرصت گفتگو بغیر نشد — از جواب و سوال خویشتنم

حرف حرفم بگریه آرد اثر
چوں قلم از مقال خویشتنم"

غزل

دل جو یوں بے قرار اپنا ھے — اس میں کیا اختیار اپنا ہے
جو کسو کا کبہو نہ یار ھوا — وھی قسمت سے یار اپنا ھے
روز و شب آہ و نالہ و زاری — اب یہی کاروبار اپنا ھے

بیوفائی وو گو ہزار کرے   یہاں وفاہی شعار اپنا ہے
سب یہ اپنا ہے واسطہ ہے دوست   ہر کوئی دوست دار اپنا ہے
اوس گلی میں نہیں یہ نقش پا   ہر قدم پر مزار اپنا ہے
کاش اُمید ہووے کشتۂ یاس   دشمن اب انتظار اپنا ہے
ہووے تروار آبدار کا وار   اس میں بیڑا ہی پار اپنا ہے

مثل لالہ چھپاؤں کیوں کے اثر
داغ دل آشکار اپنا ہے

اے کہ می پرسی از حقیقت من   کشف حالم بود ز صورت من
چہ بگویم کہ دیدنی باید   سوے حالم نگاہ می شاید
آہ رنگم ببیں و حال مپرس   خبرے زیں شکستہ حال مپرس
دوستاں سخت حالتے دارم   کہ بدست بتے گرفتارم
نہ مرا طاقت جدائی او   نے مرا تاب خود نمائی او
جلوہ اش می برد مرا از جا   پایداری کجا و عشق کجا
درد می گردد از نظر مستور   آسماں و زمیں شود بے نور
ہم غم ہجر و ہم نشاط وصال   ہر یکے جاں و دل کند پامال
ہجر و وصلش بمن نمی سازد   دل باظہار آن چہ پردازد
ہیچ در گفتگو نمی آید   کارم از جستجو نمی آید
قرب و بعدش زمن چہ می پرسید   ہست مانند سایہ و خورشید
ہر زماں آید او، روم از خویش   چوں رود، میروم دویدہ بہ پیش
گو کہ گردم براہ پامالش   نگذارم ولیک دنبالش
بسکہ ہستم سیاہ مست او   می سپارم عنان بدست او
با وجود و عدم چہ کار مراست   آمد و رفت او فنا و بقاست
ہر کجا می روم ہم آغوشم   در کنارش فتادہ مدہوشم
ہر زماں ہست قرب او حاصل   نبود درمیاں خط فاصل
لیک دایم خراب احوالی است   کہ در آغوش جائے او خالی است
من باو مایل اوست مایل من   تیرہ بختی شد است حائل من
خاکسارم فتادہ در راہش   ہر قدم سر نہادہ در راہش

می بزم خویش را بجاے او — تا درازي کشم بپائے او
محو گردد در او سراپایم — از تگ و تاز خود بیاسایم
می توان کرد زنده در گورم — لیک نتوان گذاشت مهجورم
جلوۂ اوست هر طرف پس و پیش — همه داغم ز تیره روزیء خویش
او بهر صورتم نموده هلاک — مهر رویش مرا نشانده بخاک
الغرض دل ز دست داده منم — در خم زلف او فتاده منم
قصۂ خود چها چها گویم — مختصر ایں که کشتۂ اویم
رفت کارم ز اختیار من — گشت خالی ز دل کنار من

غزل

دل من آه مفت رفت ز دست — هیچ حرفے نگفت رفت ز دست
راز هاے دلے نگفته به است — حرف جوں کس شنفت رفت زدست
چشم غماز ماند و دل که مدام — راز هاے نهفت رفت ز دست
مژۂ من ز راه نا دانی — گوهر اشک سفت رفت ز دست
هر که خار و خس هوا و هوس — از در دل نرفت رفت ز دست
دست خالی چه طور خواهی باخت — بازئی طاق جفت رفت ز دست
اهل غفلت همی روند از کار — پاے هرگه که خفت رفت ز دست
خوشی دل اثر هلاک دل است
غنچه هر که شگفت رفت ز دست

کچهه نه پوچهو نپٹ هی مشکل هے — اور کے هاتهه میں مرا دل هے
شادمانی نظر نهیں آتی — زندگانی نظر نهیں آتی
کیا کهوں میں کسو سے اپنا حال — زیست کرکی غرض هوےهے وبال
کون کس کی سنےهے کس سے کهوں — اور اُلٹے هنسے وو جس سے کهوں
درد کوی کسو کا کیا جانے — اوس کا دل جانے یا خدا جانے
کیا کهوں کچهه کها نهیں جاتا — چپ رهوں تو رها نهیں جاتا
گر کها بهی تو کون مانے هے — جو سنے هے سو جهوٹ جانے هے
گر کسو نیں سنا تو کیا حاصل — اور سے کب کهلے هے عقدۂ دل

کوی دم گر اکیلے پاؤں اوسے　　درد دل تک ذرا سناؤں اوسے
دل کا شاید بخار نکلے جب　　یہ جو کھٹکے ہے خار نکلے جب
ورنہ پھر خیر یہ دل صد چاک　　آرزو لے ھی جاے گا تہ خاک

غزل

بیدلم دل بجا نمی آید　　تا کہ آں دلربا نمی آید
طفل شوخ ہزار مہر و وفا　　ھیچ نام خدا نمی آید
صبر ھرچند بہتراست ولے　　چکنم چوں مرا نمی آید
شمع ساں جملہ تن زبانم لیک　　گفتن مدعا نمی آید
رام سازی بتان وحشی را　　از تو ھم اے خدا نمی آید

از چہ او را اثر نمی دانم
رحم بر حال ما نمی آید

اور کس کو دکھائیے احوال　　حالت دل نین کر دیا پامال
غم دل آفت نہانی ھے　　کب کسو اور کو جتانی ھے
غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ھے　　یا کسو کے میٹائے میٹتا ھے
جس کے جی پر پڑے وھی جانے　　اور کے دل کی اور کب جانے
جب تلک دم میں یہاں میرے دم ھے　　نت یہی دکھہ ھے نت یہی غم ھے
غم نیں اب سب طرف سے گھیر لیا　　کیا کہوں مجسے جو سلوک کیا
گھر کیا غم نے اب مرے دل میں　　رہ پڑا روز وشب مرے دل میں
ھو گیا سینہ بسکہ غم خانہ　　دل ھوا غم کے ساتھہ ھم خانہ
اسقدر ھے موافقت باھم　　نہیں معلوم دل ھے یہ یا غم
گو غم یار جی ھی کھاتا ھے　　پر مجھے یہ رفیق بھاتا ھے
ساتھہ میرا فقط اسی نیں کیا　　بس رفاقت کو ھاتھہ سے نہ دیا
کون ایسا کسو کو چاھے ھے　　مرتے مرتے وھی نباھے ھے

غزل

گرچہ غم جی لئے ھی جاتا ھے　　پر نہ یہ جی دئے ھی جاتا ھے
مہربانی تو اونیں ایک نہ کی　　جور سو سو کئے ھی جاتا ھے

وہ ستمگر ہمیشہ مثل شراب　　خون عاشق پئے ہی جاتا ہے

سخت جانی اثر کے دیکھئے آہ
اس ستم پر جئے ہی جاتا ہے

دل گیا تھا تو جان بھی جاتی　　تو مصیبت نہ مجھ پہ یوں آتی
زندگانی ہوئی ہے اب مشکل　　پس گیا ہے مصیبتوں میں دل
آہ جی کو کہاں تلک گھوٹوں　　مر چکوں تو عذاب سے چھوٹوں
ورد میرا بس اب یہی ہے کلام　　اس کی برکت سے ہووے کام تمام
دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے　　مرگ آپہنچیو کہ قابو ہے
آہ کے ساتھ جی نکل نہ گیا　　آہ اے آہ یہ خلل نہ گیا
دل کی آفت کبھی نہیں جاتی　　یہ مصیبت سہی نہیں جاتی
کھا گئی مجکو دل کی بیماری　　اس سے بہتر ہے سل کی بیماری
آبلے ہیں تمام سینے میں　　جیسے چھالے ہوں آبگینے میں
جی پہ میرے عذاب رہتا ہے　　سخت حال خراب رہتا ہے
اب تو جان بر نہیں ہوں مرتا ہوں　　کچھہ دموں کا شمار کرتا ہوں

غزل

مرض عشق دل کو زور لگا　　جان بلب ہرں خیال گور لگا
بے طرح کچھہ گھلائے جاتا ہے　　شمع کی طرح دل کو چور لگا
تیرے مکھڑے کو یوں تکے ہے دل　　چاند کو جوں رہے چکور لگا

در و دیوار کو ہر ایک طرف
آنسوؤں سے اثر کے شور لگا

کچھہ عجب رنگ ہے مرے دل کا　　کیا کہوں حال ایسے بسمل کا
دل نہیں کوی بلا ہے سینہ میں　　حشر ہر دم بپا ہے سینہ میں
نہ کھلی بات کچھہ مرے دل کی　　کیا کوئی جانے مرغ بسمل کی
آہ بسمل بھی ہوچکی ہے تمام　　نہ ہوا اسکو مرکے بھی آرام
ہے کہاں زیست کون جیتا ہے　　پر وہی خون دل یہ پیتا ہے
عقدۂ دل مرا کبھو نہ کھلا　　گو بتاسے کی طرح جاے گھلا

غنچۂ دل یہ ناشگفتہ رہا — راز اس کا سبھی نہفتہ رہا
دل پر اضطراب نیں مارا — اسی خانہ خراب نیں مارا
دل مرا باعث عذاب ہوا — اس کے جلنے سے میں کباب ہوا

غزل

دیکھہ کر دل کو پیچ و تاب کے بیچ — آ پڑا مفت میں عذاب کے بیچ
کون رہتا ہے تیرے غم کے سوا — اس دل خانماں خراب کے بیچ
تیرے آتش زدوں میں مثل شرار — عمر کاٹتے ہے اضطراب کے بیچ
شمع فانوس میں نہ جبکہ چھپے — کب چھپے ہے یہ رخ نقاب کے بیچ

کیا کہوں تجھسے میں اثر کہ اوسے
کس طرح دیکھتا ہوں خواب کے بیچ

اے پریروئے بیوفا دلدار — وے جفا جوئے بیمروت یار
کاش روئے ترا نمی دیدم — تا کہ چندیں بلا نمی دیدم
دیدہ یکبار خود تماشا کرد — لیک دل را خراب و رسوا کرد
یک نظر را نمودی و رفتی — پردہ از رخ کشودی و رفتی
جلوۂ بود یا کہ برقے بود — سوخت دل را اگرچہ فرقے بود
شعشعاتش نگاہ خیرہ نمود — عقل را در دماغ تیرہ نمود
گر نمی آمدی مقابل من — میر بودی بگوچسان دل من
دلبرم ایں قدر تو داری یاد — خود ربودی کسے بزور نداد
دلربائی چو بود منظورت — چیست تقصیر من دریں صورت
دیدہ بودم ز دور یک دو نگاہ — غیر ازیں نیست ہیچ جرم و گناہ
تا ہنوزم عذاب آن باقی است — دار و گیر حساب آن باقیست
دیدن روے تو شدہ ناساز — خوشیء دل ندیدہ ام زاں باز
از ہمان روز طالعم برگشت — بر سرمن گذشت آنچہ گذشت
سینہ و دل کہ شعلہ افروز است — آتش افتادۂ ہماں روز است
چوں دو چار ایں بلند بالا شد — از ہمان وقت فتنہ برپا شد
چشم وا گشتہ بر رخت چوفتاد — باب صد فتنہ و فساد کشاد

نام هجراں بد است ورنہ وصال روز اول نمود ایں احوال
فقط امروز من نمی سوزم بلکہ آتش زدہ ازاں روزم
تیر آہم کہ ہمچو جان دوز است ایں جگر دوزئی هماں روز است
آن نگہ ہاے شرمگیں حیا رابطہ تازہ آشنائیہا
می خلد ہمچو تیر در دل وجاں آہ بر آورم ز سینہ چناں
یا چناں بود گرم جوشیہا یا چنیں گشت چشم پوشیہا
آں قدرہا نبود جرم و گناہ کہ فگندی چنیں بحال تباہ

غزل

چہ خطائے دگر مگر دیدم اے ستمگر چہ شد اگر دیدم
عوضش ہست اینکہ دل دزدی آنکہ در دیدہ یک نظر دیدم
چہ قدر آب شد بہ نیم نگہ زہرۂ ایں دل و جگر دیدم
دیدہ از ہرزہ بینیٔ عالم بستم و عالم دگر دیدم
تو بگو اے اثر دگر چہ کنم
نالہ و آہ بے اثر دیدم

گفتگوے مستانہ عاشقانہ بتصور حضور جانانہ و بیان دیگر حالات درپیش و رفاقت دلریش دروقت مصیبت‌خویش —

کس کولاؤں کہوں میں کس کے حضور چپ رہوں تو نہیں مرا مقدور
نکہوں یا کہوں میں تجسے کہوں جی کے جی ہی میں ور نہ مار رہوں
ہوں سیہ مست اپنے حال کے بیچ تجکو حاضر سمجھ خیال کے بیچ
کچھہ دوانوں کی طرح بکتا ہوں تیری بے ہیچ راہ تکتا ہوں
دل میں تیرا خیال رہتا ہے سامنے یہ جمال رہتا ہے
دیکھوں کسکو کروں میں کس پہ نگاہ جا رہے ہے مری تو جس پہ نگاہ
دو بدو تو ہی یار ہوتا ہے سامنے آ دو چار ہوتا ہے
یہ جو حضرت نیں کی خبر دیکھا
شورش عشق کا اثر دیکھا

غزل لہ مد ظلہ

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہوگئے بدن خالی　　جس طرف تونیں آنکھہ بھردیکھا
نالہ فریاد آہ اوز زاری　　آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
اون لبوں نیں نہ کی مسیحائی　　ہم نیں سوسوطرح سے مر دیکھا

زور عاشق مزاج ہے کوئی
درد کو قصہ مختصر دیکھا

ابھی آگے تو اور جانے گا　　جتنا دیکھے گا اوتنا مانے گا
وہ جو اس کے جناب کے ہیں غلام　　ہے یہ اون کا بھی عشق دون مقام
ہیں فدا اوس پہ عاشق و معشوق　　سب یہ اوس کے جناب کے ہیں مشوق
بات میں بات یہ جو کہتا ہوں　　فی الحقیقت اسی میں رہتاہوں
رتبہ اوس کا مجھے دیکھانا ہے　　اور تقریب سب بہانا ہے
نہ کہوں میں نہ پوچھہ تو آگو　　کہہ سکوں میں نہ پا سکے گا تو
کچھہ تجھے قابل سخن پایا　　تب یہ مذکور درمیان آیا
حق یہی ہے اسی کو مانیو تو　　اس سوا اور کچھہ نجانیو تو
بات جتنی یہ میری تو جانے　　اور کوی تو یوں نہ پہچانے
آ پھر آپس میں ہم تو بات کریں　　اپنے درجے سے بڑہ قدم ندھریں
گفتگو تیرے ساتھہ کر بمجاز　　کہوں در پردہ حرف راز و نیاز
بات میری جو ہے تو جانے ہے　　دل ترا اسکو خوب مانے ہے
تو نہ جانے تو کون جانے گا　　تو نہ مانے تو کون مانے گا
راز دل کا تو ہی تو محرم ہے　　تو ہی تو ہمنشین و ہمدم ہے
اور کوی کہاں سے جانے گا　　اس طرح دل سے کون مانے گا
حال اپنا تجھے دکھاتا ہوں　　قال اپنا تجھے سناتا ہوں
رات دن تجھسے گفتگو ہے مجھے　　تیرے ملنے کی آرزو ہے مجھے
تو ہی میری نظر میں رہتا ہے　　توہی تو دل کے گھر میں رہتاہے
گو پڑا میں اکیلے مرتا ہوں　　لیک باتیں تجھی سے کرتاہوں

تو مرے پاس ہے مرے صاحب نہ رہا فرق حاضر و غائب
تجھکو رکہتا ہوں اور کس سے کہوں تجھہ سوا ہے وو کون جس سے کہوں
یہ جو ارشاد سب کیا احوال ہے سراسر ہمارے حسب حال

له مد ظله

هیچ در دل هوس نمی باشد غیر تو هیچ کس نمی باشد

له مد ظله

چشم با چشم گو نگردد چار دل بدل هم نهفته راه بود
دیده ام جلوهٔ رخے کامروز مهر در چشم من چو ماه بود
پاس من هم گهے نگهداری گر بحالم ترا نگاه بود
مژه ام بسکه میکند خس پوش گریه‌ام آب زیر کاه بود
ترک چشم توسخت خونخوار است همچنیں فرقهٔ سپاه بود

غزل له مد ظله

ہے غلط گر گمان میں کچہہ ہے تجہہ سوا بہی جہان میں کچہہ ہے
دل بہی تیرے ہی ڈھنگ سیکہا ہے آن میں کچہہ ہے آن میں کچہہ ہے
لے خبر تیغ یار کہتی ہے باقی اس نیم جان میں کچہہ ہے
ان دنوں کچہہ عجب ہے میرا حال
دیکہتا کچہہ ہوں دہیان میں کچہہ ہے

غزل له مد ظله

دل یہ بے اختیار ہوکر آہ توہی کہہ کب تلک نہ اتہے کراہ
خوشخرامی ادہر بہی کیجئے گا میں بہی جوں نقش پا ہوں چشم براہ
کیا کہوں تجہسے ہم نشیں دل میں برچہی سی لگتی ہے وو ترچہی نگاہ
جس یہ تقصیروار یوں سمجہو ابہی ایسا تو کچہہ نہیں ہے گناہ
جو ہوے ہیں قرار آپس میں میں ترا اور تو مرا ہے گواہ
دید وادید رکہے جائے گا جب تلک ہو ملاپ خاطر خواہ
بت پرستی نہیں شعار اپنا ہم کو ایسا نہ سمجہیو واللہ

هنسنے اور بولنے کی باتیں کہو نام اس کا نہ لو کہاں ہے چاہ
شوخ تو اور بھی ہیں دنیا میں
پر تری شوخی کچھہ عجب ہے واہ

اب تصور میں تیرے رہتا ہوں تجھسے کچھہ آپ ہی آپ کہتا ہوں
نہ کہوں تجھسے تو یہ کس سے کہوں تو بتا دے بھلا میں جس سے کہوں
ہم نشیں کوی ، نے کوی دمساز دوست کوی ، نہ کوی محرم راز
جسکے آگو میں دل کی بات کہوں دیکھہ تو چپ کہاں تک آہ رہوں
دل میں میرے بھرا ہے جوش وخروش منہ سے کیونکر بھلا رہوں میں خموش
دل کوی چپکے رہنے دیتا ہے یو نہیں بک بک کے جان لیتا ہے
کب تلک دل ہی دل میں بات کروں کچھہ تو بارے ترے بھی منہ پہ دھروں
دل سے کب تک کروں میں سرگوشی نہیں بنتی ہے مجکو خاموشی
جب گزر دل سے جان پر آئی اس قدر تب زبان پر آئی
تون سنا ہے جو کچھہ کہ فرمایا جس غزل نے دلوں کو گرمایا

غزل لہ مد ظلہ

بات جب آ ندان پڑتی ہے تب کہیں تیرے کان پڑتی ہے
آتش عشق قہر آفت ہے ایک بجلی سی آن پڑتی ہے
آخر الامر آہ کیا ہوگا کچھہ تمہارے بھی دھیان پڑتی ہے
بات چڑھتی ہے دل پہ جو آخر خلق کے پھر زبان پڑتی ہے
میرے احوال پہ نہ ہنس اتنا یوں بھی اے مہربان پڑتی ہے
شعر ہے اور درد ہے یعنی
بات میں اور ہی جان پڑتی ہے

تک بھی تنہا اگر میں پاؤں تجھے درد کی باتیں کچھہ سناؤں تجھے
درد دل سے بھلا تو واقف ہو دل لگا کر سنے حقیقت کو
آج تک میں نیں تجسے کچھہ نکہی جی کی جی ہی میں ساری بات رہی
دیکھہ تو میں بھی جان رکھتا ہوں منہ میں آخر زبان رکھتا ہوں
کب تلک یوں ہی جی کو مارے رہوں دل میں آتا ہے کچھہ تو بارے کہوں

درد دل تجھہ سوائے کس سے کہوں — نہ سنا تو نیں ہائے کس سے کہوں
دلوں کس سے کہوں میں کس کے حضور — بات سمجھے کوی سو کس کو شعور
دل میں باتیں ہزار آتی ہیں — نہیں منہ سے نکالی جاتی ہیں
بن کہے تو ہوے ہے رسوائی — کردیا دل نیں مجکو سودائی
دیکہہ تو کیا کہے ہے ناحق خلق — بند کیوں کر کروں میں انکا حلق
سب میں چرچا جو ہو رہا تہا یہ — سخت ناچار ہوگیا تہا یہ

غزل

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے ہیں — کہ یہ آپسمیں دونوں رہتے ہیں
ایک تیری ہی بات کے لئے ہم — باتیں سوسو سبہوں کی سہتے ہیں

کام اپنا اثر نہ کیونکے بہے *
آنسو ایسے نہیں یہ بہتے ہیں

رؤں کیونکر بھلا نہ اس غم میں — مفت رسوا ہوا ہوں عالم میں
لوگ کیا کیا خیال کرتے ہیں — کچہہ کا کچہہ احتمال کرتے ہیں
جب تلک غائبانہ رہتے ہیں — چاہتے ہیں سو منہ سے کہتے ہیں
سامہنے پر نہیں کسو کی مجال — کہ نہ ہووے مرا شریک حال
میری حالت کرے ہے سب کو اثر — نہیں رہتی کسوکو کچہہ بہی خبر
جو کہ ایدھر نگاہ کرتا ہے — سانس ٹہنڈی بہر آہ کرتا ہے
حال پر میرے دل سے جلتا ہے — شعلہ ساں ہاتہہ اپنے ملتا ہے

جو کوی اب دو چار ہووے ہے
شمع کی طرح جل کے رووے ہے

بندہ از بس غلام درد بود — حسب حالم کلام درد بود

لہ مد ظلہ

" بے تو حالے بہم رسید مرا — گریہ سر کرد ہر کہ دید مرا
عشوہ و غمزہ بسکہ دلکش بود — ہر یکے سوے خود کشید مرا "
کیا کہوں اپنی میں پریشانی — سخت رہتی ہے مجکو حیرانی

---

* دونوں نسخوں میں یہ لفظ یونہی لکھا ہے

حال میرا کوئی نہ پاوے گا | بن کہے کیونکے جی میں آوے گا
قصہ خوانی کروں سو کب ہے دماغ | دل کے ہاتھوں نہیں ہے مجکو فراغ
اسقدر بات تجسے کہتا ہوں | ورنہ میں تو خموش رہتا ہوں
بات میری توھی تو مانے ہے | تجہ سوا اور کون جانے ہے
تجہ پہ ظاہر ہے سب مرے دل کی | میں بہی جانوں ہوں کچھہ ترے دل کی
دل کو دل کی خبر بہی ہوتی ہے | دل سے تک غم یہی تو کھوتی ہے
ورنہ احوال کون تجسے کہے | یا تری بات آ کے مجسے کہے
دل ھی کھولے ہے خفیہ راہ کلام | لائے لیجائے ہے پیام و سلام
دل سوا کوی نامہ برھی نہیں | اور کو میری کچھہ خبر ھی نہیں
تیری باتیں یہ مجسے کرتا ہے | میری باتوں پہ کان دھرتا ہے
میری سنتا ہے اپنی کہتا ہے | ایک یہے ھی تو پاس رہتا ہے
ساری دنیا سے جی ہوا ہے تنگ | نظر آیا ہے اب جہان کا رنگ
میں فدا دل سے اس کلام پہ ہوں | کہنے والے کے اور نام پہ ہوں

لہ مد ظلہ

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں | سوگیا تھا جگا دیا کن نیں
دل مرا باغ دلکشا ہے مجھے | دیدہ جام جہاں نما ہے مجھے

غزل لہ مد ظلہ

دل تجھے کیوں ہے بیکلی ایسی | کون مل گئی ہے اچپلی ایسی
سب برا کہتے ہیں تو کہنے دو | بات لاے ہو تم بھلی ایسی
وہ ملے گا تو ہم بھی ملتے ہیں | آپ لگ چلئے کیا چلی ایسی
خون ہوتا ہے دل کا یہاں آؤ | مہندی پانوں میں کیا ملی ایسی

اوس کے گھر میں کدھر سے پہونچئے جا
دل بتا دے کوی گلی ایسی

خیر کیا کیا کہوں میں یاری دل | اور اسوقت دوستداری دل
نہ کوی مہرباں نہ کوي شفیق | ایک دل ھی بساط میں ہے رفیق
بس یہی غمگسار ہے میرا | صرف یے ھی تو یار ہے میرا

تنگ آیا ھے پر مرے ھاتھوں — جیسے میں تنگ ھوں ترے ھاتھوں
کیا کہوں دل کے بیقراری کی — نالہ فریاد آہ و زاری کی
حشر برپا کیا ترے دل میں — کی نہ تاثیر پر ترے دل میں
حضرت درد نے جو فرمایا — تیری دولت وو ھمکو پیش آیا

غزل

ھم نیں کس رات نالہ سر نہ کیا — پر تجھے آہ کچھہ اثر نہ کیا
سب کے ھاں تم ھوے کرم فرما — اسطرف کو کبھو گزر نہ کیا
آپ سے ھم گزر گئے کب کے — کیا ھی' ظاھر میں گوسفر نہ کیا
کتنے بندوں کو جان سے کھویا — کچھہ خدا کا بھی تو نیں ڈر نہ کیا
کون سا دل ھے وہ کہ جسمیں آہ — خانہ آباد تونیں گھر نہ کیا

دیکھنے کو رھے ترستے ھم
نہ کیا رحم تونیں پر نہ کیا

کیا کہوں تیری بے مروتیاں — ھیلگی بیرحمیاں فزوں ز بیاں
سخت گوئی کہوں کہ سخت دلی — نہیں دیکھی ھے یہ کرخت دلی
تیری کیا کیا رکھائیاں میں کہوں — باتیں جو جو سنائیاں میں کہوں
کیونکے بیعد کو قید میں لاؤں — ایک ھووے تو اسکو دھراؤں
روؤں کیا کیا ترے سخن کریاد — کون سی بات کی کروں فریاد
تو نہیں یہ خدا ستاتا ھے — چاھنے کا مزا دیکھاتا ھے
جبکہ تیرا خیال لاتا ھوں — ساری باتوں کو بھول جاتا ھوں
پر تجھے تو وو یاد ھوویں گی — بلکہ اب تو زیاد ھوویں گی
دل میں کوی اگر کھٹکتی ھے — منہ پہ آتے میرے اٹکتی ھے
ایک دھراؤں تو ھزار سنوں — لطف کیا ھے جو بار بار سنوں
کچھہ کہے کا نہیں ھے اب حاصل — یوں خدا نے ترا بنایا دل
ایک دن میں جو عرض حال کیا — خوب تو نیں مجھے جواب دیا
لگی رکھی نہ کچھہ ھی گفت و شنید — واہ رے بیمروت و بے دید
قطعہ ارشاد میرے حضرت کا — ھے اسی مطلب و حقیقت کا

کیا پڑا ہے مطابق احوال　　سنیو تک ہے وہی جواب و سوال

قطعہ لہ مد ظلہ

جب کہا میں کہ تک خبر لینا　　دل پر آفت ندان ہے پیارے
ایک دم میں تو جی ہی جاتا ہے　　زیست اب کوی آن ہے پیارے
تب لگا کہنے سچ یونہیں ہوگا　　کیا پر اسکا بیان ہے پیارے
میرے دل کی جو پوچھے تو یہ ہے　　جان تو اپنی جان ہے پیارے
تجسے مرجاینگے تو مر جاوویں
جان ہے تو جہان ہے پیارے

کسقدر دیکھئو قساوت ہے　　دوستی کیا کوئی عداوت ہے
واہ رے تیری عقل کی خوبی　　کیا ہے عالم سے دوستی ڈوبی
یونہیں گر سب کی نبھ ہو جاوے　　پھر تو ہر بات سہج ہو جاوے
کیوں کسو پر مرا کرے کوی　　کس لئے جی فدا کرے کوی
ساری دنیا میں کیا انند رہے　　کب کوی دل کسو میں بند رہے
واہ قسمت ترا تو دل یوں سخت　　اور مجکو ملا یہ دل کم بخت
کیا کہوں خیر بس تیرے دل کی　　یہ حقیقت ہے اب مرے دل کی
اب تو اسکا بھی کچھہ نہیں چلتا　　مفت کب لگ رہے پڑا جلتا
غم گساری سے میری مرتا ہے　　دوستداری سے میری مرتا ہے
کیا کہوں کیا معاش کرتا ہے　　رات رو رو دن اپنے بھرتا ہے
کہیں ایسا تو اب خدا نکرے　　میں جیوں اور مرا دل آہ مرے
دل کو میرے سنبھال لیجئے اب　　جان بھی یا نکال لیجئے اب
ہاتھہ سے اختیار جاتا ہے　　دل مرا میرے یار جاتا ہے
ہمرہ خود کسے نداشت مرا　　دل من ہم جدا گذاشت مرا

غزل

نہ لگا، لےگئے جہاں دل کو　　آہ لے جائے کہاں دل کو
مجسے لے تو چلے ہو دیکھو پر　　توڑ یو مت کہیں میاں دل کو
آزما اور جس میں چاہے تو　　صبر میں کر نہ امتحاں دل کو

یوں تو کیا بات ہے تری لیکن — وہ نہ نکلا جو تھا گمان دل کو
رکھہ نہ اب تو دریغ نیم نگہ — مار مت دیکھہ نیم جان دل کو
آہ کیا کیجے یہاں بلایا ہے — دل گرفتہ ہی غنچہ ساں دل کو
مرگیا، پس کیا نہ کی پر آہ — آفریں ایسے بے زبان دل کو
دشمنی تو ہی اس سے کرتا ہے — دوست رکھتا ہے یکجہاں دل کو
مہربانی تو کی نہ ظاہر میں — رکھئے بارے تو مہرباں دل کو
آزمانا کہیں نہ سختی سے — دیکھیو میرے ناتوان دل کو

تو بھی جی میں اسے جگہ دیجو
منزلت تھی اثر کے ہاں دل کو

غزل

بے کسی میں اثر یگانا ہے — دل بھی اس کا نہیں یگانا ہے
غرض آئینہ داری دل سے — تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہے
تیرے در پر بسان نقش قدم — نقش اپنا ہمیں بیٹھانا ہے
نام عنقا نشان تیرے کا — جوں نگیں دل میں آشیانا ہے
گلے ملنا نہ گو کہ ہاتھہ لگے — لیک منظور دل ملانا ہے
دوست دشمن سبھی ہوے ہیں برے — کیا برائی کا اب زمانہ ہے
دل گم گشتہ کو میں ڈھونڈوں کہاں — نہ کہیں ٹھور نے ٹھکانا ہے
ہر طرف توڑ جوڑ کرتے ہو — دلبری ایک کارخانہ ہے

ہے دوانا بکار خود ہشیار
یہ نہ سمجھو اثر دوانا ہے

غزل

نیست معلوم من دلے دارم — در بغل یا کہ بسملے دارم
اے عجب چوں تو قاتلے دارم — باز تا حال مشکلے دارم
حاصل من کدام غم کہ نبود — ہمہ تحصیل حاصلے دارم
پارہ پارہ نمودہ سینہ و جیب — ایں قدر دست قابلے دارم

سخن حق بگویم ار شنوی یک تمنائے باطلے دارم
دشمنی در برم نشسته اثر
من گماں بردہ ام دلے دارم

کیا کہوں اپنے دل کی نادانی نہیں کہینچے ہے کچھہ پشیمانی
آپ سا ہر کسو کو جانے ہے خوبیاں اوس کی دل سے مانے ہے
نیک سمجھے نہ اپنا بد سمجھے لاکہہ سمجھاؤ پر یہ کد سمجھے
جس میں اپنا بھلا ہووہ نہ کرے جان جوکہوں ہوجسمیں اوس پہ مرے
بت نا آشنا کو یار گنے ایسے * دشمن کو دوستدار گنے
وہ جو رہتا ہے اس سے بیگانہ اوس کی پیچہو پھرے ہے دیوانہ
جو کہ اوسکی کبھو نہ چاہ کرے سانہہ اوس کے ہی یہ نباہ کرے
دیکھے اوس کے ستم نہ جور و جفا کرے اپنی طرف سے مہرو وفا
جس کے ملنے سے فایدہ نہ حصول منت جی دیوے در تلاش وصول
وصل نیں پہلے مار خاک کیا ہجر نیں یوں تبہی ہلاک کیا
گر نہ ہوتیں وصال کی راتیں ہوتیں کب روز ہجر کی باتیں
وصل کا ہی یہ سب ستانا ہے ہجر اوس کا بہی شاخسانا ہے
بہول جاتا ہے ساری خو بو کو یاد رکہے نہ اوس کی بد خو کو
پہر اوسی کا وصال خواہش ہے یہ ہی نالش ہے یہ ہی کاہش ہے
نہ فقط ہجر یار مشکل ہے بلکہ ملنا ہزار مشکل ہے
واہ اس پر زہے شعور وقوف کہ رہے ہے ملاپ پر مصروف
کیا کروں دل مرا ہے دیوانہ اب تک اونئیں اوسے نہیں جانا
اس کے ملنے کی آرزو میں ہے رات دن اس کی جستجو میں ہے

غزل

وصل با ایں روش کہ او دارد وائے بر دل کہ آرزو دارد
جستجو گرچہ تا باو نرسد دل دیوانہ جستجو دارد
مہر هم میکند بطور جفا آن ستمگار طرفہ خو دارد

* (ن) دل سے

کار افتادہ با چنیں بیباک　　حق تعالیٰ بہ آبرو دارد
دل صد پارہ ام ببیں چو کتاب　　در خموشی چہ گفتگو دارد
تا خبر یابد او ز درد اثر
کاش آئینہ روبرو دارد

حسن اپنا اوسے نظر آوے　　وہ بھی تو عشق کا مزا پاوے
ہو گرفتار اپنی صورت کا　　خود پرستار اپنی صورت کا
لیک اس ماہرو کی زیبائی　　نہیں وابستۂ خود آرائی
کیونکے مشغول ہو بخود کہ غرور　　کہینچتا ہے اوسے تو آپ سے دور
نہیں اپنا ہی وہ تو قدر شناس　　اور کی قدر کیسی، کیسا پاس
جبکہ اپنی اوسے نہ ہووے خبر　　کب مہرے حال پر کرے ہے نظر
پہلے وہ آپ خود شناس تو ہو　　آئینہ لے کے دیکہے مکھڑے کو
پوچھے حالت کچھہ اپنے عاشق کی　　حیرت اوس دوستدار صادق کی
سامہنے جس کے یہ جمال رہے　　خیر روشن ہے جیسا حال رہے
میرے حضرت نیں یہ جو فرمایا　　دیکھئے اوس کے بھی نظر آیا

غزل مد ظلہ

آدمی سوے خود نمی بیند　　ہیچ کس روئے خود نمی بیند
تند خویم ز خویش بے خبر است　　چین ابروئے خود نمی بیند
من بکویش خراب و گاہے او　　طرف کوئے خود نمی بیند
دل ازو دست بر نمی دارد　　زور بازوئے خود نمی بیند
می کشیدش بسوئے خویش ولے
درد قابوئے خود نمی بیند

تو بھی سن رکھہ ذرا یہ بات مری　　لگ رہی ہے ہمیشہ گھات مری
در گزر اب تلک نکرتا اثر　　کیا کرے یوں ہی تھی قضا و قدر
اب بھی درپے ہے وقت وقابو کے　　گون بنے تو بلا ہے کب چوکے
فرصت وقت اگر یہ پاوے گا　　کچھہ تماشا تجھے دیکھاوے گا
تک خبر دار رہیو تو اوس سے　　ذرا ہشیار رہیو تو اوس سے

دیکھہ رکھہ تو حریف کو اپنے شوخ طبع ظریف کو اپنے
نہیں آتی اسے دغا بازی بے خبر کرلے دست اندازی
میں‌نیں کردی ہے اب خبر تجکو مل نہ جاوے کہیں اثر تجکو
تو خبر دار گو کہ ہووے گا دیکھیو آپ ہی جو کہ ہووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا کیسا تیرا غرور نکلے گا
اوس کے ھاتھہ اب کے بار آ تو سہی پھر سلامت تو بچ کے جا تو سہی
خیر وہ تو جو ہوگی سو ہوگی اب تو مرتا ہے عشق کا روگی
دن جدائی کے اب بسر تو کرے ھاتھہ لگنے تلک ترے نہ مرے

غزل

این قدر گو چنان معاش کنم تا کجا بے تو بود و باش کنم
گر بگوئی براے فرحت دل رازهاے نگفته فاش کنم
حاصل از دل شود سراغ او جاے دیگر چرا تلاش کنم
پرسش حال تا کجا نکنی من بے صبر صبر کاش کنم
گر نه بینی بسوے آئینه ام حکم فرما که پاش پاش کنم
نرسد دست چونکه بر دل اثر
سینه ناحق چرا خراش کنم

غزل

زین تغافل بسے فغان داریم یک دوزخے دگر که جان داریم
ما چگوئیم حال خویش چو شمع بے زبانیم گو زبان داریم
شور طغیانیٔ سرشک و آه از زمین تا باسمان داریم
صبر ما باب آزمودن نیست دل سزا وار امتحان داریم
چون جرس تا اثر درین راهیم
ما همین ناله و فغان داریم

بیان قلق و اضطرار و بودن عاشق از زیست بیزار و شدت حالت انتظار و فایدہ نہ کردن هیچ کار و فریب خوردن از وعدہ هائے یار و یاد دهیء قول و قرار

دن کہاں چین، رات خواب کہاں
بن ترے آئے دل کو تاب کہاں

دل نپٹ بے قرار رهتا هے
رات دن انتظار رهتا هے

بے قراری نیں دل کو مارا هے
صبر کا مجکو اب نہ یارا هے

ناحق اب انتظار کرتا هوں
بن اجل آئے مفت مرتا هوں

راہ تکتا هوں رات دن میں تري
حلقۂ درهوئیں هیں آنکهیں مری

نهیں آتی هے انتظار سے نیند
اوڑ گئی هے خیال یار سے نیند

لگی رهتی هیں آنکهیں در کی طرف
کان هیں گے لگے خبر کی طرف

جس گهڑی جو کوی کہ آوے هے
دهوکا دے کر مجهے ستاوے هے

کیا کهوں مجکو هر صدائے پا
لٹے جاتی هے هر گهڑی از جا

منتظر تیرا بسکہ رهتا هوں
"کون هے" هر صدا پہ کهتا هوں

کوی آوے میں جانوں تو آیا
جذب دل کهینچ کر تجهے لایا

کوي هو، لے اوتهوں مین تیرا نام
"آبهی ظالم" هوا هے تکیہ کلام

جو کوی آوے راہ تکنے لگوں
شوق کے حرف منہ سے بکنے لگوں

اب بهی کافر تو کیوں کے آیا هے
قهر تو نیں مجهے ستایا هے

هاتهہ سے اپنے بات جاتی هے
کهیں آچک کہ رات جاتی هے

اور جو جو کہ میں کہا هوگا
هے غضب اوس، نیں گر سنا هوگا

جبکہ پهچانتا هوں کر کے غور
تو نهیں یہ تو شخص هے کوی اور

خیر لاحول پڑهنے لگتا هون
اپنے سودے میں بڑهنے * لگتا هون

پهر تو میں کس سے بات کرتا هوں
اپنی حالت میں آپهی مرتا هوں

بات کا گر کبهو جو هوش رها
تو تو کچهہ معذرت میں اوس سے کها

میں نیں صاحب تمهیں نہ جانا تها
یوں تمهیں کهتا کیا دیوانا تها

---

* (ن) بڑهنے - شاید بڑانے کے معنوں میں هو —

اسقدر بھی نہیں ہوں میں گستاخ — نہیں مجھکو کسو سے ٹھٹھہ مزاخ
اس گھڑی تھا خیال کدھر اور — میں تمہاری طرف نہ کی تھی غور
صاحبو تم مجھے معاف کرو — میں نہیں جانا نہ تھا تم آئے ہو
قصہ کوتہ ہزارہا حرکات — ہوتے رہتے ہیں، ایسے ہی دن رات
خیر کیا کیا کہوں میں رسوائی — تیرے ملنے کی اب سزا پائی
لیک دل اب بھی باز آتا نہیں — خطرۂ فاسد اس سے جاتا نہیں
پھر وہی انتظار رہتا ہے — سخت دل بے قرار رہتا ہے
جب تلک تو ادھر نہ آوے گا — کس طرح انتظار جاوے گا

غزل

تیرے وعدوں کا اعتبار کسے — گو کہ ہو، تاب انتظار کسے
تو بغل سے گیا تھا دل بھی گیا — اور لے بیٹھوں در کنار کسے
تیرے وعدونکو میں سمجھتا ہوں — دھوکا دیتا ہے میرے یار کسے
میں تو کیا اور بھی سوائے صبا — تیرے کوچہ تلک گذار کسے
دل تو ڈوبا اب اور دیکھیں ڈوبائے — یہ میری چشم اشکبار کسے
ایک نظر دید ہی ہے مفت نظر — اتنی فرصت بھی اے شرار کسے
دیکھتا ہی نہیں وہ مست ناز — اور دیکھلاؤں حال زار کسے

خوب دیکھے اثر نے قول و قرار
اب ترے قول پر قرار کسے

غزل

وہاں نہ وہ قول نے قرار رہا — یہاں وہی اب تک انتظار رہا
پھر کے دیکھا نہ اسطرف اون نین — آہ ہر چند میں پکار رہا
نرہی گو کہ خاک بھی اپنی — تیری خاطر میں پر غبار رہا
ساری مجلس میں تیری اے ساقی — ایک اپنے تئیں خمار رہا
حق تیری تیغ کا ادا نہوا — اپنی گردن پہ سر یہ بار رہا

توں نہ آیا ولے اثر کے تئیں
مرتے مرتے بھی انتظار رہا

کب تلک کوی انتظار کرے جھوٹھے وعدوں کو اعتبار کرے
بس مجھے انتظار نیں مارا تیرے قول و قرار نیں مارا
دمبدم جو که آن جاتی ھے اپنی سانھه اوس کے جان جاتی ھے
اب نه جیتا ھوں میں نه مرتا ھوں وقت کا انتظار کرتا ھوں
دلم از انتظار بیزار است زندگی تلخ و مرگ دشوار است
آه وزاری نمیکند خبرے نیست در ناله و فغاں اثرے
کام نکلے نه بیقراری سے فایده ھو نه آه وزاری سے
دل میں اوس کے اثر نه آه کرے کچھه نه تاثیر دل کی چاه کرے

غزل

اثر از آه و ناله سر کردن نتواں در دلش اثر کردن
یک نفس گر قرار گیرد دل میتواں زندگی بسر کردن
بر دل من گذشت آنچه گذشت نیست حاصل ترا خبر کردن
هیچ کافر روا نمی دارد دل کس تنگ ایں قدر کردن
نیست آساں بغیر ناله و آه چاک در سینه و جگر کردن
دیده ام کاروبار عشق بسے پر ضرور است ازیں حذر کردن
رفت عمر ایں طرف نمی گذری آه تا چند در گذر کردن
یک دو حرف اگر زمن شنوی میتواں قصه مختصر کردن

نیست چنداں ضرور لیک اندک
بایدت خاطر اثر کردن

اندکے رحم باید اے دلدار مردم اکنوں بحسرت و دیدار
دل من بے قرار می باشد روز و شب انتظار می باشد
سخت دشوار بر من افتاده است زیست بے تو بگردن افتاده است
عمر در انتظار آخر شد بر امید تو کار آخر شد
خوب شد انتظار کشت مرا سخت امیدوار کشت مرا
ورنه باصد هزار افسوسم یاس میکشت آه مایوسم
بسکه در انتظار من مردم همره خو امیدها بردم

چه توقع که من نداشته ام — تخم حسرت بسینه کاشته ام
آرزو ها بدل نهفته بماند — گل امید ناشگفته بماند
لیک اے بیوفا تو همچو کسی — بعد از مرگ هم بسر نرسی
بے تو برما گذشت آنچه گذشت — آه تنها گذشت آنچه گذشت
ایکه نالم ز بیوفائی تو — ساخت بیکس مرا جدائی تو
من بے کس کجا روم چه کنم — سنگ بر سر که سر بسنگ زنم
خلف قول و قرار سوخت مرا — آتش انتظار سوخت مرا
تا براه تو چشم دوخته ام — اشک ریزاں چو شمع سوخته ام
اشک برق و شرار هست دلم — چه قدر بیقرار هست دلم
طپش قلب را چه چارا کنم — بشکنم سر که سینه پارا کنم
نیست در آه و ناله ام اثرے — که دلت را نمی شود خبرے
بیوفا صلح نیست گر آهنگ — بجفا و ستم بیا و بجنگ
ایکه خوگر شدی به تنهائی — رفتم از خود چرا نمی آئی
هیچ از دست من نمی آید — عقدهٔ خاطرم که بکشاید
هرچه باشد صلاح و مصلحتے — نکند هیچ سود و منفعتے
نه کوی سوجهتی هے اب تدبیر — نه کسو چیز میں رهی تاثیر
فایده کچهه نه انتظار کرے — کچهه نه تاثیر اضطرار کرے
کام آوے نه کچهه طپش دل کی — کچهه نه کهینچے تجهے کشش دل کی
کچهه نه اس سے هوئی خبر تجکو — اور الٹے هوا ضرر مجکو
میرے حضرت نے راست فرمایا — اپنے بهی دیکهنے میں اب آیا

له مد ظله

کچهه کشش نیں تیرے اثر نه کیا — تجکو اے انتظار دیکهه لیا
کچهه نه جذب وکشش کئے سے هو — کچهه نه خون وجگر پیئے سے هو
کچهه نه صبر و قرار کام کرے — کچهه نه اب اضطرار کام کرے
کام نے التجا کئے سے هو — مدعا نے دعا کئے سے هو
سب غلط هے که سحر و جادو هے — ایک جادو گر اب مگر تو هے

تجھ پہ کچھ میں نہ کارگر دیکھا — جو کہا جس نہں سو وو کر دیکھا
ٹوٹکے سارے کر کے ہار چکا — جوتیاں بھی زمیں پہ مار چکا
کبھو کہتا ہوں یا قوی قادر — بت بے مہر کو تو کر حاضر
کچھ بھی تدبیر بن نہیں آتی — بات مرنے سوا نہیں بھاتی
ایک تو ہجر یار نیں مارا — دوسرے انتظار نیں مارا
کب تلک یوں ہی بار بار مروں — جی میں ہے اب تو آپ مار مروں

غزل

ملفعل تیغ یار کے ہاتھوں — مر گئے انتظار کے ہاتھوں
جان سے ہم تو ہاتھ دھو بیٹھے — اس دل بے قرار کے ہاتھوں
شعلہ ساں ایک دم قرار نہیں — دل کے اب اضطرار کے ہاتھوں
روبرو دیکھنا محال ہوا — دیدۂ اشکبار کے ہاتھوں

کام اپنا اثر تمام ہوا
اس دل نابکار کے ہاتھوں

باتیں میں کچھ نہ یہ بناتا ہوں — مختصر حال دل سناتا ہوں
پر ستم ہے کہ تو نہیں سنتا — حال میرا کبھو نہیں سنتا
ہوں میں بے اختیار کہنے میں — جی نکلتا ہے چپکے رہنے میں
یوں ہی کہتا ہوں ناحق آپ ہی آپ — بیٹھ سکتا نہیں ہوں میں چپ چاپ
درد دل تو کہاں نکلتا ہے — پر بھلا کچھ تو جی بہلتا ہے
تجھسے احوال کچھ تو عرض کروں — کبتلک دلکو گھونٹ گھونٹ مروں
تو بھی سن یہ جو قال میرا ہے — کس قدر حسب حال میرا ہے

غزل

تیرے آنے کا احتمال رہا — مرتے مرتے یہی خیال رہا
غم تیرا دل سے کوئی نکلے ہے — آہ ہر چند میں نکال رہا
ہجر کے ہاتھوں سب ہی روتے گئے — یہاں ہمیشہ کسے وصال رہا
شمع ساں جلتے بلتے کاتی ہے — جب تلک سر رہا وبال رہا
مل گئے خاک میں ہی طفل سرشک — میں تو آنکھوں میں گرچہ پال رہا

سمجھئے، اس قدر نہ کیجے غرور　　کوئی بھی حسن لازوال رہا
تیرے در سے کوئی میں ٹلتا ہوں　　مجکو ہر چند تو تو ٹال رہا
دل نہ سنبہلا اگرچہ میں تو اوسے　　اپنی مقدور تک سنبہال رہا

پہر نہ کہنا اثر نہ کچہہ سنذا
کوئی دن گر یونہیں جو حال رہا

غزل

داشت در وعدہ و وعید مرا　　عاقبت جاں بلب رسید مرا
بسکہ آئینہ دار توحیدم　　دید خود را کسے کہ دید مرا
نرود تاکہ جان ز تن نرود　　هست بیماریء شدید مرا
من چساں میفروختم خود را　　گر نہ لطف تو میخرید مرا
همچو سایہ زپا فتادہ گیم　　چہ قدر دور تر کشید مرا

گرچہ از دوستی است شکوہ اثر
می نماید ز تو بعید مرا

میں تو ہرچند کچہہ نہیں کہتا　　دل بے صبر پر نہیں رہتا
یہی شکوا ہے بس یہی ہے گلا　　نہ ملا مجہہ سے آہ تو نہ ملا
گر نہ ملنا ہی تجہکو ہے منظور　　کس لئے کیجے وعدہ ہاے زور
جہوٹ بولے سے کیا بہلا حاصل　　کہدے سچ ہاں نہیں ہے ملنے کو دل
کیا مناسب ہے فتنہ پردازی　　شورش انگیزی و دغا بازی
کوئی دیکہا نہ تجہہ سا وعدہ خلاف　　بت ناحق شناس نا انصاف
لگے رکہا یوں ہی مدام مجہے　　روز بتلائے صبح و شام مجہے
کہہ دیا وعدہ ٹالنے کو میرے　　اور غم دل میں پالنے کو میرے
تا مبادا کہ یاس آجاوے　　نا امیدی میں چین جی پاوے
جو کیا تو نیں خیر خوب کیا　　ایک جی تہا ہزار طور لیا
پر مرا دل بہی کیا دوانا ہے　　تیرا کہنا جو اون نیں مانا ہے
کیا کہوں کیا غضب یہ کرتا ہے　　ایسے وعدوں پہ مفت مرتا ہے
تا قیامت کوئی تو آویگا　　روز فردا یو نہیں بتاویگا

یہ نہ تیری ہی فیلسوفی ہے کچھہ تو اپنی بھی بیوقوفی ہے

غزل

اثراب تک فریب کھاتا ہے ترے وعدوں کو مان جاتا ہے
دل کڑاکر کے تجھسے کچھہ توکہوں جی میں سو بار یہ ہی آتا ہے
خوش گذرتی نہیں ہے کوئی آن اشتیاق اب نپٹ ستاتا ہے
دل کو وعدے سے کل نہیں ہوتی روز تو آج کل بتاتا ہے
بت کافر کی بے مروتیاں یہ ہمیں سب خدا دکھاتا ہے
دل میرا تو نیں ہی چرایا ہے نہیں یوں نظریں کیوں چراتا ہے
میں بھی ناصح اوسے سمجھتا ہوں گو برا ہے پہ مجکو بھاتا ہے
تیرے در پر میں کب کب آتا ہوں دل مجھے بار بار لاتا ہے
نالہ و آہ کو میری سن کر کہتے ہو یہاں کسے ستا تا ہے
روز وشب کسطرح بسر میں کروں غم تیرا اب تو جی ہی کھا تا ہے
دل نا قدر داں یہ گوہر اشک نت یونہیں خاک میں ملاتا ہے
جی ہی جاتا ہے دم بدم میرا تجکو باور نہیں یہ آتا ہے

قطعہ

شمع رو دل پہ مثل پروانہ ناحق اپنے نئیں جلاتا ہے
تیری ان شعلہ خوئیوں کے حضور بے طرح تجھہ پہ جی جلاتا ہے
کیا کروں آہ میں اثر کا علاج
اس گھڑی اوسکا جی ہی جاتا ہے

ہاتھہ سے جبکہ بات جاتی ہے سو بناؤ نہیں بن آتی ہے
مجھسے بیمار کا علاج نہیں رو باصلاح اب مزاج نہیں
خاک میں میں مریض مل ہی گیا جی رہیگا کہاں سے دل ہی گیا
میں تو مہمان ہوں کوئی دم کا کیجئے فکر میرے ماتم کا
بیطرح ہورہا ہوں پا برکاب زندگانی کو دے چکا ہوں جواب
کچھہ ہی باقی ہے مجھہ میں تابکی بات مثل شبنم رہوں تو رات کی رات
اب تلک دم کا یہ جو کھٹکا ہے جی تصور میں اوس کے اٹکا ہے

خیر اب اور کچھہ نہیں تدبیر ۔ ہے یہ تجویز گر نہو تا خیر
جوکوئی ہوے خیر خواہ رفیق ۔ رحم کہاوے وو مہربان شفیق
اتنی اوس تک خبر رسید کرے ۔ مجکو احسان سے خرید کرے
دیوے میرا نہ کچھہ پیام و سلام ۔ کرے اس قطعہ پرہی قطع کلام

قطعہ مد ظلہ

گر دل غم گسار میں گذرے ۔ خاطر دوستدار میں گذرے
بہی پیغام درد کا کہنا ۔ گر کوئی کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملئیے گا
دن بہت انتظار میں گذرے

اب گذرتی نہیں کوئی پل بہی ۔ بس قیامت ہے وعدۂ کل بہی
یوں جو رکہتا ہے تو مجھے مہجور ۔ مارنا ہی مرا ہے کیا منظور
کہیں حد بہی ہے بے وفائی کی ۔ کچھہ نہایت بہی ہے جدائی کی
عہد و پیماں ہوئے تھے کیا کیا کچھہ ۔ اور وعدے کئے تھے کیا کیا کچھہ
اثر آثار اب نہیں اوس کا ۔ ذکر تکرار اب نہیں اوس کا
گئے کیدہر وو تیرے قول و قرار ۔ اب یہ کیا تو کرے ہے میرے یار
اگر ایدہر تجھے نہ آنا تہا ۔ جہوٹ سچ وعدہ کیا بدانا تہا
کون پوچھے یہ کس کو یارا ہے ۔ کیا جدائی تجھے گوارا ہے
کون کہتا ہے مجھکو چاہو تم ۔ بات اپنی تو پر نباہو تم
عہد کا بہی نہ اعتبار رہا ۔ قول کا بہی نہ کچھہ قرار رہا
پیارے حضرت کا میرے فرمانا ۔ تونیں بہی صدق دل سے کچھہ جانا

غزل مدظلہ

عہد را اعتبار می باید ۔ قول را هم قرار می باید
سست پیمانی و ہمی گوئی ۔ دوستی استوار ہے باید
ساقیا نشاہ نیست منظورم ۔ رفع رنج خمار می باید
بہر کارے کہ اوفتادہ مرا ۔ آدم کردہ کار می باید
پرسد از من چہ بایدت ہر کس ۔ بکہ گویم کہ یار می باید
گو کہ گردن زیان صد جانہا ۔ ہرزمانت شکار می باید

بهر کردار نا ملائم ما — لطف آمرزگار می باید
شمع ساں بهر جان سوختهام — دیدہ اشکبار می باید

درد در کوچه هاچه می نالی
ناله در کوهسار می باید

تیرے نالے کا دیوے کون جواب — سامهنے اس کے آوے کس کی تاب
جس طرف کو یه جاکے زورکرے — کوہ بایں شکوہ شور کرے
جبکه اودهر سے پهر پلٹتا هے — آسمان وزمین اُلٹتا هے
هے اسی کا اثر کے دل میں اثر — ٹکڑے ٹکڑے هوا تمام جگر
همدم وهمنفس هے ناله و آہ — اور اسی جنس کے هیں سب همراہ
سینۂ چاکی هے آہ وزاری هے — جانکنی هے نفس شماری هے
طپش دل هے سب میں شاهنشاہ — بیقراری وقلق فوج وسپاہ
روز افزوں هے عشق کی دولت — عزو اقبال شوکت وصولت
قسمت وجاہ ورعب وشان وشکوہ — غم الم فکر درد دکهه اندوہ
نقد داغ جگر خزانه و گنج — جنس حسرت بلا مصیبت ورنج
اشک خونیں و آہ ونالۂ زار — رونق بزم و گرمیء بازار
لیک بااین همه نمودا ری — آہ تا چند ناله و زاری
کیا کهوں اب تو دل بتنگ آیا — میرے حضرت نیں سچ یه فرمایا

غزل مدظله

تا بکے ناله‌ها و زاریها — آہ از دست بیقراریها
من وبیطاقتی و بے تابی — تو و تمکین و بردباریها
نقش پایت نکرد رنجه قدم — خاک بر فرق خاکساریها
آشنایم بصحبت یاراں — دیدہ ام کاروبار یاریها
دوستی کردم و ندانستم — دشمنی بود دوستداریها
شام بے تو بخوں همی غلطم — صبح دارم نفس شماریها
نالهام هیچ اثر نکرد ترا — رفت برباد آہ و زاریها
طبع زاد مرا کمیت قلم — هردم آموخت نے سواریها

درد چون کرد یاد در حق ما
سر بلندی است خاکساریہا

بیان خواہش و درخواست ملاقات و مواصلت و نالش آزمایش و امتحان بجدائی و مفارقت

یہاں جدائی سے جی ہی جاتا ہے — تجکو باور نہیں یہ آتا ہے
شیشۂ دل مرا تو توٹ گیا — آبلہ سا یہ پس کے پھوٹ گیا
اپنا دل میرا دل بھڑاتے ہو — سنگ کو شیشہ سے لڑاتے ہو
آپ کا قصد میں نیں جانا ہے — تا دم زیست آزمانا ہے
اب جدائی کی مجکو تاب نہیں — دل مرا امتحاں کا یاب نہیں
ھجر میں طاقت و شکیبائی — مجسے بے صبر نیں کہاں پائی
میں جدا تجسے وہ سکوں سو نہیں — ھجر کے صدمے سہ سکوں سو نہیں
موذیوں کی طرح نہ مار مجھے — یوں جھلا کر در انتظار مجھے
تجکو میری طرف سے میری جان — جیتے جی تک نہیں ہے اطمینان
آزمایش نہ کچھہ جدائی ہے — کیا سمجھہ میں تیرے یہ آئی ہے
اس قدر لائے خیال کے بیچ — کیجئے امتحاں وصال کے بیچ
ھو کہاں تک ادھر تو آؤ تم — منہ تو اپنا مجھے دکھاؤ تم
چور ہے یا کوئی کچھہ اور ہے تو — یوں جو پوشیدہ کر رہا ہے رو
جان تک امتحان کر لیجئے — دل کا سب ارمان کر لیجئے
ھووے منظور جو کہ جور و ستم — کیجئے اب آن کر یہ کرم
جاں تلک بھی نہیں ہے تجسے دریغ — آئیے کھینچکر لگائیے تیغ
سر یہ حاضر ہے کیجے بسم اللہ — آن کر قتل کیجے بسم اللہ
امتحان غائبانہ خوب نہیں — نت نیا ایک بہانہ خوب نہیں
شمع رو یوں تو ہم غریبوں کی — تجہ سے کیا پیش رفت چلتی ہے
پر بھلا اتنا دیکھئے تو سہی — بات تقریب پر نکلتی ہے
شمع پروانہ کو جلاتی ہے — ساتھہ پر اوس کے آپ جلتی ہے
جیتے جی تک بحسرت و افسوس — سر کو دھنتی ہے ہاتھہ ملتی ہے

اب تیرا سننے میں یہ آتا ہے — نام سے میرے منہ تہتھاتا ہے
اس کے آگے نہ تھے تیرے یہ طور — تہ جدا ہو کے ہوگیا کچھ اور
میرا مذکور جن نیں تجھسے کیا — تو نیں منہ اوس طرف سے پھیر لیا
جب سنا خون دل وو پیتا ہے — کہتے ہو مجھ بغیر جیتا ہے
واہ رے دشمنی و سنگدلی — دوستی ساری خاک میں ہے ملی
سخت جاں ہوں یہ جان رکھہ نمروں — دید وا دید جب تلک نہ کروں
روبرو لیتے جی تو ڈرتا ہے — یوں دغا بازیاں جو کرتا ہے
خیر بہتر بھلا ہوا معلوم — مرچکوں گا میں ایک دن مظلوم
آزمایش یونہیں جو کیجئے گا — جی مرا فکر سے ہی لیجئے گا
پھر بھلا مجکو یہ بتا قاتل — قتل سے میرے تجکو کیا حاصل
دل پہ ثابت ہے سب تری خوبی — ہے یہ از قسم ناز محبوبی

غزل

کام کیا تجکو آزمانے سے — قتل کرنا ہے ہر بہانے سے
حال اپنا ہزار دیکھلایا — باز آیا نہ تو ستانے سے
جی میں اپنے جو ہے سو ہے پیارے — فایدہ کیا تجھے جتانے سے
خوب آزاد کردیا مجھہ کو — غم نیں تیرے غم زمانے سے
چاہنا عقل و ہوش کی باتیں — نہیں معقول مجھہ دیوانے سے
جی ہی جاتا رہا پہ توں نہ پھرا — باز آئے ہم ایسے آنے سے
کوئی اِس کو سند نہیں رکہتا — کچھہ بھی حاصل ہے جی جلانے سے

دیکہئے آہ اوس کی خاطر جمع
کب اثر ہوگی آزمانے سے

غزل

روز اُٹھہ کر نیا بہانہ ہے — کام میرا غرض بہانہ ہے
راہ تکتے ہی تکتے ہم تو چلے — آئیے بھی کہیں جو آنا ہے
نہ ملوں جب تلک کہ تو نہ ملے — اب یہی قصد جی میں ٹہانا ہے
کبھو میرا بھی کہنا مانئے گا — جو کہا تونیں میں نیں مانا ہے

وعدے کر انتظار میں رکھنا　نت نئی طرح کا ستانا ہے
دل گیا جی بھی اب ٹھکانے لگا　تس پہ بھی باقی آزمانا ہے
تیری عیاریوں کی باتیں اثر
سب سمجھتا ہے گو دیوانا ہے

غزل

کبھو منہ بھی مجھے دکھائیے گا　یا یونہیں دل مرا دکھائیے گا
اگر ایسا ہی اب ستائیے گا　خیر جیتا مجھے نہ پائیے گا
دل ہر ایک سے لڑاتے پھرتے ہو　آنکھ تو ہم سے بھی لڑائیے گا
جی میں ہے کچھ ارادۂ فاسد　ٹک سمجھ کے ادھر کو آئیے گا
دل تو اودھر سے اٹھ نہیں سکتا　ہاتھ اب کس طرح اوٹھائیے گا
میں تو دونوں طرح سے حاضر ہوں　جو سمجھ ہو عمل میں لائیے گا
آئیے گا غریب خانہ میں　یا مجھے اپنے ہاں بلائیے گا
اثر اتنا میں التماس کروں　ہر کسو کی دغا نہ کھائیے گا
عشق سے منع میں نہیں کرتا　آپ جی میں برا نہ لائیے گا
منہ تو اوس خوبرو کا دیکھا تم　لیک خو بو بھی آزمائیے گا
جاں تک دو جسے کہ چاہو تم
دل کو تک دیکھ کر لگائیے گا

قصہ کوتاہ سنئے مطلب کی　اپنی مشتاق جان بر لب کی
دھوکے دھوکے میں کاٹے پہلے دن　نہ کٹی اب تو کوی دم تجھ بن
بیوفائی کو اپنی چھوڑو تم　ان دنوں مجھسے منہ نموڑو تم
کون کہتا ہے امتحاں نہ کرو　دل نہ دیکھو کہ قصد جاں نہ کرو
امتحاں لاکھ ہو بہو کیجے　پر جو کچھ کیجیے روبرو کیجئے
آزمایش بتوں سے دور نہیں　پر جدا بیٹھنا ضرور نہیں
بیوفائی اسے نہیں لازم　کچھ جدائی اسے نہیں لازم
لاکھ صورت ہے آزمانے کی　نہیں مانع پہ یہاں کے آنے کی
سخت ناچار ہوکے کہتا ہوں　جیسے بیزار ہو کے کہتا ہوں

دل کو تک اب تو مہربان کرو	بس زیادہ نہ امتحان کرو
آزمایش سے اب تو باز آؤ	کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھتاؤ
تک تو ڈر اس قدر خدا کو نہ بھول	درد مندوں کی بھی دعا ہے قبول
اس بلا میں پڑا ہوں میں جب سے	مانگتا ہوں یہی دعا رب سے

غزل

بس ہو یا رب یہ امتحان کہیں	یا نکل جاے اب یہ جان کہیں
حال دل کچھ تو میں سناؤں تجھے	دیوے یاری اگر زبان کہیں
تجھ سوا جانتا نہیں ہوں کچھ	تو بھی اس بات کو تو جان کہیں
کیا کہوں اپنی میں پریشانی	دل کہیں، میں کہیں، دھیان کہیں
مثل عنقا یہ تیرے گم شدگان	نام کو ہیں، نہیں نشان کہیں
حسن ایسا ہے تو رہے نہ رہو	کوئی جاتی ہے تیری آن کہیں
تیری کیا کیا میں باتیں مانی ہیں	تو بھی ایک بات میری مان کہیں

تھامتا ہوں اثر میں آہوں کو
جل نجاوے یہ آسمان کہیں

بیان نہفتن ایں مصیبت و حتی المقدور نگفتن حقیقت
و طعن و تشنیع از راہ دوستی و محبت

دم بخود ہوں اگرچہ مرتا ہوں	تا بمقدور ضبط کرتا ہوں
نہیں کہتا ہوں کچھ کسو کے حضور	حال میرا ہے اب تلک مستور
جان بلب ہوں میں زیست سے بیزار	شکوہ گو پر نہیں لب اظہار
گو کہ باندھے گرہ ہوا و ہوس	ہے بسان حباب ضبط نفس
دل میں تیرا سخن میں پالا ہے	منہ سے باہر نہیں نکالا ہے
تیری باتیں جفا کی میں نیں کہیں	کبھو اپنی زبان سے نہ کہیں
نہیں کرتا ہوں میں کسو سے کلام	تجھکو بھیجوں نہ کچھ پیام و سلام
آپڑی بات گو کہ جان تلک	پر نہ آئی میری زبان تلک
خلق ہے مجکو دیکھ بر سر شور	اپنی ذات تو نسیں چپ ہوں جوں لب گور
دل صد پارہ مو بمو ست زباں	نکشا یم ولے چو غنچہ دہاں

هر زمان خون دل همی نوشم — لیک خون خواریء تو می پوشم
همه چشم ترم بسان حباب — نچکانم زدیدهٔ قطرہ آب
سینه دارم تمام جوش و خروش — مهر بر لب ولے نشسته خموش
راز هائے دلی نهفته به است — چه بگویم که آن نگفته به است
گر چه هردم پئے تو می میرم — نام تو پیش کس نمی گیرم
نه کسے همدم ونه همنفس است — جز دل من کدام دت‌درس است
شمع ساں جمله‌تن گد اخته ام — لیک حرفے بیان نساخته ام
نشد آگه کس از بیان من — هیچ نشنید از زبان من
سوزم وسرمه گردم و ز گزند — نکنم ناله وفغاں چو سپند
از غلامان حضرت دردم — گر بنالم زدرد نا مردم
گو بمیرم ولے ند آه کنم — سخن درد را نگاه کنم
من که دم گاه بر نمی آرم — بے شمار آه در جگر دارم
جومصیبت که مجهه په آئی هے — اپنی مقدور تک چهپائی هے
تنگ آیا هوں پر جدائی سے — نهیں کهتا هوں کچهه برائی سے
ضبط پیارے کهاں تلک کیجے — تو هی فرما جهاں تلک کیجے
جی گهٹتا دم نکل چلا رک کر — تو بهی انصاف تو بهلا تک کر
آه و ناله کا آرمان رها — اوس کی تاثیر کا گمان رها

غزل

دیکهتے تو سهی که کیا هوتا — ایک ناله اثر کیا هوتا
چهوٹتی هے یه بد معاملگی — پهلے دل کو تو لے لیا هوتا
اب توقع کسے بهلائی کی — دل نهوتا تو کچهه بهلا هوتا
خواه بو سه هی خواه گا لی هی — کچهه تو دل کے عوض دیا هوتا
جانتا قدر کچهه هماری بهی — تو بهی عاشق اگر هوا هوتا
بے وفائی په تیری جی هے فدا — قهر هوتا جو با و فا هوتا

کچهه اثر کا علاج کرتے هم
رات کی رات گر جیا هوتا

غزل

کہیں ظاہر یہ تیری چاہ نکی — مرتے مرتے بھی ہم نیں آہ نکی
آہ مرگئے پہ نا توانی سے — ایک بھی آہ سر براہ نکی
تو نگہ کی نہ کی خدا جانے — ہم تو ڈر سے کبھو نگاہ نکی
سب کے جی میں یہ نالہ ہو گذرا — ایک تیرے ھی دل میں راہ نکی

وہ کسو اور سے کرے گا کیا
جن نیں تجھسے اثر نباہ نکی

دل میں ایسے ہزار کہتا ہوں — سو برا تجکو یار کہتا ہوں
جو کہوں تجکو سو وو تھوڑا ھے — دل ترے ھاتھوں پکا پھوڑا ھے
بس برائی یہی جدائی ھے — ورنہ تجھ میں سبھی بھلائی ھے
یوں جدائی جو اب ستاتی ھے — جی میں سو طرح بات آتی ہے
اب اکیلے پڑا جو مرتا ہوں — شکوہ بے اختیار کرتا ہوں
سب کے نزدیک میرے حق بطرف — نہ کہے کوی تیرے حق بطرف
یوں جو معشوق ہوتے ہوں تو خیر — نہ کرے یہ تو بیر کوی غیر
کوی دشمن یہ دشمنی نہ کرے — گبر کافر بھی کچھہ خدا سے ڈرے
تک تو آ حال تا دیکھا کے کہوں — روبرو سو طرح دکھا کے کہوں
کچھہ تو غیرت تو دل میں لاوے گا — حال پر میرے رحم کھاوے گا
رحم دل تجکو جانتے تھے ہم — خوبیاں تیری مانتے تھے ہم
سارے نکلے غلط ھمارے قیاس — نہ تجھے شرم چشم نے کچھہ پاس
آہ سمجھے تھے اور نکلا اور — پیشتر تو تیرے نہ تھے یہ طور
یوں مبدل بھی ھوتی ھے خو بو — آگو کیا تھے تم اور اب کیا ہو
تک تو انصاف آپ ھی کیجے — اس طرح دوست کو دغا دیجے
کچھہ تو ہم عقل و ھوش رکھتے تھے — کہنے کو چشم و گوش رکھتے تھے
ایسے بیہوش کیا دیوانے تھے — پر تیرے طور یہ نہ جانے تھے
سر بسر بر خلاف نکلا تو — پُر کدورت ھی صاف نکلا تو
تجسے یہ تو ھمیں خیال نہ تھا — جو ھوا سو تو احتمال نہ تھا

غزل

هم غلط احتمال رکھتے تھے ۔ تجھسے کیا کیا خیال رکھتے تھے
نہ سنا تونیں کیا کہیں ظالم ۔ ورنہ هم عرض حال رکھتے تھے
نہ رها انتظار بھی اے یاس ۔ هم امید وصال رکھتے تھے
جوهر آئینہ نیں دکھلایا ۔ سادہ رو جو کمال رکھتے تھے
نہ سدا تھا کسو نے یہ تو غرور ۔ سبھی دلبر جمال رکھتے تھے

آہ وے دن گئے کہ هم بھی اثر
دل کو اپنے سنبھال رکھتے تھے

میں تجھے' واہ کیا تماشا هے ۔ ذهن میں آشنا تراشا هے
هاتھہ میں رکھیوتم سنبھالےهوے ۔ دل تو میرا یہ شیشہ* بشا هے
توجو تولے هے میرے من کی چاہ ۔ کچھہ ترے هاں بھی تولہ ماشا هے
کیا کہوں تیری کاوش مژہ نیں ۔ کس طرح سے جگر خراشا هے

خیر گذری' اثر تو هے بے باک
اور وہ شوخ بے تحاشا هے

غزل

بھولنا یوں بھلا یہ یاد رهے ۔ غم رها هم کو تم تو شاد رهے
واہ غیروں سے اتحاد رهے ۔ اور هم سے وهی عناد رهے
تجھسے سب شاد با مراد هوے ۔ هم هی ناشاد نا مراد رهے
دلدهی سب کی' میری دلشکنی ۔ بارے اتنا تو اعتماد رهے

آہ بیدرد اتنی بے اثری
دوستی کچھہ تو کم زیادہ رهے

بیان شکر و شکایت وفا و جفا و اظہار گلہ و شکوہ از راہ محبت و صفا

گئی کیدھر وو تیری مہر و وفا ۔ اب جو هونے لگی یہ جور و جفا
بات سنتا نہیں هے اب میری ۔ کیا هوئی دوستی وو سب تیری

---

* یعنی شیشے جیسا نازک' جو ذرا سی ٹھیس میں ٹوٹ جاے --

میرے احوال پہ نہیں ہے نگاہ
کچھہ ہے تقصیر میری کچھہ ہے گناہ

دوستی کے سوا کچھہ اور گناہ
ہو تو مجکو بتاؤ بسم اللہ

بے گناہوں سے دل کو صاف کرو
نہیں تقصیر پر معاف کرو

ان دنوں ہے تیرا مزاج کچھہ اور
کل جو تھا سو کچھہ اور آج کچھہ اور

کوئی دنیا میں دل دوانا تھا
تجہے واللہ یہ نہ جانا تھا

دل و دیں عقل و ہوش باختہ ام
بعد ازینہا ترا شناختہ ام

با وفا بودہ بیوفا شدۂ
تو چہا بودي و چہا شدۂ

یاد داری ہر آنچہ میکردی
دوستداری ہر آنچہ میکردی

داشتی پاس آشنا ئیہا
مینمودی چہ دلربا ئیہا

ہمگی قصد دل ربودن بود
نو بنو جلوہ ہا نمودن بود

جوشش ارتباط داشتۂ
گرمئی اختلاط داشتۂ

بود پیوستہ سوے من نظرے
جز خیالم نداشتی خبرے

گاہ خندہ گہے تبسم بود
گاہ ایما گہے تکلم بود

گاہ نگریستی بالذت و شوق
گاہ بگریستی بلذت و ذوق

نگہ التفات و گوشۂ چشم
بود گاہے بمہر و گاہ بخشم

ہر نفس سوئے من نگاہے بود
دم کشیدہ نمود آہے بود

مینمودی ہزار دلسوزی
داشتی دست در جگر دوزی

اول اول چنان زمن گشتی
آخر آخر چنیں زمن گشتی

از تو کے بود ایں گمان من
ہمچو افتی بقصد جان من

دل ربودی و عزم جاں داری
جان من دلبر دل آزاری

یاد ہست از کلام حضرت درد
بر محل حسب حال خود ایں فرد

دل باو دادم وندانستم
کہ چنیں دلربائی دلسوزاست

غزل

دل دیا پر تجھے نجانا تھا
قسمت اوس کی مین' آہ جانا تھا

تیغ ابرو و تیر مژگاں کا
دل ہی چورنگ تھا نشانا تھا

کبھو کرتے تھے مہربانی بھی
آہ وہ بھی کوئی زمانہ تھا

دل وجاں سب جلا کے خاک کیا　　واہ کیا خرب آزمانا تھا
تونہ آیا ادھر کو ورنہ ہمیں　　حال اپنا تجھے دکھانا تھا
کیا بتاویں کہ اس چمن کے بیچ　　کہیں اپنا بھی آشیانا تھا
ہوشیاروں سے مل کے جانو گے
کہ اثر بھی کوئی دوانا تھا

غزل

اے بتان اتنی ہی خدائی ہے　　با وفاؤں سے بے وفائی ہے
دشمنی بھی ہے جسکے آگو گرد　　یہاں وو کہنے کو آشنائی ہے
بات میری جو اب نہیں سنتا　　کچھہ کسو نیں مگر سنائی ہے
شرم تیری یہ سب کہے دے ہے　　جو مرے دل کی بات پائی ہے
غم ترا ملک دل کو لوٹ گیا　　کچھہ نچھوڑا تری دھائی ہے
دل بدل-ل رہے ہیں آپس میں　　اب تو بیفایدہ جدائی ہے
سیکھہ لیجے تک ایک دلداری　　دلربائی تو خوب آئی ہے
مجھسے آکر کبھو نہیں ملتا　　ایک تجھہ میں یہی برائی ہے
سادہ رووں سے کچھہ نچاہ اثر
وہاں سبھی بات کی صفائی ہے
گرچہ تیری طرف سے نا انصاف　　ہے سبھی بات کا جواب صاف
پر میرے دل کی سادگی وصفا　　کرنے دیتی نہیں سواے وفا
زندگی میری جان تجھسے ہے　　خوشی اپنی ہر آن تجھسے ہے
تجھہ سوا اور سے نہ کام مجھے　　نہ کسوسے دعا سلام مجھے
نہ کسو سے گلا نہ شکوا ہے　　اور سے مجکو کام بھی کیا ہے
دلبری میں کوئی بلا ہے تو　　جان لینے کو اب ملا ہے تو
میرے حق میں جو کچھہ ہے بس تو ہے　　خواہ بدخو ہے خواہ خوش خو ہے
اور کیا کیا کہوں تو کیا کچھہ ہے　　باغ و بستاں ہزار ہا کچھہ ہے
یکجہاں دید و رونق مجلس　　چشم بددور دستۂ نرگس
رشک گلزار نو بہار توئی　　گل و غنچہ توئی و خار توئی

خواہ بیگانہ خواہ یار توئی | دشمن و دوست در شمار توئی
یار جانی و دشمن جانی | خانہ آباد و خانہ ویرانی
خوشی و شادی و نشاط دل | لذت و فرح انبساط دل
باعث فکر و حزن و رنج و الم | موجب حسرت و مصیبت و غم
آرزوئے دلی و خواہش جاں | دشمن نام وننگ و کاہش جاں
دلبر و دل ربا و دل آزار | ہم دل آرام دلکشوں دلدار

غزل

اے بت عشوہ گر چہا کہ نۂ | یک مکر با من آشنا کہ نۂ
دردل و دیدہ و خیال و خواب | ہمہ جا جائے تو کجا کہ نۂ
یار و دلدار و آشنا و دوست | آں گماں کردہ ام ترا کہ نۂ
مے و میخوار وچیزہا جمع است | ساقی اینجا تو ہم بیا کہ نۂ

فتنہ و آفت و بلائے جاں
چہ بگوید اثر چہا کہ نۂ

لاکھہ دشمن کا ایک دشمن تو | د مبدم تو مرا پئے ہے لہو
میں برابھی تجھی کو جانوں ہوں | اور بھلا بھی تجھی کو جانوں ہوں
توھی بیرحم توھی ظالم ہے | بےخبر تو ہے توھی عالم ہے
خوشی تجسے ہے اور غم تجسے | شکر و شکوا ہے د مبدم تجسے
با وفا تو ہے بیوفا تو ہے | جو کہوں اس سے مدعا تو ہے
نفع تو ہے مرا ضرر تو ہے | خیر تو ہے ہزار شر تو ہے
گر بھلا ہے و گر برا تو ہے | دوست دشمن سبھی مرا تو ہے
یہ جو حضرت نیر اب بیان کیا | کیا کہوں آہ میرے دل نے لیا

غزل مدظلہ

دشمن انیست و آشنا اینست | ہر چہ ہست از برائے ما اینست
شکوہ چلدان ز بیوفائی نیست | مدعی گشتہ مدعا ایں است
او دل آزار و دل گرفتار است | قصہ کوتاہ ماجرا اینست

درد پرهیز ناتوانی کن
مرض عشق را دوا اینست

ہے تو آساں یہ جو بات کہی　　قصد اپنا بھی ہےگا روز یہی
پر خدا مجسے بھی بنا لاوے　　جی مضر چیز پر نچل جاوے
کیا کہوں آہ کہہ نہیں سکتا　　بن ملے دل تو رہ نہیں سکتا
عمر ساری یہاں تلک پرہیز　　جان کرتی ہے اب بریز بریز
نہیں بنتی ہے اپنی کچھ تدبیر　　نہ کرے جب تلک مدد تقدیر
چھوٹی سی چیز ہی جو ہاتھ پڑی　　پھر تو چنداں نہیں ہے بات بڑی
اندکے صبر و اندکے دل سخت　　گر بدست آیدم ز طالع و بخت
پھر تو عالم کی بیٹھا دید کروں　　رات شبرات روز عید کروں
آہ قسمت نیں کیا کہوں جو کیا　　سخت بے صبر موم دل یہ دیا
سب یہ آفت پڑی ہے اس کے سبب　　اور ناحق کہوں میں کس کے سبب
دل نیں ہی میرے مجکو مارا ہے　　سب بکھیڑا اسی کا سارا ہے
میری خوبی نیں سب زبونی کی　　دشمنی دوستی نیں دونی کی
کچھ برائی سے تو نہ تھا واقف　　بے وفائی سے تو نہ تھا واقف
یوں نہیں ہوتا تو کس طرح کٹتی　　اب تلک کوئی اس طرح کٹتی
تیرے جو جو سلوک ہیں سارے　　کچھ برائی سے یہ نہیں پیارے
دوستی نیں میری سکھائی جفا　　ورنہ تجھ میں تو تھی بڑی ہی وفا
لطف پر اس کلام کے صدقے　　اس کے قائل کے نام کے صدقے

غزل مدظلہ

اس کو سکھلائی یہ جفا تونیں　　کیا کیا اے میری وفا تونیں
بے کسی کو عبث کیا بے کس　　قتل کر مجکو کیا لیا تونیں
حال سن سن میرا لگا کہنے　　میں سدا کچھ نہ کیا کہا تونیں
ہم نہ کہتے تھے ہو جو مت عاشق　　پائی دل اپنی کچھ سزا تونیں
جی تو جی سے تھرپے رہا ہے مل　　منہ لیا موڑ کیا ہوا تونیں

درد کوئی بلا ہے شوخ مزاج
اس کو چھیڑا برا کیا تونیں

دیکھہ تو کیا غزل یہ فرمائی
بات تیری سمجھہ میں بھی آئی
تو بھی سن رکھہ جو میں کہوں تجھسے
چھیڑ کرنا سمجھہ کے تو مجھسے
ہوسکے گا کوئی تو عہدہ برآ
ہے یہ بندہ بھی شوخ طبع بلا
آڑے ہاتھوں کہیں نہ لیوے تجھے
بات سیدھی نہ کرنے دیوے تجھے
پھر تو شرماوے کٹ کے بے دل ہو
آنکھہ تجکو ملانی مشکل ہو
اب تلک میں نیں درگذر کی ہے
تیری باتوں پہ کب نظر کی ہے
ایسے نا آشنا کو کیا کہئے
سنگدل بیوفا کو کیا کہئے

غزل

بیوفا تجھسے کچھہ گلا ہی نہیں
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہیں
یہاں تغافل میں اپنا کام ہوا
تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہیں
یا خدا پاس یا بتاں کے پاس
دل کبھو اپنے ہاں رہا ہی نہیں
تیرے کوچہ سے آہ جانے کو
دل نہیں یا کہ اپنے پا ہی نہیں
نالے بلبل نے گو ہزار کئے
ایک بھی گل نیں پر سنا ہی نہیں
کچھہ نہ ہوتا اثر اثر اوس کو
پہلے گو نالہ تو کیا ہی نہیں

غزل

خوب دنیا میں خوش رہا ہوگا
جو کہ عاشق ترا ہوا ہوگا
ہوں دوانا سمجھہ کا میں اس کے
جس نیں دل کو تجھے دیا ہوگا
کب توقع تھی یہ کہ دل تیرا
ایسے مخلص سے یوں برا ہوگا
دل جو آیا نہ اب تئیں شاید
کسی ظالم کے بس پڑا ہوگا
گر کے اتھانہ پھر میں قطرۂ اشک
کوی ایسا بھی کم گرا ہوگا
ہے زمانے کے ہاتھہ سے تو بعید
کیونکہ غنچہ بھی یہاں کھلا ہوگا
اثر اول تو یہاں ہوا سو ہوا
دیکھیں آخر کو آہ کیا ہوگا

غزل

شدہ بیگانہ او ز یاریء ما — دشمن ماست دوستداریء ما
عشق او هیچ غم بدل نگذاشت — غم او کرد غمگساریء ما
قهر درویش و جان درویش است — کس چه داند ز بیقراریء ما
غافل از یاد بیدلاں نشوی — دل ما هست یادگاریء ما
زیں فغاں ها مشو گراں خاطر — آہ ما نیست اختیاریء ما

نالۂ ما اثر نہ کرد اثر
آہ از دست آہ و زاریء ما

جب خفا هو اُداس رهتا هوں — بت کافر تجهے میں کہتا هوں
اور بے رحم بیوفا خونخوار — نام تیرے یہ سب هیں میرے یار
بسکہ تجهہ سے هی کام رکهتا هوں — سینکڑوں ایسے نام رکهتا هوں
اس قدر جب سے تنگ آیا هوں — دل میں تجهسے بجنگ آیا هوں
دفتر شکوہ جب سے کهولوں هوں — نیک بد بخت سست بولوں هوں
سن کے اس کو برا نہ مانیو تو — کچهہ برائی سے یہ نہ جانیو تو
گو کہ بیطرح نام لیتا هوں — لیک دل سے دعائیں دیتا هوں
تیرے هاتهوں جو کچهہ گذرتا هے — یا جو کچهہ تو برائی کرتا هے
اس میں تیری نہیں هے کچهہ تقصیر — حق نیں کی هے یونهیں میری تقدیر

غزل

غم هی دکهلاتی هے سدا قسمت — واہ اپنی بنی هے کیا قسمت
جس کی خاطر سبهی هوے دشمن — نہ هوا وہ بهی دوست یا قسمت
کیا کہوں اپنی بے نصیبی کی — دے کسو کو نہ یہ خدا قسمت
نہ رها وصل دائمی تو نصیب — هجر هی دیکهیں تا کجا قسمت

یاوری کی نہ طالعوں نیں اثر
آزمائی هے بارها قسمت

غزل

جو سزا دیجے هے بجا مجکو — تجهسے کرنی نہ تهی وفا مجکو

سرد مہری نہیں نہری اے ظالم — آہ کتنا جلا دیا مجکو
گر اسی میں خوشی تمہاری ہے — اور بھی کیجئے خفا مجکو
کیوں تو بر ضد جفا ہی کرتا ہے — نہیں کچھہ دعویٔ وفا مجکو
غم میں بیٹھیں کہاں تئیں بت کے — اب اٹھاوے کہیں خدا مجکو

وہی میں ہوں اثر وہی دل ہے
اب خدا جانے کیا ہوا مجکو

غزل

فرض کردم وفا نمی باید — لیک چندیں دغا نمی باید
منع جورت نمی کنم لیکن — ایں قدر هم جفا نمی باید
در خورم آنچه می کنی لیکن — هرچه کردی ترا نمی باید
بت نا آشنا چناں دارم — که دگر آشنا نمی باید
ساده رو سادهٔ زمہر و وفا — ایں چنیں هم صفا نمی باید
یا بیا یا ببر زتن جانم — زیست بے تو مرا نمی باید
زاهدا خلد بے جمال بتے — از برائے خدا نمی باید
نبود بے تو هیچ شے درکار — باتو مارا چها نمی باید

گریهٔ شوق رهبر است اثر
سیل را رهنما نمی باید

غزل

گر بقدر وفا جو از جفا است — هرچه با ما تواں نمود روا است
بت من بیخبر ز حال من است — آه بے عیب صرف ذات خدا است
بسر و چشم میرود چوں شمع — هرکه ثابت قدم براه فنا است
به نصیبش زجلوه حیرانی است — مثل آئنه دردلے که صفا است
قطرهٔ گم شده به بحر محیط — کس نشانش نمیدهد که کجا است

چوں شرر بهر اهل دید اثر
رم نمودن ز خویش رهنما است

بیان خوش نیامدن هیچ چیز بدون یار و بردن اسباب خوشی و نشاط زیادہ تر موجب ایذا و آزار

کوی صحبت خوشی کی بھاتی نہیں　　کوی بزم طرب خوش آتی نہیں
انبساط و خوشی کرے ہے داغ　　گر ہنسوں بھی توجوں ہنسے ہے چراغ
جمع جتنا ہو عیش کا اسباب　　دل کو اتنا کرے جلا کے کباب
گر بہ تقریب راگ ہوتا ہے　　سینہ یک لخت آگ ہوتا ہے
راگ ہر ایک جدا ہیں گوبیشک　　پراثرمیں ہیں اب سبھی دیپک
حضرت درد کی بلائے خیال　　کیا کہوں کیا کرے ہے دل کا حال
تان ہر ایک جان لیتی ہے　　پھر لذت دلوں کو دیتی ہے
بولونگا لطف جان سے ہے جدا　　ہے دل و جان ہر طرح سے فدا
خیر تقریب جو کہ ہوتی ہے　　ہر طرح میری جان کھوتی ہے
جس قدر ہوے صحبت رنگیں　　اس قدر دل کو اب کرے غمگیں
ہے تماشا کدھر کہاں کی سیر　　خوشی ہوتی ہے کوئی تیرے بغیر
مارتی ہے ہوائے ابر و بہار　　کچھ اُلٹ ہی گیا ہے لیل و نہار
جو کبھو آسماں پر ابر ہوا　　دل پہ بے اختیار جبر ہوا
تیر باراں کرے ہے اب باراں　　کاٹے کھاتی ہے صحبت یاراں
مینھہ جو برسات کا برستا ہے　　دل ملاقات کو ترستا ہے
جس گھڑی مینھہ کی یہاں بندھے ہے جھڑی　　تار باندھے ہے آنسوؤں کی لڑی
جب کہ یہاں ابر گھر کے جھکتا ہے　　دل گھٹا آئے خوب رکتا ہے
اچھی لگتی نہیں ہے فصل بہار　　لئے جاتی ہے دل سے صبر و قرار
کوئی موسم بھلا نہیں لگتا　　دیوے ہر ایک رت جدا ایذا
خواہ گرمی ہے خواہ جاڑا ہے　　دل کو ہر ایک نے اجاڑا ہے
روپ گرمی کا اور گرماوے　　دل میں وحشت زیادہ ترلاوے
پھر ہیں گرمیوں کی دوپہریں　　دل پہ کیا کیا گذرتی ہیں لہریں
کیا ہی جاڑے کی رت دکھاتی ہے　　سرد مہری تری دکھاتی ہے

سخت دوبھر ہیں جاڑے کی راتیں
اور اس کی ہزارہا باتیں

رات تو ہے پہ دن بھی کیا کم ہے
سانس ٹھنڈی ہی ہر آن ہر دم ہے

اب نہ دن ہی کٹے نہ رات کٹے
کس طرح عرصۂ حیات کٹے

رات کاٹے کوئی کہ دن کاٹے
بات بنتی نہیں ہے بن کاٹے

عمر یوں کاٹے کس کو بھاتا ہے
تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ہے

ہے شب ماہ دل پہ یوں پیارے
جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے

گر گذر سوئے باغ ہوتا ہے
سینہ جل بل کے داغ ہوتا ہے

گر نظر جا پڑے سوئے گلزار
داغ ہوتا ہے دل بیاد عذار

آگ دل میں لگائے آتش گل
سانپ کی طرح کاٹے ہے سنبل

پھول لگتے ہیں جیسے انگارے
گرز آتش نہال ہیں سارے

راہ تکتی ہیں آنکھیں نرگس کی
کیا کہوں آہ اور کس کس کی

نہیں ترک بریدہ یہ پیارے
مژۂ اشک بار ہیں سارے

یہ درختوں کے پات ہلتے ہیں
یا بافسوس ہاتھ ملتے ہیں

ہر طرف آبشار روے ہے
سرپٹک ڈاڑھیں مار روے ہے

مثل آئینہ دیکھ کر کے خوض
غرق حیرت کھڑا ہے آب حوض

بلبلے اس میں آنکھ کھولے ہیں
کہ رخ آب پر پھپھولے ہیں

نہیں نرگس پہ یہ پڑی شبنم
چشم پر آب ہیں سبھی از غم

سیر پھولوں سے یہ نتیجہ ہے
یعنی عاشق کا آج تیجہ ہے

نہیں سبزہ چمن میں خوابیدہ
تیرہ بختاں پڑے ہیں غلطیدہ

گل سبھی کرتے ہیں گریباں چاک
اور ان پر نسیم ڈالے ہے خاک

سوچ میں غنچہ ہیں گرفتہ دل
باغباں آپ ہی کو کھڑے ہیں خجل

کیا بلا اب کے ناگہاں آئی
موسم گل ہی میں خزاں آئی

پر خزاں بھی نہ ایسی ہوتی تھی
رونق باغ یوں نہ کھوتی تھی

سخت عبرت کدہ یہ باغ ہوا
تختۂ گل سے داغ داغ ہوا

دیکھ کر یہ چمن کا آب و رنگ
اور خاطر گرفتہ ہو دل تنگ

غنچہ دیکھا جہاں چمن کے بیچ
جا رہے ہے دل اوس دہن کے بیچ

سرو پر جب نگاہ جاتی ہے
یاد میں قد کے آہ آتی ہے

کیا کہوں باغ کا جو عالم ھے — ھر شجر یہاں تو نخل ماتم ھے
صرف اس باغ پر ھی اب کیا ھے — ساری ماتم سرائے دنیا ھے
جس طرف کو نگاہ کرتا ھوں — نعرہ بھرتا ھوں آہ کرتا ھوں
عشق تیرے کا دل کو داغ لگا — دیکھہ تو بھی نیا یہ باغ لگا
شورش حال میں جو پڑھتا ھوں — اپنے حضرت کے شعر پڑھتا ھوں

لہ مد ظلہ

بر رخ گل کجا نظر دارم — چشم بر گل رخ دگر دارم
درد سلطان بحر و بر گشتم
کہ لب خشک و چشم تر دارم
همچو طاوس اے تماشائی — همه داغم ز دست پیدائی

لہ مد ظلہ

هوس باغ سینه خالی کرد — داغ از بس بروے یکدگراست
صبح روز فراق شام بود — اے شب وصل شام توسحراست
چشم تر خوں دگر ز دل مطلب — کزلب خشک نیز خشک تراست
امن بے امن در طریقت عشق — بیخطر کیست آنکه باخطراست
زخم تیغت اگر بسر نرسید — تیغ زحمت برندهٔ جگراست
خبر ایں وآں ز بیخبریست — با خبر آں کسے که بیخبراست
گلشن نا مرادیم بشگفت — یاس نخل امید را ثمراست
درد ازادی است و بے برگی
در ته بار آنکه بارور است

غزل لہ

گل و گلزار خوش نہیں آتا — باغ بے یار خوش نہیں آتا
کیا جفا کے سوا تجھے کچھہ اور — اے ستمگار خوش نہیں آتا
اےجنوں جیب میں تیرے ھاتھوں — ایک بھی تار خوش نہیں آتا
درد هم کو یہ رات دن دل کا
نالۂ زار خوش نہیں آتا

و له

بے زبان ہے بدہ زباں سوسن — اس چمن میں کسے مجال سخن

و له

نہیں میرے تئیں کسی کا باک — اب گریباں ہے ہاتھہ ہے اور چاک
ناخن و دست تیز و چالاک است — سینہ وجیب چاک در چاک است
گلے کے کپڑے کاٹے کھاتے ہیں — کیوں کے رکھوں نہیں یہ بہاتے ہیں
جی ہے کپڑے نہ اب بدلنے کو — گہر سے باہر نہ دل نکلنے کو
کیا کہوں گہر میں ہوں جو کچہہ دل تنگ — گہر تو گہر تن ہے جی کو قید فرنگ
جی کسو چیز کو نہیں لگتا — بات گو خوب ہو، نہیں لگتا
اور چیز اب تو کیا نہیں بہاتی — زیست بھی اپنی خوش نہیں آتی

کیفیت دیدن چیز ہاے یادگار و حقیقت داشتن
نشانیہائے دلدار و صورت دیگر یاد
آور یہائے آں نگار

نظر آتی ہے جب تری کچہہ چیز — کیا کہوں کیسی ہوتی ہے وہ عزیز
روبرو سو طرح سے دہرتا ہوں — نالہ کرتا ہوں آہ بہرتا ہوں
ہر گہڑی احتیاط ہوتی ہے — دل پہ کیا کیا نشاط ہوتی ہے
آنسوؤں میں کبہو کروں ہوں تر — بہینچتا ہوں کبہو اوسے در بر
دیکہہ کر اوس کو شاد ہوتا ہوں — گاہ ہنستا ہوں گاہ روتا ہوں
گر لگے ہاتہہ کوی تیری بست — پہر تو جاتا رہے ہے دل از دست
کچہہ نشانی تری جو پاتا ہوں — غیر سے کیا ہی کیا چہپاتا ہوں
نظر آوے کہیں جو تیرا بال — جی پہ ہوتا ہے اور ہی جنجال
دل الجہتا ہے پیچ و تاب کے بیچ — جا پہنسے ہے عجب عذاب کے بیچ
دیکہہ لوں گر کہیں تری پوشاک — جامۂ تن کروں جلا کے خاک
کچہہ نشانی جو پاس ہوتی ہے — اور میرے حواس کہوتی ہے
یاد گاری وو خاک کرتی ہے — مار مجکو ہلاک کرتی ہے
کبہو کہتا ہوں ہے یہ بات زبون — اس کا رکہنا برا ہوا ہے شگون

پر اوسے دور کر نہیں سکتا
مارے خطرے کے دھر نہیں سکتا

جی میں ہے پاؤں گر کبھو تجکو
تب دکھا کر وو پھیر دوں تجکو

بوسہ لا نے کہیں نکال سکوں
نہ چھپا کر ہی اوس کو ڈال سکوں

کیا کہوں دل کی باولیں باتیں
یونہیں دن کٹتے ہیں یونہیں راتیں

آدمی گر ترا نظر آیا
تو تو پھر حرف جان پر آیا

کسو تقریب وو ادھر آوے
پر چہاں دور سے نظر آوے

دوڑ پڑتا ہوں اس کے لانے کو
راضی کرتا ہوں پھر بھی آنے کو

پر کہاں اب تو جانے دیتا ہوں
گرد اس کے ہو گھیر لیتا ہوں

تیری خاطر سے وہ بنے محبوب
شکل مکروہ بھی لگے مرغوب

ہر گھڑی عجز ہے خوش آمد ہے
اور حسن سلوک بے حد ہے

ہوتی ہیں منتیں مداراتیں
پوچھی جاتی ہیں کیا ہی کیا باتیں

پھر سررشتہ یہ چھوٹتا ہی نہیں
تار باتوں کا ٹوٹتا ہی نہیں

یہی چاہوں اگر ہزار سنوں
کہے پھر پھر میں بار بار سنوں

رک کے آخر وو تنگ آتا ہے
جتنا بٹھلاوں اٹھے جاتا ہے

سو ضرورت مجھے سناوے ہے
لاکھہ طرحوں کے ڈر دکھاوے ہے

ساری بیروئیاں اتھاتا ہوں
دامن اوس کا پکڑ بٹھاتا ہوں

لیکن اس پر مزا تو آگے ہے
پیچھا اپنا چھڑا کے بھاگے ہے

اور پیارے کبھو پس از مدت
بر سبیل تعجب و ندرت

گر کوئی تیرا بھیجا آتا ہے
خوشی سے تو تو جی ہی جاتا ہے

اس پہ لایا جو کچھہ پیام و سلام
ہو چکا پھر تو خیر کام تمام

بھیجی تونیں اگر کبھو کچھہ چیز
پھر تو جاتی رہے ہے عقل و تمیز

مثل نادیدہ سینت رکھتا ہوں
ہر گھڑی ذرہ ذرہ چکھتا ہوں

کیا ہی لگتی ہے جان و دل کو لذیذ
باندھے پھرتا ہوں جسطرح تعویذ

گر نہیں ہے وو چیز کھانے کی
ہے کسو کام میں لگانے کی

اوس کو سو سو طرح نچاتا ہوں
دھوم چاروں طرف مچاتا ہوں

ہاتھہ اتیر کے جوں لگے تیتر
باندھے ہے باھر اوسے کہ اب بہیتر

مارے شادی کے پھول جاتا ہوں
سب ترے جور بھول جاتا ہوں

کتنے روزوں رہے ہے مشغولا | بارے رهتا ہے کچھہ تو غم بھولا
کیا پر ان باتوں سے تو ہونا ہے | پھر وہی جھپکتا ہے رونا ہے
ساریں ہیں بلکہ اور یہ باتیں | غائبانہ کی سب مداراتیں

غزل

تیرے ہاتھوں سے میں ہلاک ہوا | مفت ہی مفت جل کے خاک ہوا
لے چکے دل تو قصد جاں ہے مگر | پھر شروع اب جو یہ تپاک ہوا
لگی رکھی نہ تو نیں میری ساتھہ | تیرے نزدیک قضیہ پاک ہوا
حال سن کر تو مہرباں نہوا | بلکہ برہم ہو خشمناک ہوا

خوب اب تو جنوں کے ہاتھوں اثر
سینہ و جیب چاک چاک ہوا

لیک با ایں ہمہ جنون و خبط | سخت کرتا ہوں احتیاط و ضبط
کیجئے اس سے ہی تک ایک قیاس | کس قدر ہے ترا لحاظ و پاس
آدمی جو کہ ہیں تیرے گھر کے | یا کہ باشندہ ہیں وو اودھر کے
یا کسو طور کے ہیں واسطہ دار | کچھہ ترے ساتھہ رکھتے ہیں سروکار
پاس اون کا ہزار کرتا ہوں | دلدہی بے شمار کرتا ہوں
جب ملاقات اون کی ہوتی ہے | سو مدارات اون کی ہوتی ہے
آپ منت بجان اوتھاتا ہوں | بر سرو چشم اونہیں بیٹھاتا ہوں

بیان اشتیاق دیدار و تمنائے صحبت یار و تیاری و
مہمانداری آں نگار و ماجرائے حال مشتاق زار

خیر قصے سب اور جانے دے | بات مطلب کی اب سنانے دے
تو ملا کر کوئی ملے نہ ملے | سب یہ تیرے نہ ملنے کے ہیں گلے
مہربانی ادھر کو کیجئے گا | نقد جاں پیشکش ہے لیجئے گا
دیدۂ منتظر ہیں فرش راہ | پیشوا بھیجے ہیں میں نالہ و آہ
پاس اپنے ہے کیا جو دیویں تجھے | عوض جاں مگر کہ لیویں تجھے
گوہر اشک ہیں نثار کریں | لخت دل کے عقیق آگے دھریں
اشک الماس ہیں کہ موتی ہیں | اپنے هاں یہ ہی چیزیں ہوتی ہیں

دانۂ اشک آب و دانا ہے | یے ھی پینا ہے یے ھی کھانا ہے
لوز بادام دل کی قاشیں ھیں | دیدۂ تر گلاب پاشیں ھیں
بوئے انس و موانست خوشبو | جس سے انساں کی تر دماغی ھو
ھیں گے بوس و کنار پان اور ھار | دست برد وصال گینڈوں کی مار
دل بریاں و جاں سپاری ہے | یہی مجلس کے بن* سپاری ہے
چہل چرچا نیا مچانا ہے | نالۂ عاشقاں ترانا ہے
کاسۂ چشم جل ترنگ ہے یہاں | آہ و نالہ رباب و چنگ ہے یہاں
شعلۂ شوق شمع محفل ہے | منقل بزم گرمیء دل ہے
کیا کہوں اور گھر کی تیاری | آب پاشی ہے گریہ و زاری
نہریں جاری ھیں آبشاریں ھیں | اشک کے دولت اب بہاریں ھیں
دیکھہ کیا کیا یہ شعر فرمائے | بعض مطلب پہ مجکو یاد آئے

مں ظلہ

ہمچو فوارہ آبرو داریم | سیم و زر نیست در خزانۂ ما
آسماں گشتہ سائباں ایں جا | بس بلند است سقف خانۂ ما

غزل

نقد جانے زر خزانۂ ما است | طبع روشن چراغ خانۂ ما است
بلبل بوستان دوستیم | گوشۂ خاطر آشیانۂ ما است
غیر زلف و رخ تو نہ نماید | شب و روزے کہ در زمانۂ ما است
نغمہ سنج مقام عشاقیم | نالۂ ما ھمہ ترانۂ ما است
بسکہ غواص بحر توحیدیم | در یکتا دل یگانۂ ما است
از در ما تو آمدی شاید | کہ سر ما بر آستانۂ ما است
ہر زماں خواب غفلت افزاید | زندگانیء ما فسانۂ ما است
ہمچو تسبیح رشتۂ تقدیر | جامع رزق دانہ دانۂ ما است

او بہر صورت است پردہ کشا
پیش ما درد ایں بہانۂ ما است

---

* قہوہ

آہ اپنی ہی ساری غفلت ہے
ورنہ ہر جا خدا کی قدرت ہے

چہرہ افروز ہے ظہور حق
منبسط ہر طرف ہے نور حق

گل رخوں میں بہار اوس کی ہے
سب پھبن میرے یار اوس کی ہے

خوبرویوں میں اوس کی ہے خوبی
ورنہ پائے کہاں سے محبوبی

عشق میں ہے اوسی کا جوش وخروش
حسن میں ہے وہی تو جلوہ فروش

جلوہ سازی سب اوس جمال کی ہے
عشق بازی سب اوس کمال کی ہے

جلوہ گہ ہے اوسی کی جلوہ گری
عشوہ پرداز ہے وہی تو پری

سب یہ نقش ونگار ہے اوس کا
عالم آئینہ دار ہے اوس کا

جوکہ ہے اوس کا ظل ہستی ہے
اوس کے سایہ میں خلق بستی ہے

اوس سے معمور آسمان وزمیں
اوس سے پر نور آسمان و زمیں

جسم* وجان میں ظہور اوس کا ہے
روشنی بخش نور اوس کا ہے

شمع پروانۂ و گل و بلبل
اور جگ میں ہرایک جز و کل

سب اوسی سے نمود میں آئے
دعوی ہست و بود میں آئے

جلوہ پردازیٔ خدائی ہے
ہر کسو میں وو آ سمائی ہے

اوسی جلوے نیں سب کو بھرمایا
آہ کیا خوب راست فرمایا

غزل لہ مدظلہ

رنگ ہستی بہار جان وتن است
چمن آرائے باغ ما و من است

گل اگر پردہ میدرد ز رخش
غنچہ ہم راز گوئے آں دہن است

معنی حرف کن اگر فہمی
ہستیٔ جملہ خلق یک سخن است

چوں سحر غافل از خودی ورنہ
جامۂ ہستیت ہماں کفن است

یوسفے در نظر نمی آید
ہمہ را نور چشم پیرہن است

سوئے انسان بچشم عبرت بیں
مردوزن نیست آنکہ مردوزن است

گل و گلزار دام اوہام است
ہر کجا بشگند دلی چمن است

کار من نازک است از فرہاد
جانکنیہا نہ کار کوہکن است

دل چو یکسو شود بود خلوت
جمع جملہ حواس انجمن است

---

* (ن) چشم

از حدوث و قدم مپرس ایں جا　　نو شدن نیز عادت کہن است
صوفیاں در وطن سفر بکنند
درد اندر سفر مرا وطن است

شعر کیا ہیں یہ اور عالم ہے　　ان کی فہمید کا کوئی کم ہے
کون سمجھے ہے اس کلام کی بات　　کیجے آپس کے ہی مقام کی بات
یار نا آشنا ستمگر کی　　بت ناحق شناس کافر کی
بیوفا دلربائے ناانصاف　　کاذب پر فریب وعدہ خلاف
جسکے آنے کا لگ رہا ہے خیال　　روز در پیش ہے یہی جنجال
گر ابھی وہ دو چار ہوجاوے　　پھر سر نو بہار ہوجاوے
کوچ کرجائے رخت باندہ خزاں　　ہوے سر سبز گلشن دل و جاں
ابھی وہ گلبدن جو مل جاوے　　غنچۂ دل خوشی سے کھل جاوے
جب وہ رشک بہار آتا ہے　　پھر باغ و بہار آتا ہے

غزل

ہر گہ آں گلعذار می آید　　ہمہ باغ و بہار می آید
رفتی و ایں طرف نمی آئی　　یاد تو بار بار می آید
ہر گہ آں شوخ میرود از چشم　　گریہ بے اختیار می آید
شور دل را چہ آفتے رو داد　　نالہ زار و نزار می آید
اے دل ہرزہ غیر بیکاری　　از تو ہم ہیچ کار می آید
دلم از دست رفتہ است و ہنوز　　نالۂ دل فگار می آید
میکنی خلف وعدہ ہا و دگر　　گفتۂ ات اعتبار می آید
آمدن اختیار تست مرا　　ہمگی انتظار می آید
میزنم فال نیک و می گویم　　مژدہ ایدل دہ یار می آید
بار یکبار ہم نیافت اثر
بردرت بار بار می آید

نہیں کچھ دور حق کی قدرت سے　　پاس بیٹھے کبھو تو فرصت سے
حال میرا میری زبانی سنے　　تو کسو رات یہ کہانی سنے

کھولوں قصے تمام مدت کے ‏ ‏ هجر کے سارے تعب و شدت کے
کتنے روز ون تلک بیان کروں ‏ ‏ نت شروع اور داستان کروں
پچھلے دفتر هزارها کھولوں ‏ ‏ خوب دل کھول کر هنسوں بولوں
روز دهراؤں گذري باتوں کو ‏ ‏ تجکو پھر پھر جگاؤں راتوں کو
کبھو رو رو کروں بیان حال ‏ ‏ کبھو هنس هنس کے سب کہوں احوال
چند مدت رهے یہی مذکور ‏ ‏ بدلے هر غم کے هو خوشی و سرور
کہوں جو جو کہ یاد آوے مجھے ‏ ‏ پر خدا اس طرف کو لاوے تجھے
اپنے حضرت کا شعر یاد آیا ‏ ‏ کیا مرے حسب حال فرمایا

نشنیدی گہے فسانۂ ما
وائی بر حال بیکسانۂ ما

کچھ خدا سے تو یہ نہیں هے دور ‏ ‏ تو سنے اور کہوں میں تیرے حضور
یارسنیو تک ایک میرا حال ‏ ‏ زندگی تجھ بغیر هوی هے وبال
مجکو تیرا خیال رهتا هے ‏ ‏ سخت دل پر وبال رهتا هے
روز و شب جس طرح گذرتی هے ‏ ‏ کیا کہوں کس طرح گذرتی هے
بھوک دن کو نہ نیند رات کو هے ‏ ‏ بیٹھنے کو هے دل نہ بات کو هے
صبح سے شام تک نہ کچھ کہنا ‏ ‏ ایک گوشے میں جا پڑے رهنا
رات جب هوئی کہنے کو سونا ‏ ‏ دل میں پر وهی جھینکنا رونا
دل کو یوں پیچ و تاب رهتا هے ‏ ‏ آگ پر جوں کباب رهتا هے
دوستی جب کہ سانچ هوتی هے ‏ ‏ بے طرح اس کی آنچ هوتی هے
سینہ و دل جلا هی جاتا هے ‏ ‏ هاتھہ سے جی چلا هی جاتا هے
میرے صاحب کی یہ غزل هے گی ‏ ‏ دیکھنا کیا هی بے بدل هے گی

غزل لہ مدظلہ

آتش عشق جی جلاتی هے ‏ ‏ یہ بلا جان هی پر آتی هے
تو هے اور سیر باغ هے هر وقت ‏ ‏ داغ هیں اور میري چھاتی هے
شام بھی هوچکی کہیں اب تو ‏ ‏ آشتابی کہ رات جاتی هے
کچھ مناسب نہیں هے کیا کہئے ‏ ‏ جی میں جو جو کچھ اپنے آتی هے

تک خبر لے کہ ہر گھڑی ہمکو　　اب جدائی بہت ستاتی ہے

درد اس کو بھی دید کرلیجے
نو جوانی یہ مفت جاتی ہے

جاچکے دن نشاط کے جو تھے　　زندگی کی بساط کے جو تھے
عمر بھر جو کبھو نہ دیکھا تھا　　دل میں اس کا نہ کچھ پریکھا تھا
کبھو گذرے نہ تھا گمان کے بیچ　　کچھ نہ تھا وھم فہم دھیان کے بیچ
تیری دولت، وو مجھ پہ بیتے ھے　　یہ مصیبت اتھائیے تا کے
روز و شب خون دل ھی پیتا ھوں　　قہر اوس پر یہ ھے کہ جیتا ھوں
اس قدر اب تو گھٹ گیا ھے دل　　سب طرف سے ھی چھٹ گیا ھے دل
نرھا لطف زندگانی کا　　کچھ نہ پایا مزا جوانی کا

غزل

صرف غم گشت نو جوانیء ما　　ننگ مرگ است زندگانیء ما
تو کجا و رقیب تیز کجا　　دشمن ما است زندگانیء ما
سختی دل تراست گرچہ فزوں　　کم ازاں نیست سخت جانیء ما
بلبل ازدست گلرخاں فریاد　　یک دو نالہ ھم از زبانیء ما
نکنی باز قصد جان کسے　　دادۂ داد جانفشانیء ما
نشود وا دل ملول اثر　　رفت ھنگام شادمانیء ما

نالہ از سینہ تالبلب نرسید
اینقدر ھست ناتوانیء ما

غزل

صرف غم ھم نیں نو جوانی کی　　واہ کیا خوب زندگانی کی
اپنی بیتی اگر میں تجھسے کہوں　　بات نبڑے نہ اس کہانی کی
تیرے داغوں کی اے غم الفت　　خوب ھم نے بھی باغبانی کی
جوں نگہ دل گیا ھے آنکھوں کی راہ　　گرچہ ھم نیں نگاھبانی کی
کس کے ھاں تم کرم نہیں کرتے　　کبھو ایدھر نہ مہربانی کی
اپنے نزدیک درد دل میں کہا　　تیرے نزدیک، قصہ خوانی کی

هرزہگوئی سے مجکودی ہے نجات ہے گی. مدت یہ بے زبانی کی
نہیں طاقت کہ دم نکل سکوں اب یہ نوبت ہے ناتوانی کی
اثر اس حال پر بہی جیتا ہے
کیا کہوں اس کی سخت جانی کی

بیان حالات ھجر و وصال بطریق اجمال و دعاے خیر در ھر حال

آہ وہ بہی تو ایک موسم تھا نہ ہمیں فکر تھا * نہ کچھہ غم تھا
روز و شب بیخبر گذرتے تھے نہ کبہو کوی فکر کرتے تھے
جانتے بہی نہ تھے جفائے فلک مانتے بہی نہ تھے دغائے فلک
کہ یہ موذی بڑی ملامت ہے یہ جو اُلٹا تو پہر قیامت ہے
ایسے طالع الٹ ہی جاویں گے رات دن یوں پلٹ ہی جاویں گے
گرم و سرد زمانہ دیکھا نہ تھا کچھہ کسو چیز کا پریکھا نہ تھا
رات دن بسکہ وصل باہم تھا عمر ساری خوشی کا ایک دم تھا
کب تھی بوس و کنار سے فرصت اور دیدار یار سے فرصت
جانتے بہی نہ تھے کہ غم کیا ہے بیوفائی جفا ستم کیا ہے
دن برائی کے کیسے ہوتے ہیں دکھہ جدائی کے کیسے ہوتے ہیں
بیوفائی بہی یار کرتا ہے کچھہ برائی بہی یار کرتا ہے
ھجر کی راتیں کیسی ہوتی ہیں روز بد باتیں کیسی ہوتی ہیں
کیسی ہوتی ہے دن کی بیتابی کیسی ہوتی ہے شب کی بیخوابی
کس طرح انتظار مارے ہے کس طرح اضطرار مارے ہے
کس طرح دل کا چین جاتا ہے کیونکہ رونا چلا ہی آتا ہے
کس طرح دل کے تکڑے ہوتے ہیں لہو کے آنسوؤں بہی روتے ہیں
کس طرح دل اُداس رہتا ہے کیوں کے جی بیحواس رہتا ہے
کس طرح انتظار ہوتا ہے کیوں کے دل بیقرار ہوتا ہے
کس طرح جی چلا ہی جاتا ہے کس طرح دل جلا ہی جاتا ہے

---

* (ن) تھے

کس طرح سینہ چاک ہوتا ہے / کیوں کے دل جل کے خاک ہوتا ہے
ہجر میں کوی کیونکہ رووے ہے / کچھہ جدائی بھی چیز ہووے ہے
بات ساری یہ تیری دولت تھی / کہ شب و روز تجھسے صحبت تھی
تو میسر تھا ہر گھڑی ہردم / صحبتیں کس طرح کی تھیں باہم
یاد آتی ہیں تیری سب باتیں / کیا ہوے دن وو کیا ہوئیں راتیں
ہیں تیری مہربانیاں مجھہ پر / کی ہیں کیا حکمرانیاں مجھہ پر
مجھسے بے قدر کی قدر دانی / تونیں جو جو کہی میں نے سب مانیں
یہ وفا داریاں کسو میں ہیں / ایسے غم خواریاں کسو میں ہیں
آشنائی کے معنی یے ہیں گے / با وفائی کے معنی یے ہیں گے
رات دن تجھہ پہ کس طرح نہ مروں / تجھہ پہ کیوں کر نہ جان صدقے کروں
تو سلامت رہے صدا پیارے / تجھسے ہی زندگانی ہے بارے
کیا دعا دوں تجھے کہ کیا کیا ہو / دوست تیرے ہوں تو ہو دنیا ہو

یاد دہانیدن عہد و پیماں بآں دوست دلستاں و یاد آمدن بعض حرکات و سکنات آں سراپا ادا و ناز و کشف دیگر نہفتہ راز و نیاز

یاد ہیں جو کئے تھے قول و قرار / قسمیں کیا کھائیں تھیں ہزاروں بار
عہد وپیماں ہوے تھے آپس میں / دوستی کی ہوئی تھیں سب رسمیں
کہنا تیرا وو عہد کر باہم / تو نباہے گا ، دیکھیں گے ، یا ہم
کس قدر ارتباط کرتے تھے / گرمیء اختلاط کرتے تھے
ایک دم بھی جدا نہ ہوتے تھے / ساتھہ کھاتے تھے ساتھہ سوتے تھے
غیر کو وہاں کہاں گذارا تھا / اور کا ہونا کب گوارا تھا
ہر گھڑی کیسی کیسی قسمیں تھیں / دوستی کی ہزار رسمیں تھیں
عاشق اپنے تئیں گناتے تھے / باتیں الفت کی جد سناتے تھے
کبھو روکر تو سچ جتاتا تھا / کبھو ہنس کر غلط بتاتا تھا

کبھو کہتا جوانا مرگ مروں
جیتے جی اپنے گر میں تجھسے پھروں

اپنے ایمان کی قسم کہا تا
یا میری جان کی قسم کہا تا

کبھو شاھد خدا کو کرتا تہا
سرپہ میرے تو ھاتہہ دھرتا تہا

اور موا منہہ کبھو دکھا تا تہا
اپنا حلوا کبھو کھلاتا تہا

کبھو کہتا مرا ھی پیوے لہو
نہ بتاوے مجھے اگر سچ تو

مجھہ برابر تو پیار کرتا ھے
میں توجی دوں ھوں توبھی مرتا ھے

یہی مجھسے تو روز لڑتا تہا
اور ھر دم یہی جھگڑتا تہا

ھے محبت تری زیادہ مجھے
میری الفت نہیں ھے اتنی تجھے

تہا ھمیشہ یہی گمان بد
اپنی رکھنا میری نرکھنا سند

خیر بس اپنی چاہ کے آگو
اور اپنی نباہ کے آگو

جانتا ھی نہ تہا تو چاہ مری
مانتا ھی نہ تہا نباہ مری

گر کسو کی کسو سے چاہ سنی
یا ذراسی بھی کچھہ نباہ سنی

بہت کر اوس کو مجھسے دہرانا
کہنا پھر کیا ھے تجھسے دھرانا

دیکھہ پریوں بھی چاہ کرتے ھیں
ویسے بد سے نباہ کرتے ھیں

اپنی قسمت ھی کچھہ نرالی ھے
دوستی یہ جو دل میں پالی ھے

اس نیں تجکو ذرا اثر نکیا
تیرے پیچھو میں اپنا جان دیا

دوستی کرنے کا مزا ھے یہی
دل تجھے دینے کی سزا ھے یہی

مجکو الفت جتا نہیں آتی
دل کی حالت بتا نہیں آتی

میری الفت یہ تیرے بہاویں نہیں
دوستی تیری میرے بہاویں نہیں

خیر باتیں جو تہیں سو تہیں پیارے
کہوں قصے کہاں تلک سارے

ایسی باتیں ہزار ھوتی تہیں
کیا کہوں بیشمار ھوتی تہیں

یاد مجکو تو ھیں وو باتیں سب
یاد تجکو بھی کچھہ رھی ھیں اب

بات تیرے سوا خوش آتی نہیں
اور کچھہ بات دل کو بھاتی نہیں

پہر پھر اب تیری باتیں یاد کروں
باتوں ھی باتوں دل کو شاد کروں

کیا کہوں تیری باتیں لاکہوں اب
جی میں تو نقش ھو رھی ھیں سب

خوبیاں تیری جی میں بیٹھہ گئیں
سو رچا سی یہ دل میں بیٹھہ گئیں

دل میں میرے بھرا خزانہ ھے
جس کا نے تہور نے ٹہکانا ھے

اب تو سن اور میں بیان کروں — پھر شروع اور داستان کروں

تیری وہ خوبیء ادا و ناز — تیری وہ خوش ادائی و انداز

ہائے رے تیری گرمیاں وے وے — سختیاں اور نرمیاں وے وے

کبھو شوخی میں آکے گرمانا — کبھو غربت سے تڑ کے نرمانا

کھل کے باتوں میں بڑہ نکل چلنا — اچھلے گھلے دماغ سے ھلنا

وہ تیرا ھنستے ھنستے رک جانا — منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپ جھک جانا

یاد ہے گھورنا وو تیوری چڑھا — دیکھ رہ جانا پھر وو نظریں ملا

وہ رسیلے گھلے ملے تیور — آشنا وے ملے جلے تیور

مسکرا کر وو منہ پھرا لینا — پیس کر دانت پھر دھرا لینا

کُھل کے باتوں میں تیرا گرمانا — رک کے پھر آپہی آپ شرمانا

دوستی دوستی میں لڑ پڑنا — سیدھی باتوں کے بیچ اڑ پڑنا

ہاتھ رکھنا وو گال پر تیرا — ناز کرنا وو چال پر تیرا

وہ تیرا بال کھول سلجھانا — موبمو دل انھوں میں الجھانا

بات کہنی وو ٹوک ٹوک تری — چلی جانی وو نوک چوک تری

ٹوکنا بازو سے سنبھل بیٹھو — کیوں کے بیٹھے ہو اپنے بھل بیٹھو

وہ تری چھیڑ بازیاں ہردم — وہ ترے نتھنے پھڑکنا کم کم

وہ ترا بیحجاب مل جانا — وہ تیرا آپہی آپ شرمانا

بات کہتے خفیف ہوجانا — پھر بگڑ کر حریف ہو جانا

وہ تیری چلبلائیاں ہردم — وہ تیری اچپلائیاں ہردم

ملنے جلنے میں مفت لڑ پڑنا — بات ناحق اُلٹ کے اڑ پڑنا

بات نظروں سے دل کی پا جانا — نانہہ کرنے کو سر ہلا جانا

ھنس کے کہنا ترا مجھے پیارے — مرد اپنی غرض کے ہیں سارے

نکلے جانا تڑپ کے ھاتھ سے ووں — ٹھہر جانا کبھو وو جوروں کے تور

بات ٹھہرا کے پھر مچل * جانا — عین اس وقت پر مچل جانا

باز آنا نہ زور کرنے سے — چپکے رہنا نہ شور کرنے سے

پہلے شیخی سے آ ورے ہونا — بھاگ کر پھر وہیں پرے ہونا

سب دیے پر تو وعدے کر جانا — لیک وقت آئے پر مکر جانا

وقت کے وقت وہ ڈرے جانا — دشمنوں کا ترے مرے جانا
وہ ترا دونوں ہاتھ کرکے ارت — میری رانوں پہ رکھہ بچانا چرت
دامن ایدھر ادھر سے لے آنا — ڈھانپتے ڈھانپتے میں کھل جانا
سنیو تک شعر میرے حضرت کے — کیا مطابق ہیں رنگ صحبت کے

غزل لہ مد ظلہ

ہر گھڑی ڈشانہنا چھپانا ہے — اور غرض نونہو دکہانا ہے
وصل سے بھی تو سیری ہوتی نہیں — کہیں اس بت کا تھکنا ہے
دل لگاو کہ یا گلے ہی لگو — داؤ ہی لگئے جو لگانا ہے
ترچھی نظروں ہی دیکھنا ہردم — یہی ایک بانکپن کا بانا ہے
یہی اپنے بھی گوں کی باتیں ہیں — آہی جانا جدھر کو آنا ہے
واہ رے یہ زبان کی تیزی — ہر طرف کچھ نہ کچھ سنانا ہے

دیکھیو کیجئو نہ بیدردی
درد کو بھی تو منہ دکھانا ہے

پھر تری وہی باتیں یاد دلاوں — بات میں بات اور کچھ نہ ملاؤں
ہتھا پائی سے ہانپتے جانا — کھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا
ہاتھہ پاؤں کرخت کرلینا — پھر کبھو جی کو سخت کرلینا
وہ سراپا عرق عرق ہونا — اور بے اختیار ہو رونا
سانس اوپر کو پھر اچھل جانا — بے طرح تلملا کے ہل جانا
وہ ترا روٹھہ کر نہ کرنا بات — چھاتی پر مسکرا کے مارنا لات
دمبدم وہ ترا تھکے جانا — سہج کی بات میں چھکے جانا
پھیرنا وہ ادھر ادھر منہ کو — مسکرادینا دیکھہ کر منہ کو
وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا — وہ ترا جیب کا لڑا دینا
وہ ترا پیار سے لپٹ جانا — اور دل کھول کے چمٹ جانا
وہیں گھبرا کے پھر جدا ہونا — ملتے جلتے میں رک خفا ہونا
وہ تیرا ریجھہ کا بچا جانا — لطف کے اپنی گوں بچا جانا

کہے دینا وو تیری چتون کا — کہ سراہے ہے کھاؤ دشمن کا
وہ ٹھٹکنا دماغداری سے — پھر بلکنا وو آہ و زاری سے
ہولے ہولے پکارنے لگنا — ڈھیلے ہاتھوں سے مارنے لگنا
منہ سے کچھ کچھ پڑے بکے جانا — چھوٹ جانے کے گوں تکے جانا
نیک کے کہنا خدا کے واسطے چھوڑ — نیند آئی ہے اب مجھے نہ جھنجھوڑ
منتیں سب تمام کرلینا — پانوں پڑنا سلام کرلینا
ڈر کے مارے وو کانپنے لگنا — منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپنے لگنا
وہ ترا واشگاف ہو جانا — پھر وہ لڑ بھڑ کے صاف ہو جانا
مار پیچھو سنوار ہے سو یہی — لڑنے بھڑنے میں پیار ہے سو یہی
یاد ہے اپنی وہ بھلی صورت — خوب لگتی ملی دلی صورت
وہ ترا ڈھیلے چھوڑنا بے بس — وہ تیرا سست ہو کے کہنا بس

ذکر بعض کلمات و حرف و حکایات راز و نیاز
زبانی معشوقۂ خوش انداز سراپا ناز

کچھ تیرے دھیان میں وو راتیں ہیں — یاد تجھکو بڑی اپنی باتیں ہیں
ناک میں بولنا وو ماندے ہو — وہ غنیدی سے کہنا دیکھو تو
بات باقی رہی نہیں اب تو — رات باقی رہی نہیں اب تو
کہیں تیری یہ بات نبڑیگی — یا یونہیں ساری رات نبڑیگی
مجھ میں باقی کچھ اب تو بات نہیں — صبح بھی ہوچکی ہے رات نہیں
کہیں اب تو خدا سے ڈر بس چھوڑ — ہاتھ اس سختی سے مرے نمروڑ
چوڑیاں دیکھ میری پھوٹیں ہیں — اور گہنے تمام ٹوٹیں ہیں
اب یہ آفت کہاں کی ٹوٹ پڑی — سر سے پاؤں تلک جو لوٹ پڑی
دیکھ اب آگے مار بیٹھوں گی — یا کسو کو پکار بیٹھوں گی
آدمی کی جو ریخ نکلے گی — منہ سے کیونکر نہ چیخ نکلے گی
تیری خاطر سے بات کرتی ہوں — جان سے اپنے ورنہ مرتی ہوں
نہیں معلوم تو ہے کون بلا — یاد رکھنا یہ اپنی بات بھلا
کبھو پھر بھی تو کام ہووے گا — دیکھیو کون ساتھ سووے گا

واہ کیا خوب محرم تن ہے / جان کا میری تو تو دشمن ہے
جی مرا دشمنی سے خیر لیا / تونیں مجھسے کہاں کا بیر لیا
تیرے ملنے کی بس سزا ہے یہی / دوستی کرنے کا مزا ہے یہی
مرد کی ذات بیوفا ہے گی / ان کے ملنے میں سب دغا ہے گی
دیکھیں جینا کسو کا نے مرنا / ان کو اپنی ہنسی خوشی کرنا
تیرے پاؤں پڑوں ہوں جانے دے / ٹک میرے دم میں دم تو آنے دے
ہائے اللہ اب تو جان چلی / نہیں لگتی ہے کوئی بات بھلی

اختصار نمودن سخنان کیفیت صحبت نازنین محجوب
و عذر تقصیر گستاخیہائے عالم خواب و خیال
از محبوب

قصہ کوتاہ تیری باتیں سب / کہی جاتی ہیں کوئی مجھسے اب
کومیں دہرائی تیری کچھہ کچھہ بات / کہی جاتی ہیں کوئی وہ حرکات
کس طرح وے ادا و ناز کہوں / اور کیا کیا نہفتہ راز کہوں
بات منہ کی تیری تجھی سے بنے / لیک کہنا تجھے مجھی سے بنے
اپنی باتیں تو آپ جانے ہے / دل ترا اس کو خوب مانے ہے
جھوٹ اسمیں جو ہو بتا دیجو / گر کہا ہو غلط جتا دیجو
پھر ترے منہ سے تجکو سنواوں / اب اکیلے اگر تجھے پاؤں
افترا ہے نہ تجھ پہ ہے بہتان / ہو چکی بات کا برا مت مان
دیکھہ تو اب کہاں وو باتیں ہیں / گئیں گذریں کدھر وو راتیں ہیں
بسکہ دنیا تمام خواب سی ہے / جلوہ گر وہم میں سراب سی ہے
خواب غفلت میں سو گیا تھا میں / سخت بیہوش ہو گیا تھا میں
وصل کا میں نیں خواب دیکھا تھا / سو بایں آب و تاب دیکھا تھا
خواب تھا یا خیال میرا تھا / جھوٹ سچ احتمال میرا تھا
روز ہجر انیں آ جگایا ہے / خواب تھا وہ یہ اب سمجھایا ہے
وہ شب وصل خواب تھی کہ خیال / خوب اس کا کھلا نہیں احوال
باتیں کچھہ کچھہ جو اسکی یاد رہیں / تیرے آگو میں دوست جان کہیں

جی میں اپنے برا نمانیو تو — خواب کی بات سچ نجانیو تو
رات دن دل میں جسکے جو کہ بسے — وهی سپنے کے بیچ آ کے دسے
بخشیو دل سے جو هوئی تقصیر — کچھہ بھلی سی هی دیجیو تعبیر
تک ادھر آ مجھے جتا جانا — اس کی تعبیر کچھہ بتا جانا
تیری باتیں جو یاد آتی هیں — جی کو میرے لئے هی جاتی هیں
گذری باتوں کو اب تو چھیڑ نہیں — قصة العشق کو نبیڑ نہیں
تیری باتوں کو تو نہیں هے تمام — آہ کیونکر کروں میں ختم کلام
شوق نیں تیرے یہ بکایا هے — منہ پہ جوجوکچھہ اب یہ آیا هے
خواب تھی یا کوی کہانی تھی — بات کیا جانے کیا دوانی تھی
مجکو اسمیں معاف رکھئے گا — جی کو ایدھر سے صاف رکھئے گا
ظاهرا تونیں اتنا هی سن کر — سخت بگڑا نپٹ هی جل بھن کر
یوں کہے هے تو آ جلال کے بیچ — مجکو حاضر سمجھہ خیال کے بیچ

" مقولہ معشوقۂ سراپا حجاب بعتاب و خطاب "

یاد رکھنا بھلا تو میرے حریف — جیسا تونیں کیا هے مجکو خفیف
خوب تونے مجھے خراب کیا — دل جلا کر مرا کباب کیا
شرم سے مجکو پانی پانی کیا — بیحیائی میں اپنا ثانی کیا
سر سے پاوں تلک میں آب هوئی — سب کی نظروں میں کیا خراب هوئی
نہ رهی آبرو میری اب تو — هوئی حاصل خوشی تیری اب تو
تو سہی بدلہ اس کا میں بھی لوں — توبھی جانے کہ میں بھی کوی هوں
نہ رهوں پھر میں تیرے ساتھہ کبھو — دیکھیو اب نہ آؤں هاتھہ کبھو
پھر تیرے ساتھہ اب نہ بولوں میں — بات دل کی کبھو نہ کھولوں میں
میری باتوں کے طعنے دیتا هے — مجکو خفت تو یعنے دیتا هے
یاد رکھنا یہ اپنی باتیں سب — مجھسے ملنا تو اسطرح پھر اب
هے تیری موت بس یہی تھوڑی — آج سے میں وو بات سب چھوڑی
اب تو هاں کبھو نہ بات کروں — تجسے صحبت نہ دن نہ رات کروں
بات آپس میں جوکہ هوتی هے — کیسی هی اچھی گو کہ هوتی هے

پر اوسے ذکر بیچ لاتے نہیں
دوست دشمن کو وہ سناتے نہیں

نہ کہ پوشیدہ حرف راز و نیاز
کہیے یوں عالم آشکار آواز

اتے پتے بکھانئیے اوسکے
اور رگ ریشے چھانئیے اوس کے

ایک تو آپ تھا خدائی خراب
کیا مجھکو باشلائی خراب

میرے احوال کی یہ رسوائی
تو نیں کہہ کے سبھی کو سنوائی

شوق نامہ تیرا جلا دوں میں
پھاڑ کر خاک میں ملادوں میں

دل میرا جسسے ان نیں چاک کیا
جی جلا کر تمام خاک کیا

تن بدن سب پڑا دھکتا ہے
شعلہ سر تا بپا لہکتا ہے

سارے سینہ میں آگ بھڑکے ہے
کیا کہوں کیسی چھاتی دھڑکے ہے

میری خوبو کا تو نیں ڈر نہ کیا
اس طرح جو کیا مجھے رسوا

تجکو میرا مزاج یاد نہیں
کل تو تھا یاد آج یاد نہیں

خیر بہتر بھلا نہ یاد رہے
دل تیرا اس گھڑی تو شاد رہے

نت پر اس شادی کی نباہ کرے
میری آیندہ پھر نچاہ کرے

یہ نہیں دم میں کر کڑا نے لگے
پانوں پڑ پڑ مجھے اڑا نے* لگے

جی پہ رکھوں سو وہی کر گذروں
آڑوں جس بات پر تو مر گزروں

یاد رکھیو بس یہ سو کی ایک کہی
بات اب مجکو تجسے کچھہ نرھی

سینہ جل بل کے سب ہوا ہے داغ
نہیں بک بک کا اب زیادہ دماغ

مجکو باتیں بنا نہیں آتیں
ہر کسو کو سدا نہیں آتیں

جی میں آتی ہے سو طرح سے لہر
بس میرا صبر اور خدا کا قہر

مقولہ عاشق بیتاب در جواب معشوق پر عتاب وسخنان حریفانہ ظریفانہ

میرے کہنے کا کچھہ برا مت مان
دوستی کو تو دشمنی مت جان

حیف تو بھی اگر برا مانے
میرا کہنا برائی سے جانے

نہیں کہتا ہوں کچھہ برائی سے
بات نکلے ہے آشنائی سے

تو نیں اُلٹا اسے خیال کیا
کچھہ برائی کا احتمال کیا

---

* ستانے

واہ میں اور برائی تیری کہوں ۔ آہ میں اور برائی تیری کہوں
خیر میں اور تجھے خراب کروں ۔ یا جلا کر تجھے کباب کروں
واہ کیدھر تیرا گیا ہے خیال ۔ تجکو وو کہونگا ہے یہ میری مجال
میں جو کرتا ہوں صاف مدح صریح ۔ تو سمجھتا ہے اوس کو ہجو ملیح
نیک ہوکر تو بد خیال کرے ۔ الٹے برعکس احتمال کرے
میں تیرا ذکر خیر کرتا ہوں ۔ یا کہ مذکور غیر کرتا ہوں
ہوں ثنا خواں تیری بھلائی کا ۔ نہیں خواہاں میں کچھہ برائی کا
ہے یہ مذکور ناز محبوبی ۔ سر بسر خوشنمائی و خوبی
کچھہ برائی تیری نہیں اس میں ۔ دیکھہ تو ہیں یہ خوبیاں کس میں
نہ ہمیں عشوہ و ادا دارد ۔ دلبری کار و بارہا دارد
ہیں جو کچھہ خوبیاں خدائی کی ۔ دلبری اور دلربائی کی
جمع تجھہ میں ہوی ہیں آکر سب ۔ پر میرے ساتھہ بھی ملا کر اب
صرف صورت پہ دل نہیں میں دیا ۔ تیری ان باتوں نیں ہے چھین لیا
اور تو سب طرح بھلا ہے تو ۔ کیا کہوں میں غرض بلا ہے تو
ایک تجھہ میں یہی برائی ہے ۔ کہ گوارا تجھے جدائی ہے
ہیلگی ساری برائیاں اس کی ۔ دیکھہ تقصیر ہے بھلا کس کی
جب کہ تو میرے پاس رہتا تھا ۔ کب کسو سے میں بات کہتا تھا
اب اکیلے میرا رکے ہے دم ۔ حرف نکلے ہے منہ سے بیش و کم
اپنی مقدور تک نہیں کہتا ۔ اور بھی دور تک نہیں کہتا
پھر دل بیقرار ہوتا ہے ۔ سخت بے اختیار ہوتا ہے
مجھہ میں تمکین و بردباری کہاں ۔ صبر و تسکین و راز داری کہاں
دل میں میرے بھرا ہے جوش و خروش ۔ رہنے دیتا نہیں مجھے خاموش
کچھہ برائی سے میں نہیں کہتا ۔ دل بے صبر چپ نہیں رہتا
ذکر تیرا ہزار طور کروں ۔ یہ کہاں ہوش ہے جو غور کروں
حرف گیروں سے احتراز رہے ۔ نکتہ چینوں سے خفیہ راز رہے
ہوں دوانا خراب سودائی ۔ عقل و عیاری میں کہاں پائی
شوق میں بسکہ تیرے رہتا ہوں ۔ جی میں جو آتی ہے سو کہتا ہوں

بات میں ہر طرح سے نامقدور | لا ملانا مجھے تیرا مذکور
دمبدم ہر سخن میں تیرا نام | اب تو میرا ہوا ہے تکیہ کلام
پہر میں اپنی خوب جانتا ہوں | آپ ہو کر میں ڈوب جاتا ہوں
گر بخود * آکے سر نکالوں ہوں | بات تو پھیر کر سنبھالوں ہوں
لیک اب تو کہاں سنبھلتی ہے | منہ سے پھر پھر وہی نکلتی ہے
آتش عشق کیونکے ہو خس پوش | شمع سوزاں نہ رہ سکے خاموش
سوز دل نکلے ہے زباں سے میرے | حرف پکڑو نہ اب بیاں سے میرے
چپ رہوں تو نہیں ہے ضبط سخن | گر کہوں تو کدھر ہے ربط سخن
مجھسے کچھ بات بن نہیں آتی | بنتی تو ہاتھہ سے تو کیوں جاتی
اب نہ جی ہی سکوں نہ مرہی سکوں | رہ سکوں چپ نہ بات کرہی سکوں
اس پہ کرتے ہو میرے ساتھہ بگاڑ | کیا لگا ہے یہ تیرے ہاتھہ بگاڑ
سچ ہے تقصیر وار ہوں پیارے | لیک بے اختیار ہوں پیارے
نہ تحمل نہ صبر ہے نہ سکوں | ضبط چاہوں کروں تو کر نہ سکوں
میں کہاں اور کہاں شکیبائی | تیری تقلید کس کو بن آئی
تجکو آسان ہے مجھے مشکل | نہ پڑی کیا کہوں تجھے مشکل
میں نہیں پایا کہاں ترا ساضبط | مجھ میں ہے سر بسر جنون وخبط
حوصلہ تیرا سا کہاں پاؤں | سخت پتھر کہاں سے دل لاؤں
نہیں یہ بات تجھ پہ ہی موقوف | ہیں بایں وصف سب زنان موصوف
کیاکہوں عورتوں کی مضبوطی | اور اُن کے دلوں کی ثابوتی
کیا خدانے دیا ہے ان کو ہوش | کوئی دیکھے نہ کرتے جوش و خروش
ہے بڑی انمیں خویشتن داری | وقت رغبت بھی رکھیں بیزاری
رازدل دوست سے نہ کہولیں کبہو | آپ منہ پھوڑ کے نہ بولیں کبہو
کثرت شوق سے اگرچہ مریں | گھر سے باہر کبھو نہ پانوں دھریں
کبھو ملنے کو یہ نہ دوڑ پڑیں | بلکہ ہر ہر قدم پہ اور اڑیں
شوق اُن کا کبہو نہ ہو معلوم | ذوق اُن کا کبہو نہ ہو معلوم

---

* (ن) آپ خود

دوست سے دوستی چھپاتی رہیں ۔ اور الٹے اسے ستاتی رہیں
اپنے بس تک کسی ء ربط کریں ۔ جی کو بڑھنے نہ دیویں ضبط کریں
رغبت اپنی کبھو جتاویں نہیں ۔ الفت اپنی طرف بتاویں نہیں
گرچہ ملنے کو دل میں چاہا کریں ۔ پر نہ ملنے پہ عجز وھاھا کریں
چاہ اپنی کو یہ چھپاتی رہیں ۔ دشمن اپنے تئیں بتاتی رہیں
دل میں ان کے نہیں ہے جوش وخروش ۔ نقش تصویر سی رہیں خاموش
چپکے بیٹھی رہیں فراق کے بیچ ۔ پتلیاں جوں دھریں ہوں طاق کے بیچ
گرچہ دل سے ہزار عاشق ہوں ۔ دوستی میں کسو کی صادق ہوں
دل و جان کو نثار کرتی ہوں ۔ ایسی باتیں ہزار کرتی ہوں
الفت ان کی دلی نہ ظاہر ہو ۔ نہ ہویدا ملال خاطر ہو
کہیں ظاہر نہ ہووے عشق ان کا ۔ حسن اُن کا نہ کھووے عشق ان کا
اور اپنے تئیں بنایا کریں ۔ جلوہ پردازیاں دکھایا کریں
گو مریں دل میں بے قراری سے ۔ کام رکھیں نہ آہ و زاری سے
نہ گریباں کبھو کریں ہیں چاک ۔ نہ کبھو اپنے سر پہ ڈالیں خاک
نہ کبھو یہ جگر خراش کریں ۔ نہ کبھو سر کو پاش پاش کریں
نہ انہیں انتظار مارے ہے ۔ نہ انہیں ہجر یار مارے ہے
ہجر میں بھی نہ ہوں خراب احوال ۔ بلکہ افزوں ہو اُن کا حسن وجمال
ہر گھڑی سو طرح بناؤ کریں ۔ کیسی ہی مرتی ہوں سبھاؤ کریں
آپ مردوں کو لاکھوں باتیں کہیں ۔ ایک ان کی کہی ولے نہ سہیں
جس کو چاہیں اسے ستایا کریں ۔ اور موذی اسے بتایا کریں
اپنے ہم مشربوں میں گر بولیں ۔ خیر اس کی برائیاں کھولیں
اپنی بیزاریاں دکھاتی رہیں ۔ اس کی بیصبریاں سناتی رہیں
الفت اس کی طرف بتایا کریں ۔ دوستی اپنی کو چھپایا کریں
کب یہ عاشق کا نام لیویں ہیں ۔ گر کوئی لیوے گالی دیویں ہیں
جب کہیں ذکر آوے چپ جاویں ۔ جھوٹی قسمیں ہزارہا کھاویں
جو کریں ذکر اوس سے ہوں بیزار ۔ عوض اقرار کے کریں انکار
دوستی گرچہ ہو مکر جاویں ۔ سو طرح پوچھو تو نہ بتلاویں

دشمن اپنے تئیں بتاتی رهیں
بات برعکس هی جتاتی رهیں

یه کبهو دوست کو نه یاد کریں
خاطر اوس کے نه یوں بهی شاد کریں

جتنا ان کے لئے هو وه بد حال
اوسقدر یه نکالیں حسن و جمال

غائبانه کبهو نه ذکر کریں
نه کبهو وصل کی هی فکر کریں

اتفاقاً اگر بهٔ ندرت هو
که کسو کو کسو سے الفت هو

اور غربت سے وه نباه کرے
مرد کے ساتهه جی سے چاه کرے

آگے پیچهے وو صاف رهتی هو
بات دل کی درست کهتی هو

ان کے نزدیک وه نهیں هے خوب
سب کی نظروں میں بلکه هو معیوب

جب ملیں اوس سے ننگ و عار کریں
اوس کو رسوا ذلیل خوار کریں

آپ اس راه میں نه پانو دهریں
اور الٹے اوسی کو نانو دهریں

طعن تشنیع بولی ٹهولی کریں
مسخرا جان کر ٹهٹهولی کریں

بولیاں سو طرح سے ماریں اوسے
خیلا بیهوش کهه پکاریں اوسے

کهیں اوس سے پناه مانگئے اب
نهیں رنڈی * یه هے خدا کا غضب

نام عورت کا خوار کرتی هے
مرد کے پیچهے دیکهو مرتی هے

الغرض باتیں ان کی کیا کیا کهوں
خیر بهتر یهی هے چپ هی رهوں

نهیں لازم کهوں میں تیرے حضور
ڈرتے رهنا هے مجهکو تجهسے ضرور

پر کهیں مجهسے تو بگڑنے لگے
طرف اون کی پکڑ کے لڑنے لگے

دو کینا سمجهے اس حکایت کو
کهیں اوٹهے نه تو حمایت کو

پهر مقدر تو خیر خواه سے هو
عذر بدتر کهیں گناه سے هو

قصه کوتاه هیں یه سنگدلاں
دشمن عقل و هوش آفت جاں

ان کے هاتهوں کوئی نه چهوٹ سکے
کچهه کریں دل نه ان سے ٹوٹ سکے

جو یه چاهیں انهیں دیا کیجے
لطف جب چاهئے لیا کیجے

حوصله سے زیاده پاتی رهیں
خوب اپنے تئیں بناتی رهیں

حد سے افزوده خرچ پایا کریں
جو یه چاهیں سو خوب کهایا کریں

دیکهه تک غور کر جهاں کے تئیں
صرف الفت سے بات بنتی نهیں

---

* قدیم اردو میں رنڈی کے معنے عورت کے تهے —

نان نفقہ انہیں دیا کیجے خواہش ان کی جو ہو کیا کیجے
نہیں بنتی بلا دئے ان کے پیٹ بھر پیٹ لادئے ان کے
وقت پر کیسے کام آتی ہیں کام یہ تو تمام آتی ہیں
کوئی جاگہ نہیں ہیں ناکاری کام کی ہیں یہ سر بسر ساری
نہ کبھو نام لیجئے ان کا ان سے بس کام لیجئے ان کا
ساری مجلس کی خوشنمائی ہیں دیکھنے کے لئے بنائی ہیں
لا نہ اُن کی برائیوں کا خیال دل میں رکھہ خوشنمائیوں کا خیال
دیکھہ ان کو بغور بات نہ کر ساتھہ ان کے کچھہ اور بات نہ کر
نہیں گفت و شنید کے قابل صورتیں ہیں یہ دید کے قابل
بات سمجھیں نہ سمجھیں لطف کلام دیکھئے اور کیجے اِن کو سلام
ہیں سبھی بد گمان اور کج فہم جاوے اُلٹے طرف ہی انکا وہم
نہیں انکو کسو کی بات کا پاس اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس
عورتیں گو ہزار ہوں قابل شعر کا لطف انہیں نہو حاصل
سوجھہ اُن کو نہ کچھہ لطائف کی بوجھہ اُن کو نہ کچھہ ظرائف کی
کب یہ سمجھیں ہیں بات کا انداز کب یہ پہچانیں حرف راز ونیاز
نہ یہ نافہم بات کو سمجھیں اور نہ اوس کے نکات کو سمجھیں
گو کہ ہوں دوست پر نہیں ہے ضرور شعر کوئی پڑھے انہوں کے حضور
کچھہ نہ مضمون و معنی پاویں یے بات دل میں کچھہ اور لاویں یے
ہے نپٹ شعر عاشقانہ ذلیل شوخ مضمون ہے بدی کی دلیل
ہیں خیالات شعر خبط وجنون یاد ہد ہجر ہے یا برا ہے شگون*
اور اسی قسم کے ہیں بعضی مرد بدگماں نکتہ چیں بڑے† بیدرد
عاشقانہ سخن کو جانتے نہیں عاشقوں کا کلام مانتے نہیں
دل بدل نے کسو سے راہ انہیں واقعی نے کسو سے چاہ انہیں
کیا یہ جانیں دلوں کے لاگ چپیٹ یونہیں ہر بات میں کریں ہیں کھچیٹ
نہ کسو سے یہ صاف رہتے ہیں نہ کبھو یہ خلاف رہتے ہیں

* دونوں نسخوں میں یہ مصرعہ اسی طرح لکھا ہے۔ کتابت میں کچھہ غلطی ہوگئی ہے۔ † نرے

نام سے عورتوں کے ھیں بیزار | سو مزاجی کا ان کو ھے آزار
نیک سے نیک گرچہ ھووے زن | رھیں اوس سے پر آپ یہ بد ظن
شعر سے نے مناسبت ان کو | نہ کسو سے موافقت ان کو
بات کچھہ ھو یہ سب سمجھتے ھیں | وھی حبشی کا شب سمجھتے ھیں
ھو سکے کب کسو سے اس کا علاج | ان کا خلقی یونہیں بنا ھے مزاج
نہیں یہ نیک مرد بدظن ھیں | تنگ دغا باز چور رھزن ھیں
انکی خدمت میں التماس کروں | کب تلک ڈر کے مارے پاس کروں

دشمنی پر ھے زاھد مرتاض
کوئی رندوں سے پیش جاتی ھے
زور تھوڑا ھے اور غصہ بہت
مار کھانے کی یہ نشانی ھے

زاھدا سو طرح سے کر تلبیس | پر گنہگاروں کو نہ اتنا پیس
مت عبادت پہ اپنے بھولیو تو | "انا خیر" سمجھہ نہ پھولیو تو
ھم گنہگاروں سے تو گو ھے جدا | ھے یہ بے عیب صرف ذات خدا
عجب و پندار مت کر اے زاھد | شعر حضرت ھیں بات پر شاھد

لہ مد ظلہ

ھنرت عیب چونکہ در نظر است | دیدن عیب خویشتن ھنر است

و لہ

مت عبادت پہ بھولیو زاھد
سب طفیل گناہ آدم ھے

یہی تجھہ سے سوال ھے پیارے | تک سمجھکر جواب دے بارے
یہ جو بالا ھوی سمجھہ کی شرح | کیا بدلا ھے یہی تیری بھی طرح
مجکو تیرا مزاج ھے معلوم | تجکو میرا مزاج ھے معلوم
تو تو ان باتوں سے برا مت مان | میرا کہنا برائی سے مت جان
نکتہ رس شعر فہم تھا تو تو | بات سمجھے تھا خوب آگو تو
اب خدا جانے کیا یہ تجکو ھوا | بات الٹی طرح سمجھنے لگا

ہاں مگر ڈر کے بد گمانوں سے
کہ یہ قابل نہیں سنانے کے

جی میں وسواس تیرے آیا ہے
اس لئے اتنا غصہ کہایا ہے

یا کہ ہم صحبتوں نیں شرمایا
تجھکو غصہ میں اور گرمایا

غیر بھی کچھ تجھے بڑھاتے ہیں
ذکر کو بات کو بڑھاتے ہیں

خیر مرضی اگر ہے تیری بھی
نہ کہوں گا پھر اب کبھی سو کبھی

غم کو دل میں ہی اپنے پالونگا
حرف منہ سے نہ کچھ نکالوں گا

شوق کی باتیں اب کہیں نہ کہوں
یاد میں تیری دم بخود ہی رہوں

نہیں کہنے کا حرف راز و نیاز
لیک اتنا سمجھ تو اے طناز

وصف تیرا میں کس طرح نہ کروں
زیست معلوم خیر پھر تو مروں

بات جو ہوسکے سو تجسے کہوں
پھر نہ بگڑے بھلا تو مجسے کہوں

بند اسرار سے زبان کروں
حسن ظاہر تیرا بیان کروں

حسن تیرا کہ سب پہ ظاہر ہے
دوست دشمن کے نقش خاطر ہے

جس کو تو بھی چھپا نہیں سکتا
جسے رہتا ہے ہر کوئی تکتا

یہ تو پیارے خدا کی بخشش ہے
نہ تری ساخت ہے نہ خواہش ہے

تیری صورت نظر سے ٹلتی نہیں
جی میں بیٹھی ہے اب نکلتی نہیں

تیری تصویر دل میں رہتی ہے
میری سنتی ہے اپنی کہتی ہے

بے سروپا کہاں تلک بولوں
بے سرشتہ میں بات کو کھولوں

باتیں کیا کیا میں یاد کرکے مروں
بس سراپا تیرے کا وصف کروں

تعریف و توصیف سراپائے محبوبۂ صاحب جمال
معہ پریشانی حال محب خراب احوال

میں نیں تصویر تری کھینچی ہے
تو بھی آ دیکھ ٹھیک ایلچی ہے

نظر آتا ہے سر سے پانوں تلک
عضو عضو بدن جدا ہر یک

بلکہ ظاہر ہے سب ادا و ناز
اور ہر ایک بات کی پرداز

آگو دھر دیکھ دل کا آئینہ
ہے میرا سینہ صاف بے کینہ

نا دکھاوے تجھے تیری صورت
قدرت حق ہے یہ بھی ایک مورت

بت پرستوں کے بھی ہے حق بطرف
جبکہ صورت کو یوں دیا ہو شرف

تیری صورت رهے هے اب دل میں
بیٹھی باتیں کہے هے اب دل میں

آه پیارے سوائے خواب و خیال
مجھکو آکر دکھا تو حسن و جمال

چاتیے پھرتے کبھو ادھر آنا
کھلے آنکھوں مجھے نظر آنا

آنکھیں دیدار کو ترستی هیں
رات دن ایک سی برستی هیں

هوں سراپا ترے پہ دل سے فدا
مارتی هے هرایک چیز جدا

صفت موے سر

سر کے بالوں کا کچھ بیان کروں
یاکہ اُن کی پھبن بیان کروں

بال جب تیرے یاد آتے هیں
پھر تو جیسے اُلجھہ هی جاتے هیں

کیا کہوں کیا بلا یہ جان پہ لائے
خواب میں جیسے آسیاهی دبائے

گر سیاهی بیاں کروں اوس کی
کیا مثل اب عیاں کروں اوس کی

جس کے آگے تو مخمل نیلی
ایک چادر سی اوڑے هے میلی

کوئی اوس سے نہیں هے اور شبیهہ
بخت سے دوں تو دوں تشبیهہ

نہیں یہ بال سر نگوں تیرے
هیں سیہ بخت واژگوں میرے

جب ڈهلک کر وو کان پر آویں
سو بلا میرے جان پر لاویں

یوں سیہ مست جھوتے آتے هیں
مست جوں هاتھی هوتے آتے هیں

جس گھڑی آکے منہ پہ کھیلتے هیں
رات دن دونوں وقت ملتے هیں

جسقدر شانہ اُن کو سلجھاوے
اُوسقدر هی دلوں کو الجھاوے

جوں گھٹا دل پہ آن گھرتے هیں
جی میں سو سو طرح سے پھرتے هیں

کُھلے رکھنا تیرا نہا کے اُنہیں
ڈالنا تیل پھر سکھا کے اُنہیں

کیا کہوں هر طرح یہ تیرے بال
هیں میرے حق میں موبموجنجال

دل پہ رهتا هے نت هی الجھیڑا
یک سر مو نہیں هے سلجھیڑا

صفت مانگ و چوٹی

عقل رهتی نہیں نہ طبع سلیم
مانگ کی یاد جب کرے هے دو نیم

دل تو پہلے هی مانگ لیتی هے
جان بھی مفت مانگ لیتی هے

کنگھی جب مجھکو یاد آتی هے
کیا کہوں کیا سما دکھاتی هے

مانگ موتی بھری وو دے هے بہار
جیسے بگلوں کی بدلی میں هو قطار

کیا کہوں کیسی لمبی چوٹی ہے
شب یلدا بھی جس سے چھوٹی ہے
دل کو ہر طرح چھیڑے ہے وہ تو
بوریا باقی ہو کھجوری ہو
گرمی سے گر کبھو جو رکھے لپیٹ
کیا کہوں اوس کی میں لپیٹ سپیٹ
تو وہ طوفان قہر ہے جوڑا
گنتھہ ہے بس کی زہر ہے جوڑا
کوئی جیتے ہیں اوس کے مارے ہوے
سانپ کالا ہے کنڈلی مارے ہوے

صفت زلف و سبب برداشتن آن

جس گھڑی زلف کا بندھے ہے خیال
آپڑے ہے کچھہ اور ہی جنجال
یاد اوس کی تو مار جاتی ہے
سانپ کاتے کی لہر آتی ہے
جس گھڑی باد سے وہ اُڑتی ہے
کالے کی طرح مڑتی تڑتی ہے
نہیں یہ زلف اُڑیا ناگن ہے
ہر خم و پیچ میں جدا من ہے
نیست زلفش سیاہ بخت من است
شب یلدا ے روز سخت من است
زلف ہے یا کوئی تماشا ہے
دام جان یا کمند دلہا ہے
کہنے والے کی عمر ہو جو دراز
ہے مری * جان و دل بھی اوس کے نیاز
کیا بخوبی کہا ہے یہ واللہ
لطف اس کا تک ایک کیجو نگاہ
قصۂ زلف یار کیا کہئے
ہے دراز اور عمر ہے کو تاہ
جو کہ یہاں اوس کے پیچ میں آیا
پھر چھٹے وہ کہاں یہ جی پایا
زلف میں دل سمجھہ کے الجہانا
پھر تجہی کو پڑیگا سلجہانا
کوئی شانہ کئے یہ سلجھے ہیں
مو بمو دل انھوں میں الجھے ہیں
زلف کو جو اتھا دیا تو نیں
کھوج دل کا میٹا دیا تو نیں
ملک دل سب جو دست برد کہا
تب یہ دفتر ہی گاؤ خورد کیا

صفت پیشانی

واہ ری تیری سادہ پیشانی
آینہ سے کشادہ پیشانی
چین ڈالے جو اسمیں غصہ و ناز
پھر تو ہوتی ہے اور ہی پرداز
ایسی پیدا کرے ہے رنگ جھلک
جیسے کندن پہ خوشنما ہو ڈلک

---

* (ن) میرا

یاد* آتی ہے جب وہ پیشانی دل کا آئینہ ہوے ہے پانی
جب سے دیکھی ہے تیری پیشانی دیکھوں قسمت میں کیا ہے پیش آتی
دیکھہ کر پھر نظر جو آے نہ خاک ملتا ہے منہہ کو آئینہ

صفت گوش و بنا گوش

جب بنا گوش یاد آتے ہیں اپنے تو ہوش گوش جاتے ہیں
بات گر کہئے تیرے کانوں کی آ پڑے سب کو اپنی جانوں کی
جو کہ آتا ہے اُن کے قابو میں جا پڑے ہے عجب چکا پو میں
کب گوش نیں صدف کے ہوش کہوے کر موتیوں کو حلقہ بگوش

صفت آبرو

تیغ ابرو کا جب میں لوں ہوں نام کام اپنا تو ہوچکے ہے تمام
گر تیرے ابروؤں کو کہئے کماں کشش دل کماں میں یہ کہاں
تیغ کہنا بھی کیا مناسب ہے بات کچھہ یہ بھی نا مناسب ہے
کون سی تیغ ہے کہ ہوکے علم اِن کے خم چم کے آگے مارے دم

قطعہ

تیغ ابرو و خنجر مژگاں بشما باز گشت ما همه است
جمله در کار من کسی نکنید بندہ منت کش شما همه است

صفت چشم و نگاہ و سرمه و کاجل

تیری آنکھیں وہ تہر جادو ہیں جن کے آگے تو خم یہ ابرو ہیں
دیکھہ کر جن کو نرگس شہلا شرم کے مارے دے ہے سر کو جھکا
شوخی ان کی عجب تماشا ہے چنچلائی ممولے کی کیا ہے
باتیں اتنیں جو ہیں سو ہیں کسمیں نہ ممولے میں ہیں نہ نرگس میں
کسی نافہم نیں جو اِن کے تئیں دی تہی بادام سے مثال کہیں
اوس کو تب اپنے آ پڑے لالے پھو پٹے چھید چھید کر ڈالے

---

* (ن) دل کا آئینہ ہوے ہے پانی جب سے دیکھی ہے تیری پیشانی

تو بھی کب اوس کو خوف چھوڑے ہے　　روز پتھروں سے آنکھیں پھوڑے ہے
جس طرف یہ نگاہیں لڑتی ہیں　　برچھیاں ہیں کہ دلمیں گڑتی ہیں
دلمیں وہ آنکھیں جب متکتی ہیں　　جی میں نظریں ہی آکھتکتی ہیں
حضرت درد کا ہر ایک سخن　　مارتا ہے نپٹ بدل ناخن
وو نگاہیں جو چار ہوتی ہیں　　برچھیاں ہیں دہ پار ہوتی ہیں
سوتے اٹھہ کر جو آنکھہ ملتا ہے　　دیکھے اوس کے تو جی نکلتا ہے
ڈورے سرخی کے ایسے چھوٹے ہیں　　تارے جوں آسماں سے ٹوٹے ہیں
سرمہ آلود تیری تیز نگاہ　　مار دل کو کرے ہے خاک سیاہ
گر کبھو دے سلائی کاجل کی　　کیا کہوں خوشنمائی کاجل کی
روشنی بخش دیدہ ہے یہ سواد　　یہ پھبن صرف ہے خدا کی داد
جسکنی نظروں میں یہ سواد کھلا　　کب لگے ہے اوسے کچھہ اور بھلا
کچھہ سنا ہے تجھے بھی یاد یہ ہے　　یعنی النور فی السواد یہ ہے
یوں تو کاجل سبھی کوئی دے ہے　　خوبی چتون کی جان و دل لے ہے
جی کسو کا سہج نہیں لینا　　یوں خوش آتا ہے کس کو یہ دینا
خون عالم کرے ہے نوش یہی　　ہے وو کافر سیاہ پوش یہی
کیا کہوں ان کی میں سخنگوئی　　گر کہی جاے تو کہے کوئی
آنکھیں تیری نپٹ سخنگو ہیں　　بات کرنے میں تجھہ سے آگو ہیں
تیرے منھہ پر یہ چڑہ کے کہتی ہیں　　تیری باتوں پہ بڑہ کے کہتی ہیں
باتیں ان کی جو دیکھے سو جانے　　آئینہ دیکھے تو بھی تو مانے
بات ان کی انہیں کو بن آوے　　چھل بل ان کا کب اور کوئی پاوے

غزل

کر کے دل کو شکار آنکھوں میں　　گھر کرے ہے تو یار آنکھوں میں
تیر مژگاں دلوں کے پار ہوے　　ہے یہ گذر و گذار آنکھوں میں
چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں　　ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں میں
اور سب چہرہ بازیوں کے سوا　　عشوے ہیں صد ہزار آنکھوں میں
کیا کہوں کچھہ کہی نہیں جاتیں　　باتیں ہیں بے شمار آنکھوں میں

جس گھڑی گھورتے ہو غصہ سے — نکلے پڑتا ہے پیار آنکھوں میں

دیکھنا تک اثر سے نظریں ملا

کیا ہوئے تھے قرار آنکھوں میں

صفت مژگاں

میلنگی پلکیں وو تیر کافر کیش — مار چھلنی کریں ہیں دل صدریش

آشنا جو مژہ کا ہوتا ہے — اپنے حق میں وو کانٹے بوتا ہے

کیا کہوں ایسی فوج جنگی کی — کالی پلٹن ہے یہ فرنگی کی

جس گھڑی ملک دل کو لوٹتے ہے — جوں تلنگوں کی باڑ چھوٹتے ہے

پانو گاڑے ہوے لڑیں ہیں سب — کوت باندھے ہوے کھڑے ہیں سب

سامھنے ہو نظر ملاوے کون — مار کی ان کے تاب لاوے کون

گھورنا آفت الہی ہے — بال بال ان کا تو سپاھی ہے

جب پلک مار آنکھہ لڑتی ہے — جوں فرنگی کی بازہ جھڑتی ہے

ان کا یہاں بندوبست گھرا ہے — رات دن یہ کھڑا ہی پھرا ہے

جس طرف کو یہ رخ پلٹتی ہیں — پھر صفوں کی صفیں اُلٹتی ہیں

گرکبھو آنسوؤں سے بھرتی ہیں — تیر باران دلوں کو کرتی ہیں

کبھو سرمہ اگر لگالیں ہیں — زھر آلودہ پھر تو بھالیں ہیں

صفت بینی

جب کروں ہوں تصور بینی — نہیں رھتی ہے مجھہ میں خود بینی

حسن خوباں کی ناک بینی ہے — سارے مکھڑے کی ناک بینی ہے

ناک تیری عجب سجیلی ہے — پتلی اور اونچی اور نکیلی ہے

لب شیریں کو تاکے ہے جس طرح — میں بتادوں ابھی کہوں کس طرح

ناک ہے یاکہ ایک لوتا ہے — چونچ اب شہد میں ڈبوتا ہے

نکسرے اس پھبن سے ھلتے ہیں — ناک کی راہ جی نکلتے ہیں

نتھنے ایسے تیرے پھڑکتے ہیں — جانور وحشی جیوں بھڑکتے ہیں

صفت رخسار صفا و رنگ ورو

جي میں رخ کی جویاد بھرتے ھیں — اور ھی پھول گل کترتے ھیں
تیرے گالوں کی کیا کروں تعریف — روئے گل جن کے آگے ھوئے خفیف
ان میں جس طرح کی صفائی ھے — آئینہ نے کہاں یہ پائی ھے
رنگ ان میں جوکچھہ جھمکتا ھے — کب رخ گل میں یوں چمکتا ھے
کوئی ان کا نہوسکا ثانی — داغ ھے گل اور آئینہ پانی
نہیں کوئی مقابل ان کے ولیک — آپ ھی ھیں جواب ایک کاایک
کیا کہوں رنگ کیسا چمکے ھے — سارے کندن کی طرح دمکے ھے
یہ جو مکھڑے کی آب جھلکے ھے — چشمۂ آفتاب جھلکے* ھے
رنگ عارض نہیں یہ جھمکے ھے — آفتاب آئینہ میں چمکے ھے
عرق آلودہ چہرۂ رخشاں — یوں جھمکتا ھے جیسے ھے افشاں
گل پہ شبنم نہ ایسی خوب لگے — نمی اوس ملنھہ پہ جیسی خوب لگے

صفت لب و دھاں

جب لبوں کا خیال کرتا ھوں — جان بلب آرھے ھے مرتا ھوں
یاد کر کے تیری لب گلگوں — دیدۂ اشکبار ھیں پر خوں
جب کرے یاد ان لبوں کے زور — کھینچ لے جائے دل کو تا لب گور
زیست کرتا ھوں اس بھروسے پر — دانت رکھتا ھوں ان کے بوسے پر
شعلہ رو یاد کر تیرے لب لعل — دل مشتاق ھے در آتش نعل
یاد آتے ھیں جب لب میگوں — خون دل پی کے مست ھوتاھوں
لب نازک ھیں رشک برگ گل — نشاپرداز تر ز ساغر مل
جام مے آپھی اور آپھی گزک — ھونت کیاساری نعمتوں کی چسک
دیکھہ انہیں خشک ھو تراوت گل — پھیکی نظروں میں ھو حلاوت گل
دیکھیں گر تیرے ھونت شیریں کو — کوھکن بھول جائے شیریں کو
لب شیریں میں جو حلاوت ھے — جان شیریں میں کب وو لذت ھے

---

*(ن) چھلکے

ہاتھہ قسمت سے جو یہ بات لگے | لب شکر یعلی یہ نبات لگے
تار بوسے کا کوئی توت سکے | ہونت سے ہونت پھر نہ چھوت سکے
وصف کیا کیا کروں تیرے لب کا | کوئی دیکھا نہ ایسے مشرب کا
لعل میں ہے کہاں یہ آب و رنگ | ہو سکے ان لبوں سے جوہم سنگ
آتش رشک سے ہلاک ہوا | آگ میں اپنی جل کے خاک ہوا
رنگ یاقوت نیں اگر پایا | لب و لہجہ ولے کیدھر پایا
گو کہ یاقوت آب و رنگ دکھائے | یہ تر و تازگی کہاں سے لائے
لعل و یاقوت کیا بچارا ہے | اس جگہ ایک سنگ پارا ہے
کہیے یاقوت یا دل پر خون | ان کے آگے میں خاک پتھر ہوں
ہونت یاقوت و لعل سے بہتر | یہ ہیں کچھہ اور جنس، وے پتھر
ذایقہ میں تو جیسے یہ لب ہیں | شہد شربت جو کچھہ کہو سب ہیں
دیکھنے میں بہی گو تماشا ہیں | چکھنے میں پر کچھہ اور تحفہ ہیں
پر وہی ان کے لطف کو پاوے | ہونت سے ہونت جس کا ملجاوے
گر جو عاشق کو منھہ لگاوے تو | لب شیریں ذرا چکھاوے تو
پھر تو بیچارہ اوس کی لذت سے | جان بلب ہی رہے حلاوت سے
تالب زیست ہونت چاٹا کرے | لب بحسرت چبا کے کاٹا کرے
ہے دہانا تو اسقدر ہی تنگ | بات نکلے ہے جس سے کر کے درنگ
نکتہ سنجوں کی جب نگاہ نپائے | بات کس طرح سے پھر اس میں سمائے
غنچہ لب یہ تیرا دہان تنگ | مرغ دل کے لئے ہے قید فرنگ
فرق کرنا ہے اب نپٹ مشکل | یہ دہن ہے تیرا کہ میرا دل
خلق پر اے نگار شوخ و شنگ | کردیا اس دہن نیں عرصہ تنگ
ہے دہن ایک نقطۂ موہوم | ہوسکے ہے دلیل سے مقسوم
جوہر فرد در جہاں نبود | کرد ابطال آں درست حکیم
جز و اصغر ہر آنچہ فرض کنی | بدلیلش تو آں نمود دو نیم
دہن یار ما اثر کاں را | نقطۂ در مقابل است عدیم
بہ تبسم نبود ہر دو لبش | قسمت برہاں قاطع تقسیم

کیا کہوں اب *کچھ اور وصف دہن — یاد حضرت کا ہے یہ مجکو سخن

لہ مد ظلہ

کب دہن میں تیرے سمائے سخن — نہیں تیرے دہن میں جائے سخن

صفت دندان و مسی وپان

دانت جب مجکو یاد آتے ہیں — دل کا بجا سبھی چباتے ہیں
اب جو دانتوں کی باتیں چلیاں ہیں — کیا کہوں موتیا کی کلیاں ہیں
خوشنمائی بیاں کروں اون کی — یا صفائی بیاں کروں اون کی
دیکھکر اون کی آبداری کو یہاں — لوٹ جاتا ہے گوہر غلطاں
یوں توکہنے کو جیسے موتی ہیں — باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں
گو ہزار آبدار موتی ہے — یہ صفا کوئی اس میں ہوتی ہے
پیس ڈالیں یہ موتیوں کے تئیں — موتی ان کے مقابلہ کے نہیں
پائی الماس نیں کہاں یہ چمک — برق میں بھی نہیں ہے †ان کی یہ چمک
دانت وہ کچھ بلا قیامت ہیں — کیا کہوں تجسے کیا قیامت ہیں
مسکرانے میں تک جو کھل جاویں — بجلی سی ہر طرف ہی چمکاویں
پھر وہ بجلی چمک ادھر اودھر — آن پڑتی ہے میرے ہی جی پر
گر کبھو اوس کے جی میں آوے ہے — مسی دو انگلیاں لگاوے ہے
دانت یوں پھر جھمکتے ہیں سارے — رات اندھیرے میں جیسے ہوں تارے
پان کھانا تو خون کرتا ہے — جلنیں دیکھا سو مفت مرتا ہے
مسی مل کر جو پان کھاوے ہے — ایک عالم کی جان کھاوے ہے

صفت زنخ و چاہ ذقن

یاد جب اس زنخ کی دے ہے فریب — سرخ اور زرد ہوئے ملکہ جوں سیب
کیا غضب ماہ پارہ تھوڑی ہے — خوبی اس کی جو کہئے تھوڑی ہے

---

* (ن) خیر اور + (ن) یہاں

یاد آتا ہے جب وہ چاہ ذقن — جی میرا ڈوب جاے ہے فوراً

صفت گردن

جب خیال آبند ہے ہے گردن کا — یہاں ڈھلک جاے ہے میرا منکا
دیکھہ کر یہ صراحیء گردن — مست ہے کوئی اور کوئی غش
شمع ہو اپنی آنکھہ میں رسوا — دیکھے ڈورا جو تیری گردن کا
گو کہ شفاف ہے تن مینا — یہاں تو جھکتی ہے گردن مینا
دیکھہ کر اس بیاض گردن کو — صبح دیکھیں نہ جیب پھاڑے تو
کیوں نہ کھینچے وہ سب سے آپکو دور — جس میں ایسا بھرا ہوا ہو غرور

صفت ساعد و بازو

نقد جاں ہے یہ ساعد سیمیں — قیمت صد هزار لعبت چیں
نہیں ساعد یہ رشک سیمتذن — آستین میں ہے قیمت دل و جان
ہیں سجیلے نپٹ ہی بازو خوب — گیر نکالے سڈول خوش اسلوب
کیا کہوں کیسے قہر بازو ہیں — سحر ہیں، کوئی یا کہ جادو ہیں
دلربائی میں قہر باہیں ہیں — غارت دل کو ہاتھہ باہیں ہیں
دھیان میں جب وہ بازو آتے ہیں — ہاتھہ پانوں اپنے پھول جاتے ہیں

صفت دست و بند دست و انگشتان و حنا و چوڑی

دل پہ جب ہاتھہ پھیرے ہے پہنچا — جانتا ہوں کہ وقت آپہنچا
چوڑیاں یوں چڑھیں ہیں اسمیں ٹھسی — جاویں بے اختیار دل میں گھسی
کیا خوش آیند یہ کلائی ہے — اسکو دل لینے کی کل آئی ہے
ہاتھہ مہندی ملے تیرے خونریز — قتل میرے کے ہیں یہ دست آویز
کیا کہوں ہاتھہ پانوں مہندی ملے — کیسے لگتے ہیں آہ جی میں بھلے
ہاتھہ سے دل لئے ہی لیتی ہیں — پانو پر لوگ جان دیتے ہیں
کب یہ مہندی میں رنگ پایا ہے — خون دلہا مگر پلایا ہے
کف رنگیں گواہ صادق ہیں — دست آویز خون عاشق ہیں
انگلیاں جبکہ یاد آتی ہیں — دل میں ناخن میرے گڑاتی ہیں

فندقوں پر تو جان کھوتا ہوں　　لہو کے آنسوؤں سے روتا ہوں

صفت سینہ و پستان

چھاتی یوں جی میں آن اڑتی ہے　　گویا چھاتی سے چھاتی لڑتی ہے
کون پتھر کی ذات چھاتی ہے　　سختئی دل تیری دکھاتی ہے
چھاتیاں سخت آفت دل ہیں　　باتیں کہنی انہوں کی مشکل ہیں
دل رہے ہے ہمیشہ گھات کے بیچ　　کیونکہ لاؤں انہیں میں ہاتھ کے بیچ
کوئی چھلاوا ہیں یا کہ پارا ہیں　　اور سختی میں سنگ خارا ہیں
جوں سر پر غرور تنتی ہیں　　سو بگاڑوں یہ اور تنتی ہیں
کیا قیامت امنگ سے ہیں بھری　　شیشیاں دو یہ رنگ سے ہیں بھری
یا کہ دو ڈھیریاں ہیں سونے کی　　کسو حکمت سے پڑ گیا ہے جی
چھاتیاں ہیں کہ ہیں یہ رنگترے　　ہے بجا کہئے خواہ سنگترے
تجھہ میں ہے سارے باغ کا پیوند　　پھولتا پھلتا ہے جدا ہر بند
سر سے پانوں تلک گل و گلزار　　ہے سراپا ہزار گونہ بہار
سرو قد کو یہ بار لایا ہے　　یا صنوبر انار لایا ہے
گولے ہیں خواہ انار بستاں ہیں　　کچھہ ہیں پر رونق گلستاں ہیں
گر فرشتہ ہو وہ بھی گھات لگائے　　کہ کسو طرح انکو هاتهہ میں لائے
یہ کہاں کی ہے بات جی نہ چلے　　کہ انہیں هاتهہ میں پکڑ کے ملے
گر وو قابو لگے بچل جاویں　　هاتهہ میں آن کر نکل جاویں
پھر تو حسرت میں جی نکلتا رہے　　مدت العمر هاتهہ ملتا رہے
اب کہوں خوبی تنگ پوشی کی　　یا کہوں انکی گرم جوشی کی
انگیا یوں مسک کے ہو ہے جاں　　چاند سے جسطرح پھٹے ہے کتاں
کیا کہوں میں انہوں کی اب خوبی　　ختم ہے اُن پہ ہی خوش اسلوبی
کرئیے بے پردہ اور انہیں ملبوس　　خوشنما مثل شمع در فانوس
ستر میں کچھہ زیادہ پکڑیں نسود　　هوویں در پردہ واشگاف افزود
ستر سے ہو زیادہ پردہ دری　　کوئی پردہ میں چھپ سکے ہے پری
لاکھہ پردوں میں یہ کبھو نہ چھپے　　جیسے اوراق گل میں بو نہ چھپے

بے حجابی میں کھل کے لے حجاب
چہرہ بازی فزوں دکھائے نقاب

جلوہ پردازیاں کرے ھے لباس
شعبدہ بازیاں کرے ھے لباس

انگیا ناز تیز کی یہ نہ جان
چاند کو دیکھ پھٹ گیا ھے کتان

چار خانہ اسے نہ کیجو خیال
جال مارے ھیں اختر اقبال

ھاتھ جس کے یہ نقد ڈھیر لگے
ھاتھ اندھے کے جوں بٹیر لگے

ھاتھ پھر دست برد سے نہ اٹھائے
نقش دلخواہ ھر پکڑ میں بٹھائے

پیس ڈالے ھزار طرحوں سے
ڈھب نکالے ھزار طرحوں سے

کیا ھی خوبی سے مشت مال کرے
دل ھی جانے تیرا جو حال کرے

ھاتھ میں سے تو نکلے جانے لگے
دل میں کچھ اور بات آنے لگے

تڑپے تو مثال ماھی بے آب
مضطرب ھووے خون دل بیتاب

سسکیاں لے کے تلملانے لگے
رک کے دم الٹی سانس آنے لگے

شرم کے مارے پست ھو جاویں*
ھاتھوں ھی ھاتھ مست ھوجاویں*

صفت قد و قامت

آہ کیا تھر قد و قامت ھے
کوئی قامت ھے یا قیامت ھے

ھست آشوب دھر قد قامت
فتنۃ فی الزمان قد قامت

رشک طوبائے عالم بالا
پہنچے وھاں تک نہ ھمت والا

ایک تو قد بلند بالا ھے
نازنیں تس پہ سر نکالا ھے

پہنچے نالہ جو آسمان تلک
نہیں پہنچے وو تیرے کان تلک

پانو رکھتا نہیں زمین پہ تو
سرو قد پست ھیں تیرے آگو

کیا کہوں تیرے قد کی رعنائی
سرو نے یہ خوبی کہاں پائی

سرو میں تیری چال ڈھال کہاں
کبک میں یہ پھبن جمال کہاں

باغ میں سرو ایک دار سا ھے
تیرے آگو یہ چوبدار سا ھے

کبک یہاں جو پھرے تھا ایتر سا
چھپتا پھرتا ھے جلگلی تیتر سا

گات تیری نپٹ چھبیلی ھے
کیا کہوں وضع جو نکیلی ھے

---

* (ن) ھو جاوے

قد و قامت کا اعتدال کہوں
یا وو خوبی کی چال ڈھال کہوں
اپنے حضرت کے نام کے صدقے
اوس کے لطف کلام کے صدقے

له مد ظله

جب نظر سے بہار گذرے هے
جی په رفتار یار گذرے هے

خوب لگتا کہوں میں گہلنے کا
نہیں مقدور مجکو کہلنے کا
سب جواهر کی تجهسے هے خوبی
هے نه ان سے تري خوش اسلوبی
خوبی ان کی هے ساری تیرے سبب
کنکرے پتھرے هیں ورنه یے تو سب
جامه زیبی میں کیا بیان کروں
کونسی بات کا میں دھیان کروں
خوبی تیرے بناؤ کی میں کہوں
یا که سادے سبھاؤ کی میں کہوں
دل لگا صرف تیری ذات سے هے
کام مجکو نه کچهه صفات سے هے
کب هوئی تیرے چشم کی تعریف
جو کروں اور چیز کی توصیف
یاد آوے جو وه دهان و کمر
کب کسو چیز پر پڑے هے نظر

صفت کمر

درمیان آے جب که یاد میاں
اپنی هستی کا مجکو هوش کہاں
یاد آوے هے جب وو موے کمر
یکسر مو نہیں رهے هے خبر
کہی جاتی نہیں کمر کی لچک
پائی چیتے نے کب یه ایسی لپک
مثل تیغ اصیل دمتی هے
اور کس بات میں وو کمتی هے
تیغ کیا بجلی هے که کوندے هے
کوندنے میں دلوں کو روندے هے
جس گھڑی جسکے دھیان پڑتی هے
جی په بجلی سي آن پڑتی هے
شده از پیچ و تاب موے میاں
موے آتش رسیده رشتهٔ جاں
رد قول حکیم هست میاں
نیز برهان ناطق است دهاں
در وجود و عدم چه واسطه است
قایلش* را دلیل و ضابطه است
کمر او چو موے کاست مرا
ناتواں بیں چوخویش خواست مرا
تب و تابے که داشت موے میاں
مو بمویم ربود تاب و تواں

---

* (ن) هستیش

صفت ناف

یاد آتی ھے جب وہ ناف مجھے
کیا کہوں کیجئے معاف مجھے

کچھہ نہ کہہ زیر ناف کیسا ھے
رفتہ و شستہ صاف کیسا ھے

وہ تو ھے رشک عارض خوباں
مایۂ کبر و ناز محبوباں

دیکھتے وھاں نگاہ پھیلے ھے
بے طرح آگے راہ پھیلے ھے

ختم بس عرصۂ تگاپو ھے
عقل بھي آگے در چکا پو نے

یعنی اب گو مگو کا ھے یہ مقام
کہیں آگے چلے نہ طول کلام

اب سخن کے پرے سمائی نہیں
بات تجھ تج کسو نیں پائی نہیں

ھاں بیاں میں قلم بھی فق دق ہے
آگے اوسکی زباں کے خندق ھے

عوس اسکی جو کوئی دھرتے ھیں
اوس جگہ جا کے پانی بھرتے ھیں

جوکہ ھاتھہ اس طرف بڑھاتے ھیں
پانو لے کر وو سر چڑھاتے ھیں

اوس جگہ پر تو کون جھگڑے ھے
وھاں تو رستم بھی کوڑی رگڑے ھے

وے نکمت پھوں کہ نکلے پڑتے ھیں
آن کر یہاں قدم پکڑتے ھیں

بوالہوس کیا پلید ھوتا ھے
اس پہ آکر شہید ھوتا ھے

صرف حیوانیت لڑاتی ھے
سب یہ نفسانیت لڑاتی ھے

اور ھم سا جو کوئی اناڑی ھے
بات اون نیں تو سب بگاڑي ھے

گرچہ کہنے میں تو سنواری ھے
اوسکے آگو پر اسکی خواری ھے

کیاکہوں تجھہ میں خوب کیاکیاھے
سر سے پانوؤں تلک تماشا ھے

تنگ یوں تو نپٹ ھے تیرا دھاں
نہیں تنگی میں کم پہ یہ بھی مکاں

اسی اندازے پر دھانا ھے
دونوں کا ایک شامیانا ھے

فرق چھوٹے نہ کچھہ بڑے کا ھے
یہی بس آڑے اور کھڑے کا ھے

ایسے موھوں سے تو جو کھاتا* ھے
قدرت حق سے کچھہ سماتا† ھے

ۓ تعجب جو بات چیت کرے
کام دنیا کے یا کہ ریت کرے

ھے تماشا تعجبات یہی
چھوٹا منہ اور بڑي ھے بات یہی

کھولنا اور آگے خوب نہیں
بولنا اور آگے خوب نہیں

---

* (ن) کھاوے † (ن) سماوے

پھر بھی ملنا ہے تجسے میرے تئیں — منہ دکھانا ہے مجکو تیرے تئیں
صاف کہنا پڑیگا پھر آگے — سن کے مجسے لڑیگا پھر آگے
لڑنا بھڑنا نہیں ہے کام اپنا — مفت بد نام ہوگا نام اپنا

صفت سرین

تو وہ طوفان ہیں سریں تیرے — سیم کے کان ہیں سریں تیرے
کوہ تمکین ہیں سپہر وقار — رشک آئینہ سادۂ پرکار
آپ ہی عنقا ہیں آپہی کوہ قاف — مثل بلور صاف اور شفاف
ساری خلقت سے کچھہ نرالے ہیں — خام نقرہ کے برج ڈھالے ہیں
عقل باور کرے نہ گو یہ حرف — مو کمر سے بندھے ہیں کوہ برف

صفت زانو و ساق

کیا کہوں زانو کی خوش اسلوبی — خوشنمائی سڈولی اور خوبی
ہیں قیامت تھسی تھسی رانیں — جی میں جاتی ہیں یہ گھسی رانیں
بیطرح دل کو گد گداتی ہیں — ہاتھہ میں اپنے کد کد آتی ہیں
ران پر جب کہ ران پڑتی ہے — جسم میں اور ہی جان پڑتی ہے
یاد وہ پنڈلی جب کہ آتی ہے — مچھلی سی دل میں تڑ پھراتی ہے

صفت پاے و پاشنہ

پانو جسدم کہ یاد آتے ہیں — ہاتھہ ہم جان سے اتھاتے ہیں
دیکھہ کر پانو کو تیرے میں تو — کبھو دیکھوں نہ اور کے منہ کو
ایڑیاں جب کہ یاد آتی ہیں — دل پہ گینڈیں میرے لگاتی ہیں

صفت کف پا و حنا

جب کف پا کا آبندھے ہے خیال — جان و دل ہوچکے ہے سب پامال
کف پا یہ نہیں ہیں مہندی ملے — پیس ڈالے ہیں دل پہ پانو تلے
اس سراپا کو یاد کر کر کے — اب تلک تو جیا ہوں مر مر کے
تک شتابی ادھر کو آجانا — نک سکھہ اپنا مجھے دکھا جانا

بیان تسلی نیافتن دل بیمار از زبانی حرف و گفتار
و ایذائے تغافل دلدار و تمنائے آخری دیدار
و حیرت عاشق بے دل زار

آہ کیا کیا میں اب بیان کروں — تیری کس کس جگھہ پہ دھیان کروں
رهوں رطب اللساں ذکر کے بیچ — دوں یونہیں اپنی جان فکر کے بیچ
یاد اپنی کئے سے کیا حاصل — جبکہ تیرا ادهر نہ هووے دل
هے مگر یاد ایک مشغولا — تا کوی آن دل رهے بهولا
یوں پر ایک آد دن کٹے تو کٹے — عمر ساري تو اسمیں دل نہ بٹے
تو بهی انصاف تو بهلا تک کر — جی میں اس بات کا خیال تو دهر
کب تلک تیری باتیں یاد کروں — خالی باتوں سے دل کو شاد کروں
عیش کا ذکر نصف عیش تو هے — ذکر هی ذکر پر ترا تا کے
کام چلتا نہیں بلا مذکور — سو خدا جانے هے کدهر مستور
نہ تذکر میں کچھہ حلاوت هے — نہ تصور میں کچھہ حلاوت هے
دیوے لذت کہاں سے خالی شوق — جب تلک آشریک هووے نہ ذوق
هیں یہ باتیں بنائیاں بے اصل — کچھہ مزا هی نہیں بغیر از وصل
منہ جو شکر گهی سے میٹها هو — پهر اوسے کوی کهاے کاهے کو
غرض ایسا نہ هووے میرے یار — باقی رہ جاے حسرت دیدار
دم آخر جو هچکیوں نیں لیا — شاید اس وقت تونیں یاد کیا
نام تیرا لئے سے تهمتی هیں — بارے اوسوقت سے تو کمتی هیں
بن سکے تو کهڑے کهڑے یکبار — دیکهیو آکے آخری دیدار
نزع میں هوں ادهر کو آ جانا — شربت وصل تک چوا جانا
یاد هے مجکو درد کا هی کلام — اور اس کے سوا خدا کا نام

فرصت زندگی بہت کم هے
مغتنم هے یہ دید جو دم هے

باقي اب عرصهٔ حیات نہیں — زندگی کیسی کوی * بات نہیں

---

* (ن) کچهہ هی

کیا میں دھراوں اپنے غم کی بات — رہ گئی ہے کوی ھی دم کی بات
آ رہا ہے میرا دم آنکھوں میں — رہے گا کب تلک تھم آنکھوں میں
پوچھہ مت مجھہ جگر فگار کا حال — کر دیا درد ھجر نیں پا مال
نت رہا بسکہ خون دل پینا — دم رکے ہے چو قلقل مینا
روز دل کا نیا کرے ہے ڈھنگ — جوں سحر ہر نفس شکست رنگ
مجھہ میں باقی جو ب کوی دم ہے — کچھہ دم تیغ سے نہیں کم ہے
کشمکش نیں نفس کے مارا ہے — کوئی سوہان ہے کہ آرا ہے
اس طرح دم جگر خراشے ہے — جیسے تیشہ سے کچھہ تراشے ہے
دم بدم ہر نفس کرے ہے قلم — آمد و شد ہے دم کی تیغ دودم
ہر نفس چاک جیب تا دامن — صبح کی طرح لا پلھاے کفن
سینہ میں یوں نفس کھٹکتا ہے — شصت ماھی کے جوں اٹکتا ہے
کیا کہوں قصے دل کی حالت کے — آہ پیارے بقول حضرت کے

اسطرح جی میں سانس کھٹکے ہے
سانس ہے یا کہ پھانس کھٹکے ہے

ہے نئے طور کا مجھے آزار — کوی دیکھا نہ آپ سا بیمار
یہ جو رہتا ہے اب مرض مجکو — چھوڑتا ھی نہیں غرض مجکو
آہ مرتا ہوں کچھہ علاج کرو — کل جو کرنا ہے سو وو آج کرو
تک خبر جلد آ کے لیجئے گا — اس گھڑی ہوسکے سو کیجئے گا
ہوچکا ہے وگرنہ کام تمام — نہیں اب عرصۂ پیام وسلام
کوی دم اب جو رہ کے آووگے — اپنے بیمار کو نہ پاؤ گے
نہ ہلے ہے نہ بول سکتا ہے — آنکھیں پتھراے راہ تکتا ہے
مرچکا خیر یا سسکتا ہے — یا کہ اس کو شخوص و سکتا ہے
آنکھہ سے نکہہ اب ملا کر دیکھہ — اپنا آئینہ رو دکھا کر دیکھہ
بارے اتنا تو ہووے گا معلوم — ابھی دم ہے کہ مرچکا مظلوم
میں نیں کہ دی خبر تجھے سن خیر — دیکھہ اس وقت تو نہ کر تو بیر
آگے تو جان کہدیا میں تجھے — بدکہیں گے سبھی تجھے کہ مجھے

غزل

از مریضت مرا عجب باشد — زندہ امروز تا بشب باشد
هر کہ لب بر لبت نهد یکبار — مدت‌العمر جاں بلب باشد
زیر لب هم تبسمت ستم است — خندہ دندان نما غضب باشد
بے سبب نیست هیچ چیز مگر — رنجش تو کہ بے سبب باشد

همگی دیدہ ام کلام اثر
چند اشعار منتخب باشد

نامہ بر گو شتاب می آید — میروم تا جواب می آید
نام مهر و وفا نمی دانی — همہ جور و عتاب می آید
دل زارم شنیدہ می گوید — بس کن افسانہ خواب می آید
خانہ اباد باز در کویت — دل خانہ خراب می آید
رفت جورت برون زحد بسیار — گریہ ام بے حساب می آید

سینہ و دل تمام سوخت اثر
همہ بوے کباب می آید

غزل

تو میری جان گر نہیں آتی — زیست ہوتی نظر نہیں آتی
دلربائی و دلبری تجکو — گو کہ آتی ہے پر نہیں آتی
کیجے نا مہربانی ھی آکر — مہربانی اگر نہیں آتی
حال دل مثل شمع روشن ہے — گو مجھے بات کر نہیں آتی
ہر دم آتی ہے گرچہ آہ پہ آہ — پر کوی کار گر نہیں آتی
کیا کہوں آہ میں کسو کے حضور — نیند کس بات پر نہیں آتی
نہیں معلوم دل پہ کیا گذری — اِن دنوں کچھہ خبر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن — رات کٹتی نظر نہیں آتی

ظاهرا کچھہ سواے مہر و وفا
بات تجکو اثر نہیں آتی

غزل

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے کب مجھے اعتبار آتا ہے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا دشمنی پر تو پیار آتا ہے
تیرے کوچہ میں بیقرار تیرا ہر گھڑی بار بار آتا ہے
زیر دیوار تو سنے نہ سنے نام تیرا پکار آتا ہے

حال اپنے پہ مجکو آپ اثر
رحم بے اختیار آتا ہے

آہ کیجے کہ نالہ سر کیجے زندگی کس طرح بسر کیجے
قصد ہمراہیء شرر کیجے کھولئے آنکھہ اور سفر کیجے
جور جو چاہئے سو کیجے پر میری حالت پہ بھی نظر کیجے
کبھو ایدھر نہیں گذرتے ہو کب تلک آہ در گذر کیجے
شمع سان زیست ہے گداز اپنا جب تلک ہووے چشم تر کیجے
لے چکے دل بھلا مبارک ہو آئیے اب کے قصد سر کیجے
یہاں سے اوڑئے بسان طائر رنگ بے پر و بال' بال و پر کیجے
اتنا بتلاؤ غم غلط پیارے کون سی تیری بات پر کیجے
تن بتقدیر اور رضا بقضا جسقدر ہووے اوس قدر کیجے
روئے کب تلک ز بے اثری آہ کیجے تو کار گر کیجے

کون سنتا ہے یہاں کسو کی بات
بس اثر قصہ مختصر کیجے

غزل

میرے احوال پر نظر ہی نہیں اس طرف کو کبھو گذر ہی نہیں
ہے میرا حال تو زبان زد خلق میں نہ مانوں تجھے خبر ہی نہیں
دل ندیویں جگر نہ چاک کریں یہ تو اپنا دل و جگر ہی نہیں
حال میرا نہ پوچھئے مجسے بات میری جو معتبر ہی نہیں

کر دیا کچھہ سے کچھہ تیرے غم نیں
اب جو دیکھا تو وہ اثر ہی نہیں

ایسی حالت میں کوئی کیا جانے | تو بھی دیکھے تو ہاں نہ پہچانے
ہوسکے گر بھلا کبھو تو مل | اس قدر اب تو سخت مت کر دل
ان دنوں مجسے کچھ نکی تونیں | بھول کر بھی خبر نہ لی تو نیں
کچھ تغافل کی حد بھی ہوتی ہے | کچھ تجاہل کی حد بھی ہوتی ہے
کوئی دن رہ کے گر ملے گی تو | کف افسوس پھر ملے گی تو
کچھ نہ تدبیر ہوسکے گی پھر | بیٹھے حسرت سے منہ تکے گی پھر
تو بھلی گھر میں جا کے بیٹھ رہی | یہاں تیری شکل دل میں بیٹھ رہی
ایک مدت سے گو نہیں آئی | پر حقیقت یہ ہے جو فرمائی

غزل له

گرچہ گاہے نظر نمی آئی | لیکن از دل بدر نمی آئی
من بیچارہ میروم از خویش | چہ تواں کرد اگر نمی آئی
چہ شد از من کہ در برم یکبار | آمدی و دگر نمی آئی
تا کجا آمد آمدت شنوم | رفت عمرے مگر نمی آئی
ہر زماں تازہ عہدہا داری | گرچہ از عہد بر نمی آئی
تا دلے یک نفس ز جا نرود | بیوفا اینقدر نمی آئی

درد را انتظار تست بگو
تا نمایم خبر نمی آئی

صاف اس سے جواب بہتر ہے | ایک دن کا عذاب بہتر ہے
جھوٹے وعدوں سے کیا ستانا ہے | کہیں آچک بھلا جو آنا ہے
مل سکے تو تصور مت کرنا | نہیں دل سے تو دور مت کرنا
گو نہو مجکو اور کچھ حاصل | چین پاوے گا پر ملے سے دل
اب جو باہم دو چار ہوویں گے | بارے دل کھول کر تو رووینگے
وے گئے دن کہ مل کے ہنستے تھے | دام غفلت میں آن پھنستے تھے
ہے عوض اوس ہنسی کا یہ رونا | لکھا قسمت کا چاہئے ہونا

خوشی و غم جہاں میں توام ہے | خندہ و گریہ دیکھہ باہم ہے
میرے حضرت نیں راست فرمایا | اپنے بہی دیکھنے میں اب آیا

غزل

جگ میں کوئی نہ تک ہنسا ہوگا | کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا
دل زمانہ کے ہاتھہ سے سالم | کوی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دیکھئے اب کے غم سے جی میرا | نہ بچیگا' بچہگا کیا ہوگا
حال مجہ غمزدہ کا جس تس نیں | جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
میرے نالوں پہ کوی دنیا میں | بن کئے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اس کو اثر خدا جانے | نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا | کسی بد خواہ نیں کہا ہوگا

دل بہی اے درد قطرۂ خوں تہا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

کہیں اوس کا ٹھکانا پاتا نہیں | دل گیا ہے سو ہاتھہ آتا نہیں
تیرے در پر گرا وہیں شاید | خاک میں مل گیا کہیں شاید
کھوج اوس کا کہیں نہ پایا میں | خاک چھانی ہزار ہر جا میں
ان دنوں دل نظر نہیں آتا | کوی اوس کی خبر نہیں لاتا
کیا کہوں آہ دل ہی جاتا رہا | اب کسو چیز کا نہیں ہے مزا
اوس تلک ہی توساری باتیں تہیں | سب اوسی سے ہماری باتیں تہیں
اب تو ہنسنا کدھر کہاں کیسا | نہیں آتا ہے رونا بہی ویسا
دل کسو بات کوہی ہوتا نہیں | ہنسنا یک طرف اب تو روتا نہیں
ایسے احوال آگے ہوتے تہے | دل لگا کر جو خوب روتے تہے
راست ہے یہ جو کہتے ہیں شاید | گریہ را ہم ولے خوشی باید
اب تو حیرت کا صرف عالم ہے | مثل آئینہ چشم بے نم ہے
اب ملاقات بہی جو ہووے گی | کب یہ حیرت کو دل سے کھووے گی
جوشش اختلاط اب وو کہاں | گرمیٔ ارتباط اب وو کہاں
وصل بہی اب تو جان کہاوے گا | سو بلا تازہ سر پہ لاوے گا

آہ رہتا ہوں سوچ میں حیراں — خانۂ دل یہ ہوگیا ویراں
کس طرح تیرے پاس اب آؤں — تجکو احوال کیا میں دکہلاؤں

بیان صورت حال دیگر رجال بوقت وصال و دیگر حرف و قال و حیرانی عاشق دل از دست دادہ و بیحواسی آن بیخود حیرت افتادہ

اپنی حیرت میں ایک تو ہوں میں — اس پہ حیران لوگ کرتے ہیں
میری تیری طرف یہ تکتے ہیں — کچہ کچہ آپس میں بیٹہے بکتے ہیں
کوئی ایدہر کو دہیان رکہتا ہے — کوئی باتوں پہ کان رکہتا ہے
کوئی آپس میں آنکہہ مارے ہے — کوئی چپ درپئے اشارے ہے
کوئی پکڑے ہے منہ کی بات کہی — کوئی کہتا ہے دیکہہ رہ توسہی
کوئی پہینکے ہے بیٹہا آوازے — کہ یہ کہینچیں گے اس کے خمیازے
کوئی حیران بن کے بیٹہے ہے — کوئی انجان بن کے بیٹہے ہے
کوئی آنکہیں ادہر کو گاڑے ہے — کوئی نظریں چرائے تاڑے ہے
کوئی چتون کو اب پرکہتا ہے — کوئی تیوری پہ دہیان رکہتا ہے
کوئی گہورے کوئی دہراوے ہے — کوئی غصہ سے منہ پہراوے ہے
ہے ہر ایک کے بگاڑ کی نئی گوں — آنکہہ تیڑہی کرے کوئی کوئی بہوں
ہر کوئی ہے اسی کے اب درپے — کہ بھلا دیکہوں بات یہ کیا ہے
ہر طرف آن کے مچاویں دہوم — جس طرح مکہیاں کریں ہیں ہجوم
چہوٹتا ہی نہیں یہ الجہیڑا — شہد کا چہتا جیسے اب چہیڑا
یہاں کوئی کیا کرے خبرداری — پیش جاتی نہیں ہے ہشیاری
اب کہاں تجکو دیکہہ سکتا ہوں — بیٹہا اوروں کے منہ کو تکتا ہوں
تجکو دیکہوں کہ آہ اِنکی سنوں — سبہی دشمن ہیں کسکو دوست کہوں
اِن سے اب کسطرح بچاؤ کروں — کیونکہ ظاہر میں دل کی چاؤ کروں
اور اب احتیاط کیا کیجے — کسیء ارتباط کیا کیجے
گرچہ حسرت سے آہ مرتا ہوں — پر شمردہ نگاہ کرتا ہوں
پہلے سو بار اِدہر اُدہر دیکہا — تب تجہے ڈر کے یک نظر دیکہا

نہیں معلوم کیا کیا ان کا
ہم غریبوں نیں کیا لیا اِن کا

تحفگی یہ ہے کیجے اسکی سیر
نہیں اِن صاحبوں میں کوی غیر

تجھہ سے کچھہ نے خلاف ہے ان کو
مجھسے نے انحراف ہے ان کو

بلکہ ہیں دوست خیرخواہ سبھی
بیگناہی پہ ہیں گواہ سبھی

تیرے خاطر یہ چاہتے ہیں مجھے
غائبانہ سراہتے ہیں مجھے

دل سے ہر ایک یار ہے اپنا
واقعی دوستدار ہے اپنا

کوی انمیں رقیب ہو' سو نہیں
یا کہ غماز عیب جو' سو نہیں

شکر حق کا یہ ہے ہزار ہزار
کوی اونمیں دیا نہیں اغیار

کوی دشمن نہیں سبھی ہیں دوست
لیک بیمغز ہیں سراسر پوست

ہیں شنا سا اگرچہ مدت کے
نہیں قابل ولے یہ صحبت کے

خوب دیکھا تو ہیں سبھی خیواں
فی الحقیقت نہیں ہیں یہ انساں

خوش جہاں وہ کسو کو پاتے ہیں
اس کا چرچا یہ سب مچاتے ہیں

اور ناحق اونہیں ستاتے ہیں
بے سبب سو طرح دکھاتے ہیں

نیش عقرب نہیں ہے کینے سے
یہی اُپجے ہے اوس کے سینہ سے

خیر انکی نہیں ہے کچھہ تقصیر
اب تو اپنی بدی یونہیں تقدیر

اپنی الفت نیں سب دکھائے عذاب
اس محبت کا ہووے خانہ خراب

کب کسو کا کوی خیال کرے
گر نہ الفت کا احتمال کرے

اس خرابی کی یہ جو نوبت ہے
کچھہ نہیں سب یہ تیری دولت ہے

یہاں تلک تونیں احتراز کیا
سب پہ ظاہر نہفتہ راز کیا

دور باشی سے میں ہلاک ہوا
فایدہ اور اس میں خاک ہوا

کس لئے اسقدر تو ڈرتا ہے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ہے

تک سمجھہ تو کسو کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجھسے نظریں جو تو چراتا ہے
چور اپنے تئیں کہاتا ہے

یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں ہوں
کبھو پوشیدہ میں جو دیکھوں ہوں

چور ہیں ہم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ہے پیشتر کیا تھی

اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس
ہم تو ان باتوں کے نہ آس نہ پاس

تو جو ملنے سے جی چھپاتا ہے
آنکھہ کُھل کر نہیں ملاتا ہے

خلق اس سے کچھہ اور سمجھے ہے ‎ ‎ ہاں برائی کے طور سمجھے ہے

واہ یہ بات کا چھپانا ہے ‎ ‎ یا کہ اور آپ خود جتانا ہے

اس پہ لوگوں نیں زور ٹھہرایا ‎ ‎ ہمیں آپس میں چور ٹھہرایا

یہ بتکرار آزمایا ہے ‎ ‎ بارہا دیکھنے میں آیا ہے

جس قدر بات کو چھپاتے ہیں ‎ ‎ لوگ اتنا ہی صاف پاتے ہیں

خوب دل کھول کے ملاکر تو ‎ ‎ نہ کتّا * کر ہر ایک کے آگو

دیکھہ میری طرف تو اب ندھڑک ‎ ‎ ساتھہ مل بیٹھہ اسقدر نہ بھڑک

پھر جو بولے کوی تو میں جانوں ‎ ‎ بات کھولے کوی تو میں جانوں

پھر خدا دیوے اب مجھے بھی ضبط ‎ ‎ نہ کروں بات کچھہ کہیں بے ربط

جیسے نو دولت آپ اپنے تئیں ‎ ‎ وصل کے بیچ گم کروں نہ کہیں

ہورہا ہوں نپٹ ہی نا دیدہ ‎ ‎ اپنے ہاتھوں ہوں آپ رنجیدہ

پھر خدا جانے کیا میں کرنے لگوں ‎ ‎ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے لگوں

بیحواسی میں کام کر جاووں ‎ ‎ بس گلے سے چمٹ کے مرجاووں

خون تجھہ بے گنہ پہ ثابت ہو ‎ ‎ بات کچھہ اور ہی انا چت † ہو

تجکو لینے کے اور دینے پڑیں ‎ ‎ میں رہا درکنار تجسے لڑیں

جا پڑے تجھہ پہ میری حیرانی ‎ ‎ ہووے دل کو تیرے پریشانی

تیری تشویش کب گوارا ہے ‎ ‎ ہر طرح تونیں مجکو مارا ہے

جو کرے تو سو تجسے بن آوے ‎ ‎ کچھہ کروں میں نہ مجسے بن آوے

مثل آئینہ غرق حیرت ہوں ‎ ‎ اپنی حیرانی کیا میں تجسے کہوں

اسقدر اب تو غلبۂ حب ہے ‎ ‎ کہ مجھے آپ بھی تعجب ہے

لوگ تیرے جو پاس آتے ہیں ‎ ‎ سن کے میرے حواس جاتے ہیں

ہوش انکے ٹھکانے رہتے ہیں ‎ ‎ تیری سنتے ہیں اپنی کہتے ہیں

میں جو تجسے دو چار ہوتا ہوں ‎ ‎ پھر تو بے اختیار ہوتا ہوں

جس گھڑی تیرے پاس جاتا ہوں ‎ ‎ بس نپٹ بیحواس جاتا ہوں

سارے منصوبے بھول جاتے ہیں ‎ ‎ ہاتھہ پانو اپنے بھول جاتے ہیں

---

* (ن) کہتا ‎ ‎ † بے خیالی میں

منہ کو حسرت سے دیکھہ رہتا ہوں
پھر نہ سنتا ہوں کچھہ نہ کہتا ہوں

بات کہنی تہی اور نکلی اور
بیٹھواسی تک ایک کرنا غور

جب بجاے خود اپنے آتا ہوں
دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ہوں

جی میں کہتا ہوں کہا کے پچھتاوے
اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاوے

بارہا اس کو آزمایا ہے
یہی حال خراب پایا ہے

بسکہ عرصہ کھنچا جدائی کو
حد ہوئی تیری بے وفائی کو

کردیا اس نیں بے خبر بے ہوش
کہہ سکوں کچہہ نہ رہ سکوں خاموش

عقل وہوش و حواس کچہہ نہ رہا
ان میں سے اپنے پاس کچھہ نہ رہا

وہ ز خود رفتہ ہوں کہ میرے تئیں
تو بہی ہر چند ڈہونڈہے پاوے نہیں

یہاں تو آوے کہ میں ہی وہاں جاؤں
دید وادید پر کہاں پاؤں

کسطرح اب ملاپ ہو ویگا
تو ہی بس اپنے آپ* ہو ویگا

ہجر میں جی ہے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

غزل

آمدی و ز خویش ما رفتیم
رفتی و ما بر خدا رفتیم

عالم بیکسی و تنہائی است
دل جدا رفت ما جدا رفتیم

چوں غمت رو بایںطرف آورد
ما ادب پیشہ پیشوا رفتیم

گہ نشد اتفاق آمدنت
گر چہ از خویش بارہا رفتیم

خاکساری تمام پیش آمد
سایہ آسا بہر کجا رفتیم

شورش آورد آمد آمد تو
آنقدر ہا کہ ما ز جا رفتیم

کشتۂ آمد و شد عشقیم
آمدی تو ولیک تا رفتیم

بارہا بیقرار گشتہ ز شوق
پیش آں شوخ بیوفا رفتیم

لیک برگشتہ آمدہ گفتیم
اثر اے واے ما چرا رفتیم

---

* (ن) آپ ہی

غزل

داغ دل جو کبھو دکھاے تھے — لالہ ساں دل میں گل یہ کھاے تھے
ایک تیرا خیال بیٹھہ گیا — دل سے خطرے تو سب اُتہاے تھے
اشک خونیں نے منہ پہ کھول دئے — میں تو زخم جگر چھپاے تھے
آگلے رونے پہ اب میں روتا ھوں — کیا گہر خاک میں ملاے تھے
بہہ گیا سب میں آپ ھوکے گداز — شمع ساں اشک کیا بہاے تھے
یہاں کسو نیں نہ کی خریداری — ھم عبث جنس دل کو لاے تھے
گر نہ اتکے یہ آکے لخت جگر — اشک نے نہ فلک ڈباے تھے
راہ پر تیری مثل نقش قدم — دیدۂ منتظر بتہاے تھے

تہا جو منظور سو نہ دیکہا یہاں
ھم اثر کیا سمجہہ کے آے تھے

غزل

نہ کیا کچہہ علاج آگو سے — جا چکا دل ھی اب تو قابو سے
دل ھے یہ یا کوئی چھلاوا ھے — نکلے پڑتا ھے آہ پہلو سے
تیرے فریادیوں کی یہاں شب و روز — نہیں لگتی زبان تالو سے
حرف نکلا نہ اوس دہن سے کبہو — کام نکلے ھے چشم و ابرو سے

اثر اوس چشم شوخ رفتاں کے
نہ بچا کوئی سحر و جادو سے

بار بار شتافتن عاشق زار بسوے دلدار و تسکین و مراد نیافتن دل آن بیقرار با وجود دید وادید یار

تیرے در تک کبہو جو آتا ھوں — جان پر اپنے کھیل جاتا ھوں
باقی رھتی نہیں ھے جان کے بیچ — جاؤں ھوں اور ھی جہان کے بیچ
تو سنور کر جس آن بلتی ھے — جان پر میری آن بلتی ھے
بیطرح جی کا حال ھوتا ھے — بات کرنا محال ھوتا ھے
میری حیرت کا ھے کچہہ اور ھی رنگ — آئینہ بھی ھے میرے آگو دنگ

عکس بھی مجکو منہ دکھا نہ سکے ‏ ‏ محویت میری کوی پا نہ سکے
میں کہاں اور اب حواس کہاں ‏ ‏ عقل و تدبیر میرے پاس کہاں
هوں زخود رفتہ مست و دیوانا ‏ ‏ نہ بخود آشنا نہ بیگانا
بھاگتا هوں میں اپنے سائے سے ‏ ‏ جی هی جاوے بخویش آئے سے
کبھو تیرے طرف جو آتا هوں ‏ ‏ نہیں معلوم کیونکے جاتا هوں
تجھ تلک شوق کھینچ لاوے هے ‏ ‏ جسم بیجان کو اینچ لاوے هے
باد جیسے اوڑا کے لاوے خس ‏ ‏ مجھ میں باقی نہیں هوا و هوس
تیرے کوچہ میں آن کے هر دم ‏ ‏ گر رهوں خاک میں چو نقش قدم
گفتگو کا دل و دماغ نہیں ‏ ‏ اپنی حالت سے اب فراغ نہیں
گر کبھو هوش میں جو رهتا تھا ‏ ‏ کچھہ سخن حسب حال کہتا تھا

غزل

تیرے کوچہ میں آکے جو بیٹھے ‏ ‏ جان سے اپنے هاتھہ دھو بیٹھے
گو مٹے * هم برنگ نقش قدم ‏ ‏ پر تیرے در پہ آج تو بیٹھے
سب کا آوے نظر ثبات و قرار ‏ ‏ گر ابھی تو دو چار هو بیٹھے
روز اول هی جا چکا تھا دل ‏ ‏ آخر اب جان کو بھی رو بیٹھے
اپنی قسمت هی اُٹھی هے شاید ‏ ‏ تیرے در پر اب آکے جو بیٹھے
اٹھہ گیا دل تو ساری باتوں سے ‏ ‏ ناصحو چاهو سو بکو بیٹھے
حال اپنا کسو سے کیا کہئے ‏ ‏ ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھے
همنشیں اٹھو میرے پاس سے تم ‏ ‏ بیٹھو تو اوس کی کچھہ کھو بیٹھے
اٹھے جاتے هیں یہاں سے جوں شعلہ ‏ ‏ شمع کی طرح هم هیں گو بیٹھے
اپنے آنکھوں کی طرح رو رو کے ‏ ‏ ایک عالم کو هم ڈبو بیٹھے
عہد و پیماں پہ انتظار میں یہاں ‏ ‏ اے دل و دیدہ تم مرو بیٹھے
اٹھہ گیا سب جہاں سے قول و قرار ‏ ‏ یاں وعدہ کیا کرو بیٹھے
قطع سر سے کرے وو راہ عشق ‏ ‏ شمع ساں پانو گڑ جو بیٹھے

---

* (ن) مٹیں

اب اثر میں بہت نہیں باقی
آن کے آن تک رهو بیٹھے

غزل

حیف میں نے یہ آہ کرنے کو — اور نہ تنفس کے واہ کرنے کو
جی لئے پھرتی ہے دشمن جان — آفریں اس تباہ کرنے کو
واہ وہ دل کی دیکھیو چاہ کا رنگ — پھر بھی موجود چاہ کرنے کو
بیٹھو کر دل میں دل ہی لیتے چرا — واہ یوں گھر میں راہ کرنے کو
لیک دل کے سوا میں لاؤں کسے — ایسے * شاهد گواہ کرنے کو

کس لئے وهاں چلے اثر مگر اور
حال اپنا تباہ کرنے کو

ایضاً

کام باقی ابھی تو قاتل ہے — زخمی تیرا یہ نیم بسمل ہے
نگہ گرم سے پگھلتا ہے — دیکھیو یہ آئینہ نہیں دل ہے
تجھ تلک غیر کی پہنچ بھی کہاں — یہ بھی اپنا گمان باطل ہے
نہ ملو یا ملو غرض ہر طرح — تمکو آسان مجکو مشکل ہے
دل کا آئینہ نت ہے جلوہ فروز — کسو منہ کے تو یہ مقابل ہے

مفت برهیں اثر سبھی دل بر
دل کو ان سے تو کچھ بھی حاصل ہے

غزل

احتضارم هنوز باقی ماند — باتو کارم هنوز باقی ماند
آمدی تو و من ز خود رفتم — انتظارم هنوز باقی ماند
گو کہ طالع شد آفتاب رخت — شب تارم هنوز باقی ماند
منقضی شد تمام عرصۂ حشر — کار و بارم هنوز باقی ماند

---

* (ن) اس پہ

تنہد

نشیندی نو و نہ کنتم من | گرچہ کارم ہنوز باقی ماند
رفت برباد لیک دردل تو | از غبارم ہنوز باقی ماند

ہمہ گیر نہ عبرت از من اثر
اعتبارم ہنوز باقی ماند

غزل

دل سے فرصت کبھو جو پائیے گا | حال اپنا ہمیں سنائیے گا
دل چراتے ہی تم چرائی آنکھ | اپنی آگے تو جی چرائیے گا
نظریں ہر ایک سے لڑاتے ہو | تک تو آنکھیں ادھر ملائیے گا
دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے | آپ پر کچھ نہ جی میں لائیے گا
کون ہو' لے چلے ہو کس لئے دل؟ | نام اپنا ذرا بتائیے گا
قصد اپنا جو تھا سو ہو نہ سکا | کہ تجھے اپنے گوں بنائیے گا

قطعہ

تیرے وعدوں کو اعتبار کیا | جھوٹی ناحق قسم نہ کھائیے گا
صاف کہدیجے مختصر اتنا | آئیے گا کہ یا نہ آئیے گا
اٹھ گیا ہے سبھی طرف سے دل | اوس طرف آوے تو بیٹھائیے گا
اور تو سب خیال جی سے مٹے | یہ بھی خطرا ذرا میٹھائیے گا

اس کی صحبت میں غیر آنے لگے
اب اثر آپ وہاں نہ جائیے گا

غزل

خامشی چوں قلم بیان منست | بےزبانی اثر زبان منست
درمن و او زبس جدائی نیست | چوں نگیں نام او نشان منست
ناز و جور و جفا ازآن تو | عاجزی و وفا ازآن منست
رشک صد دشمن است نیز ہماں | آں کہ بسیار مہربان منست

---

* (ن) کا

دلربایم نسودہ دلداری ۔ اے عجب دزد پاسبان منست
چہ غبار بلند پروازم ۔ خاطر یار آشیان منست
پاس و دلجوئیم گہے نکند ۔ بسکہ آن شوخ قدر دان منست
نشنیدی بخواب ہم ذشی ۔ بیوفا آنچہ داستان منست
اول دفعہ جان ربود ہنوز ۔ بد گمانم در امتحان منست
عیب پوش ہزاردشمنی است ۔ دوستئی کہ در زمان منست
ہر کجا بگزری بزیر پا ۔ مثل نقش قدم مکان منست
رمقی ماندہاست چندان نیست
جان من باش تاکہ جان منست

آہ پیارے میری یہ حالت ہے ۔ اور تیری وہی جہالت ہے
پر تیرے درپہ میں تو آن پڑا ۔ کوئی جاتاہوں یہاں سے اب تو اڑا
تیرے ٹالے نہیں میں ٹلتا ہوں ۔ آگراہوں سو کوئی چلتا ہوں
منہ کدھر مجسے اب چھپائیگا ۔ کیا بھلا گہر کو چہوڑ جائیگا
ابہی تجسے تو کام باقی ہے ۔ دل کی حسرت تمام باقی ہے
تک ذرا مجکو مر تو لینے دے ۔ آرزو دل کی کر تو لینے دے
تیرے در پر بھلا نبڑ تو چکوں ۔ کسو گوشے میں یہاں کے گڑ تو چکوں
کوئی دم کو تو آپ ہی جاؤگے ۔ کاھیکو پہر ادھر کو آؤگے
منہ جواس وقت مجسے موڑوگے ۔ کیامیرے ھاتہوں گہر کو چہوڑوگے
نہ لگے دل تو خیر زور نہیں ۔ گہر تمہارا ہے میری گور نہیں
ایسی حالت میں چاھو چہوڑ چلو ۔ دل شکستہ ہے اور توڑ چلو
میں تو بیٹھا بقول حضرت کے ۔ دیکہتا ہوں تماشے قدرت کے

غزل لہ مدظلہ

مرگ با زیست کارھا دارد ۔ زندگی انتظارھا دارد
ہر زمان از شکستہ رنگیہا ۔ چمن ما بہارھا دارد
آستان بوسیش محال و دلم ۔ ذوق بوس و کنارھا دارد
زچشم باز بادہ اے ساقی ۔ نشہ رنج خمارھا دارد

بیقرارم نبودہ است چنیں   آنکہ بامن قرارہا دارد
دل من سادہ است و هر ساعت   خاطر او غبارہا دارد
پا بدامان گوشہ گیری کش   دامن دشت خارہا دارد
نزنم دم ز بیم همسایہ   آہ ازبس شرارہا دارد
بندہ در شہر عشق مفلس نیست   نقد داغش ہزارہا دارد
بر نشانہ خدا کند کہ خورد   تیر آہم گذارہا دارد

میرود باز درد در کویش
چہ کند اضطرارہا دارد

دل میرا اب نہیں ہے کہنے میں   مرنے لگتا ہے گھرکے رہنے میں
نکلے جاتا ہے اختیار سے اب   نہیں تھمتا ہے اضطرار سے اب
لیک تو آپ دوڑے جاتا ہے   دوسرے مجکو کھینچ لاتا ہے
جب ادھر قصد راہ کرتا ہے   ہر قدم دھرتے آہ کرتا ہے
اب جو آیا تو یہاں سے پھر نہ ٹلے   گڑ کے بیٹھے کہیں ہلے نہ چلے

غزل

دل بریں آستانہ افتاد است   چہ قدر بیکسانہ افتاد است
واقعی گریہ ام بحال خود است   درد هجراں بہانہ افتاد است
مرغ دل نیست واقف از پرواز   در قفس ز آشیانہ افتاد است
چکنی ناصحا تو معذوری   کار باکس ترا نہ افتاد است
کارم از دست رفت چونکہ ترا   زلف در دست شانہ افتاد است

رحم می آیدم بحال اثر
کہ دلش عاشقانہ افتاد است

اور تجھہ میں پڑی ہے معشوقی   دل میں آکر اڑی ہے معشوقی
حسن کا اب ہوا زیادہ غرور   عاشقوں پر پڑی نگاہ قصور
حال عاشق پہ رحم کہاتا نہیں   گاہ بیگاہ منہہ دکہاتا نہیں
جب سے ہر دل تو ہوگیا ہے عزیز   ہوس و عشق کی رہی نہ تمیز
اس سے آگے یہ کاروبار نہ تھا   روز دل کا نیا شکار نہ تھا

دل ربائی علی العموم نہ تھی　　خود نمائی علی العموم نہ تھی
یوں دلوں پر نہ کی تھی جلوہ گری　　بند تھی ایک شیشہ میں یہ پری
شہرۂ حسن کی نہ تھی یہ دھوم　　اور تو کیا تجھے نہ تھا معلوم
میں ھی تھا تیری گرم بازاری　　کوئی کرتا نہ تھا خریداری
میری دولت تو خود شناس ہوا　　تب تجھے اپنا اتنا پاس ہوا
کھل گئی تجھ پہ اپنی سب خوبی　　آ گئے سارے ناز محبوبی
دلبری کی طرح جو آئی ہاتھ　　خرچ کرنے لگا ہر ایک کے ساتھ
اب جو دیکھا تو شور و غوغا ھے　　جس طرف دیکھو حشر برپا ھے

غزل

بردرت شور داد بیداد است　　ہر طرف صد ہزار فریاد است
عاشقاں را برائے درد و اثر　　نالۂ عندلیب ارشاد است
بستۂ بادل شکستہ جناح　　شد فرامش ترا مرا یاد است
جور از وے زمانہ آموزد　　آں ستمگار سخت استاد است

قطعہ

ہمہ مردند لیلی و شیریں　　نام مجنوں نہ نام فرہاد است
عشق در گور حسن در تہ خاک　　دوستیہا تمام برباد است
زندہ باشی غنیمت است اکنوں　　کہ جہاں از من و تو آباد است
نیست پابند عقل و ہوش اثر
مرد دیوانہ است و آزاد است

اپنے کوچہ میں پھر پھر آنے کو　　منع مت کر تو اس دوانے کو
بلکہ قابل ملاپ کے اب ھے　　کہ اسے کچھ غرض نہ مطلب ھے
بے سبب لت ہے یہاں کے آنے کی　　دور سے تجھ کو دیکھ جانے کی
صرف حیرت سے دید کرتا ھے　　کچھ نہ گفت و شنید کرتا ھے
اب خوشی کو نہیں یہ آتا ھے　　بلکہ کچھ اور دکھ ھی پاتا ھے
آنے دے کیا تیرا یہ لیتا ھے　　الٹے اپنی ھی جان دیتا ھی
کیا ہوا بار بار آتا ھے　　کچھ تجھے تو نہیں ستاتا ھے

جب که تیرے حضور آوے ھے
آپ اپنی سزا یہ پاوے ھے

غزل

جبکہ ایدھر تری نگاہ پڑی — میرے ھی دل پہ میری آہ پڑی
بیطرح کچھہ مرے ھی جاتا ھے — دل پہ حالت عجب تباہ پڑی
تو کرے اب نباہ یا نہ کرے — اپنے ذمہ تو یہاں نباہ پڑی
دمبدم یوں جو بد گمانی ھے — کچھہ تو عاشق کی تجکو چاہ پڑی

تیرے کوچہ میں آے بن نہ رھے
اب تو یہاں کی اثر کو راہ پڑی

نہیں اوس کو نگاہ میری طرف — کھینچ لاوے ھے مجکو تیری طرف
پر مجھے آے گا نہ کچھہ حاصل — چین پاتا نہیں ھے اب یہ دل
گرچہ آگے بھی کچھہ نہ کرتا تھا — اپنی حیرت میں آپ ھی مرتا تھا
شوخیت گرچہ بر درید نقاب — حیرت از چشم بر نداشت حجاب
بے حجابی ترا حجاب بس است — پردہ برداشتن نقاب بس است

غزل

اے پریرو برخ نقاب مبند — حیرت اینجا ھزار پردہ فگند
عاشقاں را دریں ھمہ گلزار — نالۂ عندلیب گشت پسند
چشم بد دور خال می سوزد — ز آتش حسن بر رخ تو سپند
بچہ می بست اینقدر دلہا — گر نبودے چنیں ز زلف کمند
از خدا ترس اے بت بیدرد — برمن زار شاد شاد مخند

دشمناں ھم بدشمناں نکنند
دوستاں آنچہ با اثر کردند

سب یہ تیری ھی دوستی نیں کیا — ورنہ میں نیں تو کیا کسو کا لیا
صرف تیری ھی دوستی کے سبب — ھوئی ھے خلق سارے مجھ پہ غضب
پر مجھے اس کا کچھہ نہیں ھے خیال — نہ کسو سے جواب ھے نہ سوال

دل پہ غالب ہوئی ہے بیہوشی ہے سبھی بات کی فراموشی
اب تو حیرت مجھے رہے ہے بڑی اور کی بھولی اپنی ایسی پڑی
تھا بھی حال گرچہ مدت سے دل پہ حیرت رہے ہے شدت سے
سیر ہرچند کر نہ سکتا تھا منہ کو حیرت سے یوں ہی تکتا تھا
پر بھلا کچھہ تو دید ہوتی تھی تیرے دیکھے کی عید ہوتی تھی
آہ وہ بھی کوئی زمانا تھا دل میں حیرت کا جو ٹھکانا تھا
اب جو بالفعل دل کی حالت ہے ویسی حیرت بھی ہو غنیمت ہے
کون ہے یہاں کہ ہووے اب حیران خانۂ دل ہی ہوگیا ویران
دل کبھی آپ میں جو آتا تھا تجھہ تلک مجکو بھی یہ لاتا تھا
اب کسو پاس میں نہ جانے کا لطف ہے نے کسو کے آنے کا
دل کو حاضر کبھو جو پاتا تھا حال اپنا تجھے سناتا تھا
اب اکیلے خفا جو رہتا ہوں کبھو کچھہ کوی شعر کہتا ہوں

غزل

ہم ہیں بے دل دل اپنے پاس نہیں آہ اس کا بھی تجھہ کو پاس نہیں
تو بھی بہتر ہے آئینہ ہم سے ہم تو اتنے بھی روشناس نہیں
پوچھو مت حال دل مرا مجھسے مضطرب ہوں مجھے حواس نہیں
بیوفا کچھہ تری نہیں تقصیر مجکو میری وفا ہی راس نہیں
قتل میرا ہے تیری بدنامی جان کا ورنہ کچھہ ہراس نہیں
ہیگی وحشت یہ اپنے ہی دلمیں روز وشب ورنہ کچھہ اُداس نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے
پر اثر کی ہمیں تو آس نہیں

نوبت بآن درجہ رسیدن حالت عاشق ناشاد و نا مراد
کہ بالفرض اگر یار بسلوک و مدارات گراید و
بخوبی صحت و ملاقات هم نماید آن بخود
از خویش رفتہ باز بخود نیاید

دل مرا بیحواس رہتا ہے رات دن اور اداس رہتا ہے

گو کہ آوے تو مہربانی سے — حال پوچھے بھی قدر دانی سے
لطف سے آن کے تو بیٹھے پاس — پر مجھے اب کہاں میں ہوش وحواس
اس جہاں سے ھی جاچکا اب میں — تو تو آوے یہ آچکا اب میں
تو سلامت رھے یہ میں نرھا — دیکھہ لیدا غلط نہیں میں کہا
میں نین مانا کہ تو ادھر آوے — آپ میں مجکو پر کہاں پاوے

غزل

جب تلک تو ادھر کو آوے گا — تب تلک یہاں توجی ھی جاوے گا
قہر طوفان ہے مرا گریہ — ایک عالم کو یہ ڈبا وے گا
کون ھے وہ کہ خیر خواھی سے — حال میرا تجھے سناوے گا
دیکھہ لیجیو یہ انتظار مرا — ایک دن تجکو کھینچ لاوے گا

قطعہ

تو نین بندہ سے جو سلوک کیا — بت کافر خدا سے پاوے گا
یاد رکھنا بھلا نہ مل بہتر — پر کبھو تو خدا ملاوے گا
جسقدر ھوسکے ستا لے تو — جب یہ بندا بھی کچھہ ستاوے گا

اثر اب تو ملے ھے تو اس سے
پر یہ ملنا مزا دکھا وے گا

زیست ھونی تعجبات ھے اب — مرھی جانا بس ایک بات ھے اب
دور میں تیرے ھے وو کچھہ اندھیر — نہیں معلوم دن ھے رات ھے اب
دل ھے زندہ نہ جی ھی جیتا ھے — زندگی بدتر از ممات ھے اب
اتنے بے دید بے شنید ھوے — نہ توجہ نہ التفات ھے اب
ھجر کیسا وصال ھو بالفرض — کچھہ ھی صورت ھو مشکلات ھے اب
جی ھی لینا بلطف ھے منظور — اسقدر جو تفضلات ھے اب
جیتے جی تو رھا وصال محال — مرچکے پر توقعات ھے اب

کچھہ نہ پوچھو اثر کی بے چینی
نہ سکونت* ھے نے ثبات ھے اب

---

* سکون کے معنوں میں ھے

هو چکا خیر جو کہ ہونا تھا — جس کا مجھ کو ہمیشہ رونا تھا
اب ملاقات بھی ہوئی تو کیا — سب مکافات بھی ہوئی تو کیا
عشق نہ تیری اور حالت کی — نہ سمجھ اس کو جون انالیلی
کس کی لیلی کہاں کا مجنوں ہے — یہ تو کچھ اور تازہ مضمون ہے
دل کو اب میں نہیں یہاں تلک مارا — راکھ جل کر ہوا یہ انگارا
تو سہی خاک بھی کروں برباد — تو بھی اس بات کو بھلا رکھ یاد
اب تو بالفرض تو گر آن ملے — ہوویں شکوے نہ میری جان گلے
بیخبر دم بخود رہوں تو رہوں — یا مگر اس قدر کہوں تو کہوں

لہ مد ظلہ

پیارے اس وقت تم تو آ مئے — نہ رہا دل ہی جب کہ میرے کئے
مرگیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی — اب اثر کی خدا سے خوب بنے

غزل

لے گئے اپنے ساتھ زیر زمیں — خواہشیں سب یہ دل کی دل میں رہیں
اب ملاقات میری تیری کہاں — تو تو آوے بھی یہاں پہ میں تو نہیں
بیوفائی کا کچھ گمان نہ تھا — ایک تھا تجھ سے جور کا تو یقین
مارتی ہے یہ جی کی بے چینی — یارب آرام دل کو ہو وے کہیں
ایک تیرے لئے میں ساری عمر — سب کی باتیں ہزارہا تو سہیں
نہ رہی دل میں بس کوئی خواہش — آرزو اس سوا کچھ اور نہیں
ہجر کی رات مثل شبنم وشمع — روتے روتے ہی گذری صبح تئیں

عاشقی اور عشق کی باتیں
سب جہاں سے اثر کے ساتھ گئیں

غزل

چوں شرر تا بخود نظر کردم — چشم وا کردم و سفر کردم
بیخبر گشتہ ام خبر کردم — الغرض قصہ مختصر کردم
آہ از من مپرس اے ظالم — کہ چساں زندگی بسر کردم
نالہ و آہ و گریہ و زاری — روبروئے تو ہر قدر کردم

این همه هیچ اثر نکرد مگر　بیدماغت زیادہ تر کردم
سینہ و داغ زندگانی و غم　یکدگر صرف یکدگر کردم

ضبط تا چند هرچہ بادا باد
اثر اکنون من آہ سر کردم

غزل

دعوی، عاشقی هر آنکہ کند　سود بیند بهر زیاں کہ کند
دل نساند است سخت حیرانم　قاصد اشک را رواں کہ کند
آہ هرجا دل است مائل اوست　پاس بیچارہ عاشقاں کہ کند
مردم دیدہ خود در افشانید　راز دل را دگر نہاں کہ کند
باغباں چوں همیشہ نیست بہار　اندریں باغ آشیاں کہ کند
سخت نازک مزاج گشت دلم　ناز برداری، بتاں کہ کند

هم نشیناں همہ رقیبانند
با تو حال اثر بیاں کہ کند

غزل

نفع یہاں تو گماں اپنا هے　سود بیشک زیاں اپنا هے
شورش اشک و آہ کی دولت　سب زمین آسماں اپنا هے
تیرے کوچہ میں مثل نقش پا　هر قدم پر مکاں اپنا هے
ایک دم سے لگی هے کیا کیا کچھہ　جاں هے تو جہاں اپنا هے
خوب اپنے تئیں سمجھتا هے　هر کوئی قدر داں اپنا هے
مدد اشک سے بسان حباب　جسم تخت رواں اپنا هے
جسطرح هووے تجھہ تلک پہنچیں　بس یہی آرماں اپنا هے
هاتھہ میں رکھہ میاں نگیں دل　اس میں نام و نشاں اپنا هے
غیر کا تو کہاں سے دوست هوا　دشمن اپنا گماں اپنا هے

دل نیں مجھہ سے اثر کیا سو کیا
کیا کہوں مہرباں اپنا هے

بیان محویت عاشق بے خبر و فنائے نام و زوال عین و اثر

غم نے تیرے مجھے ہلاک کیا — دل کو سارا جلاکے خاک کیا
اب نہ میں ہی رہا نہ دل ہی رہا — یاد رکھنا بھلا یہ میرا کہا
جھوٹ ہوتا تو آزما لینا — کھوٹ ہوتا تو خوب تا لینا
اب نہ اپنی خبر نہ دل کی خبر — ہوگیا ہے زوال عین و اثر
میں رہا ہوں تو کچھہ خبر ہووے — دل رہا ہو تو اب اثر ہووے
اب مرا نام ہی رہا نہ نشاں — کوئی مجھکو جو ڈھونڈے پاوے کہاں
دل نیں پائی ہے میری خوب فنا — وہ جو میں نیں کہا تھا اب وو ہوا
اثر اتنا تو کام کیجئے گا — کام اپنا تمام کیجئے گا
شکر للہ کہ آپ ہی کام ہوا — خود بخود کام یہاں تمام ہوا
قصد اپنا یونہیں تھا بیہودہ — سچ ہے حضرت کا میرے فرمودہ

له مد ظله

کام یہاں جس نیں جوکہ ٹھہرایا — جب تلک ہووے آپ ہی کام آیا
بیطرح کچھہ اُلجھہ گیا تھا دل — بیوفائی نیں تیری سلجھایا
آنسو کب تک کوئی پئے جاوے — اس محبت نیں بہت جی کھایا
دشمنی میں سنا نہووے گا — جو ہمیں دوستی نیں دکھلایا

هم نہ کہتے تھے منھہ نہ چڑہ اس کے
درد کچھہ عشق کا مزا پایا

حال یہ کچھہ تباہ رہتا ہے — تس پہ قصد نباہ رہتا ہے
جان سے بھی گذرگئی نوبت — نہ گئی تس پہ بھی تری الفت
ایک مدت سے آہ مرتا ہوں — آج تک پر نباہ کرتا ہوں
دل بیتاب کو قرار نہیں — کچھہ مرا اس میں اختیار نہیں
نہیں کچھہ اس میں واسطہ تیرا — نہ تکلف نہ قصد ہے میرا
دل کے اوپر کسو کا زور نہیں — ورنہ سوجھی ہے کوئی کور نہیں

گرے اندھوں کی طرح چاہ کے بیچ کیا کرے بس نہیں ھے چاہ کے بیچ
آ پھنسا جو کہ دام الفت میں جا پڑا پھر تو وہ مصیبت میں
مرتے مرجائیے پر نہ چھوٹ سکے رشتۂ دوستی نہ ٹوٹ سکے
مار ڈالا ھے اس محبت نیں جان کھایا ھے تیری الفت نے
اپنے حضرت کا سب یہ فرمانا بعد مدت کے میں نیں اب جانا

لہ مد ظلہ

مجکو تجسے جوکچھہ محبت ھے یہ محبت نہیں ھے آفت ھے
لوگ کہتے ھیں عاشقی جس کو ہم جو دیکھا بڑی مصیبت ھے
آپھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں
درد یہ بھی خدا کی قدرت ھے

حال جو کچھہ ھے مجھ دوانے کا نہیں قابل ترے سنانے کا
اتنی کردی ھے اب خبر تجکو نہ کرے یا کرے اثر تجکو
اب اثر کو کہاں سے میں لاؤں ڈھونڈھوں کیدھر کہاں اوسے پاؤں
اس جگہہ تو نہ میں نہ تو ھے اب بس کہیں اور گفتگو ھے اب
کام جس سے ھے اول و آخر ھے مددگار باطن و ظاہر
تھام لیوے وھی اثر کے تئین کرے آگاہ بے خبر کے تئیں
اے میرے پیر میں نیں کی ھے خبر ھے یہ وقت مدد کہ آہ اثر

لہ مدظلہ

درد از خویش میرود اکنون مگر آیٔ و رفتنش ندھی

نمودن خبر بدل غم پر و رد از بودن اثر در ذیل و طفیل
درد و فرمودن قطعہ نظر از بیدرداں دل سرد
و بیان تاثیرات و اثر جناب حضرت
درد مد ظلہ العالی

بس کر اے دل زیادہ چھیڑ نہیں گو تری بات کو نبیڑ نہیں

ساتھہ اپنے مجھے بکاوے ہے
یونہیں بیہودہ سر پھراوے ہے
کہیں خاموش ہو خدا کومان
اسقدر بھی تو وہ نہیں انجان
بس زبان بند کر خدا سے تو ڈر
کوی ہوگا کہے سنے سے اثر
یہ کہاں کی ہے بات فکر نہ کر
درد ہوگا جہاں نہ ہوگا اثر؟
درد ہے باعث وجود اثر
درد ہے موجب نمود اثر
درد ہے ہادی و دلیل اثر
درد ہے حامی و وکیل اثر
درد دل میں جہاں کہیں ہوگا
اثر البتہ یہ وہیں ہوگا
درد ہوگا جنہوں کے دل کے بیچ
ہے اثر بھی انہوں کے دل کے بیچ

غزل

عاشقم کارو بار من درد است
حاصل روزگار من درد است
پیش عشاق چوں دل عاشق
موجب اعتبار من درد است
چہ غم از بیکسی و تنہائی
مونس و غمگسار من درداست
گو دماغی مرا بسیر چمن
ہمہ باغ و بہار من درد است
نیست پہلو نشیں من دل من
ہمگی در کنار من درد است
نقش بند محبت یارم
ہمہ نقش و نگار من درد است
عہد و پیماں دگر نمی دانم
ہمہ قول و قرار من درد است
میکشاں در بلا کشی آیند
نشۂ بے خمار من درد است
نفریبد مرا دو روزہ نشاط
خوشیء پایدار من درد است
نکنم صید ہیچ زاغ و زغن
باز عنقا شکار من درد است
نیست میلم بلذت دنیا
درد دل داغدار من درد است
نخورم من فریب عیش و نشاط
راحت بیشمار من درد است
نیست درغم کسے مصاحب من
صاحب نامدار من درد است
میگریزم ز راحت و آرام
درد دل بیقرار من درد است
نے کسے یار و نے کسے اغیار
شکر للہ کہ یار من درداست
نیست پروائی دوستداری کس
درجہاں دوستدارمن درداست

بس وسیلہ اثر برائی نجات
در بساط و شمار من درد است

ہے یہی شوق دمبدم میرا
کہ سلے آن کے الم میرا
درد عاشق دلوں کا صاحب ہے
الم اوس کے سبب مصاحب ہے
ایک جا بیٹھیں دردمند بہم
دیکھیں آکر اثر کا درد و الم
گرم صحبت یہ دردمند کریں
بات آپس کی سن پسند کریں
درد بیدرد سے نہ مجکو کام
ایسے دل سرد سے نہ تجکو کام
باد جانم فدائے نام درد
یاد دارم من ایں کلام درد

المدظلہ

ورد یومی بزاهد ارزانی
ذکر لیلیٰ بس است مجنوں را

گرمی دل تو آہ و نالہ ہے
درد بن دل خنک ہی پالا ہے
درد بن دل ہیں ان کے جوں مردہ
درد بن خاطریں ہیں افسردہ
دردمندوں کی بات جانتی نہیں
عشق کی حالتوں کو مانتے نہیں
کب یہ سمجھیں ہیں حرف زندہ دلاں
ان کو فہمیدہ بات کی ہے کہاں
درد کی قدر مرد جانتے ہیں
درد کو اہل درد مانتے ہیں
درد سے ہیگی زندگانیٔ دل
درد سے ہے سدا جوانیٔ دل
درد ہی شمع خانہ دل ہے
درد گرمیٔ بزم و محفل ہے
درد سرمایۂ محبان ہے
درد پیرایۂ محبان ہے
درد ہے عاشقوں کے دل کی بساط
درد ہے عاشقوں کا عیش و نشاط
درد سے دل کی زندگانی ہے
درد سے عمر جاودانی ہے
درد سے ہی تو جاگتا جی ہے
درد سے خوبی زندگی کی ہے
درد دل کو کرے ہے آئینہ
درد دل کو کرے ہے بے کینہ
درد دل کو گداز کرتا ہے
جاں سراپا نیاز کرتا ہے
درد دل کو جلا کے پاک کرے
درد حرص و ہوا کو خاک کرے
درد دنیا سے دل کو چھڑاوے
درد اللہ کی طرف لاوے

درد اللہ کا خیال لگائے خواب غفلت سے غافلوں کو جگائے
درد سے معتبر عبادت ہے درد سے ہی قبول طاعت ہے
اے میرے پیر میں تیرے قربان صدقے ہر بات پر تیرے دل وجان

لا مد ظلہ

گر نہ عفو تو عذر خواہ بود طاعت ما ہمہ گناہ بود
ننویسند نامۂ عملم عضو عضوم ز بس گواہ بود
تہمت صاحب زبان سخن است شمع خاموش روسیاہ بود
ہیچ جا سر فرو نمی آرم تاج باشد وگر کلاہ بود
جمع اسباب ہیچ لازم نیست
ہر گدا نیز درد شاہ بود

درد ہے موجب نجات و قبول درد ہے واسطہ برائے حصول *
درد کا دل میں ہی ٹھکانا ہے درد بخشانے کا بہانا ہے
درد سینہ تمام صاف کرے درد تقصیر کو معاف کرے
درد اللہ کا ہی نام لوائے درد حق کے طرف دلوں کو لگائے
درد حق سے لگائے دل کی لو درد کھولے اسی طرف کی رو
تیرے بندہ وو کچھ ہیں والا جاہ ہر گدا تیرے در کا شاہنشاہ
جس کو تم چاہو سلطنت بخشو دونوں عالم کی مملکت بخشو
تاج بخشی ہے بخشش ادنی دیتے ہو تم تو دیں اور دینا
یہ بھی اپنے دنی غلاموں کو ورنہ آئے ہو اور کاموں کو
جو تمارے ہیں بندۂ درگاہ دونوں عالم پہ کب ہے ان کی نگاہ
یہی شعر غزل سند لاؤں پھر اسے اور طرح دہراؤں
آنچنان ہمتے اثر دارم ہیچ جا سر فرو نمی آرم
نکنم قصد حق گواہ بود تاج باشد و گر کلاہ بود
وہ جو مخصوص ہیں تماری غلام ان کو بس ہے تماری ذات سے کام

---

* (ن) وصول

جیسے تم کو خدا رسول سے راہ — خاص محض اجتبا قبول سے راہ
نسبت اهل بیت خاص یہ هے — تمکو وهاں قرب و اختصاص یہ هے
بس همیں تم تلک رسائی هے — یہ بھی بے سعی اپنے پائی هے
کہ تمہارا همیں بنایا هے — کیسا درجہ یہ هم نیں پایا هے
کچھہ نہ مطلب کے هیں نہ کام کے هیں — هم نکمے تمہارے کام کے هیں
نہیں رکھتے هیں کچھہ هی کاروبار — ایک تمہارا قبول هے درکار
یہ تمہارا اثر هے حضرت درد — هے تمہاری هی جوتیوں کی گرد
تم سے بس تم کو چاهتا هوں میں — همت اپنی سراهتا هوں میں
کفر و دین کافر و مسلمان کو — ذرۂ درد اپنے حیران کو
درد پر جان و دل نثار کروں — درد کے آگے صدقے هو کے مروں

درد کی ذات پاک کے قربان
درد کے در کی خاک کے قربان

دل و جانم فدائے درد بود — هستیم از برائے درد بود
هر زماں لذت دگر بخشد — بر زبانم ثنائے درد بود
پایۂ سرفرازیم دانی — سر من خاک پائے درد بود
سخت بیگانہ ام ز را حہتا — دل من آشنائے درد بود

ظرف و مظروف اثر یکے شدہ است
خود دل من بجائے درد بود

ترجیع بند

بسکہ بنو اخت آنجناب مرا — بندۂ درد شد خطاب مرا
دل صد پارہ در بغل دارم — باشد ازبر همین کتاب مرا
نالۂ عندلیب و نالۂ درد — می نمایند فتح باب مرا
درد مندم غلام حضرت درد — نبود میل خورد و خواب مرا
گریۂ جاں گداز من چوں شمع — همگی دادہ آب و تاب مرا
زیں گناهاں بے حساب و شمار — نفتند کار با حساب مرا
بهتر از جام جم ز دولت درد — باشد ایں دیدۂ پر آب مرا

مست سرشار از مے دردم   هست خون جگر شراب مرا
چون نمک خوار حضرت دردم   دل بریان بود کباب مرا

تحت اقدام ملجا و ماواے
تا درش مرجع و مآب مرا

ملکه قربان نام پیر خودم   خاک اقدم خواجه میر خودم
هستم از جان و دل غلام او   وز ته دل فداے نام او
هر صباح و مسا کنند ادا   جن و انس و ملک سلام او
نتوان کرد شرح مرتبه اش   برتر از فهم ما مقام او
حضرت جامع جمیع کمال   قرعهٔ فال زد بنام او
ساقی کوثر از شراب طهور   همه لبریز کرده جام او
کنه هر امر روشن از سخنش   مرشد مرشداں کلام او
دین و ایمان و آسمان و زمین   همه قایم شد از قیام او
هست آزاد واقعی بجهاں   هر که گر دید اسیر دام او
ناصر ما امام ما همه اوست   حضرت ناصر است امام او

درد جانست و حرز ایمان است
نام با عز و احترام او

پیر من خواجه میر درد بود   پیر و اوست هر که مرد بود
بسکه جانم بود فداے درد   گرد آید همه بجاے درد
هر که بیند مرا بدرد آید   هستیم هست رونمائی درد
قلب و قالب تصدق نامش   جان و تن گشته آشناے درد
بندهٔ دردم و غلام درش   گرد نعلین و خاک پاے درد
نسبت قرب خاص کرده عطا   نتواں کرد او اثناے درد
بسکه نور مجرد است و لطیف   قوت روحی بود غذاے درد
دو جهاں در نظر نمی آرد   فخر شاهاں بود گداے درد
دل و جانم بدر آمده است   گشته ام خلق از براے درد
مشتے از خشک استخوان دارم   گر قبولم کند هماے درد
بسکه رویافتم فناے قلب   خود دل من بود بجاے درد

دل من درد و جان من درد است
من ز درد و ازآن من درد است

هم دوا هم شفاے من درد است   هرچه هست از براے من درد است
کرد رفع حجب ز پیش نظر   مرشد رهنماے من درد است
غم دنیا میان دل نگذاشت   مونس غم زداے من درد است
نفتد عقدهٔ بکار دلم   همه مشکل کشاے من درد است
سر نیارم بزیر افسر و تاج   ظل بال هماے من درد است
در هوایش پرم بجان و دل   کاهم و کهرباے من درد است
نالهٔ درد و آه سرد کشم   هادی و پیشواے من درد است
می سپارم باو سفینهٔ دل   بخدا نا خداے من درد است
دلده و دلنواز و مونس دل   دلبر و دلرباے من درد است
دردمندم سخن ز درد کنم   حاصل مدعاے من درد است

در دلم درد بر زبانم درد
دین و ایمان و جسم و جانم درد

سخن درد بر زباں دارم   شمع ساں گرمیِ بیاں دارم
سر بسر در گرفت آتش عشق   دل بیتاب شعله ساں دارم
نالهاے رسا بدولت درد   آں سوے هشت آسماں دارم
بسکه خوگر شده بلذت درد   دل سزاوار امتحاں دارم
هست رشک هزار فصل بهار   نو بهارے که در خزاں دارم
بیقرارم نموده سوزش عشق   برق آسا دل طپاں دارم
با رفیقاں کنم زیارت درد   ناله و آه همرهاں دارم
مرغ روحم بلند پرواز است   بر در درد آشیاں دارم
پاے برتر نهم ز اوج فلک   سر بریں خاک آستاں دارم
اثر درد عندلیب خودم   من گمنام ایں نشاں دارم

میر من درد پیر من درد است
حضرت خواجه میر من درد است

مالک جسم و جان من درد است   همه روح و رواں من درد است

باطن و ظاهر است جلوهٔ گهش | در دل و بر زبان من درد است
بیدلاں را جز او کہ می پرسد | بس فقط قدردان من درد است
با دلم کرد گرم جوشی ها | صاحب مهربان من درد است
درد مندم ز درد خورسندم | این پسندم از آن من درد است
باشد از درد قدر و منزلتم | محک امتحان من درد است
بیدلم هستیم ز درد بود | همه نام و نشان من درد است
طپش دل ز دردمندیهاست | جملهٔ تاب و توان من درد است
هست مقبول صاحبان قبول | دلبر دلبران من درد است
نالہ و آہ اوست هادی راه | جرس کاروان من درد است

بندهٔ خواجه میر درد خودم
پیرو آن وحید فرد خودم

ذات او اول محمدیاں | هادی و رهنمای انس و جاں
آیةالله عارف بالله | کاشف کل حقایق و اعیاں
صادق الوعد صادق الاقوال | واثق العهد مستقل پیماں
عالم با عمل ولیء خدا | مطمئن با یقین و با ایماں
ذوالکرامة محقق بے مثل | صاحب کشف و صاحب عرفاں
راحت و انس و جان و مونس دل | صاحب درد جمله را درماں
در طریق خلوص و عین خصوص | اهل حق راست حجة و برهاں
هادی خلق و رهنمای همه | هست ذات مبارک ایشاں
خالق انس و جان با و بخشید | چه بلاغ مبین و حسن بیاں
تاکجا گویم از* نعوت و صفات | با خبر سازمت ز نام و نشاں

خواجه میر محمدی درد است
دستگیر محمدی درد است

اکنون آں به که در حضور آیم | زین شرف سر بآسمان سایم
ایجناب مقدس پیرم | دستگیر و امام و مولایم

---

* (ن) گویمت

بر درت بوده در حیات و ممات بجابدن ادب زمین سایم
عمر در سایہ ات بسر کردم مثل امروز ساز فردایم
روز و شب چشم ظاہر و باطن جز سوے این جمال نکشایم
از تمامی وساوس و خطرات پاک یکسو شدہ بیا سایم
جز تو حرف و حکایتے نکنم بکسے حال جز تو ننمایم
سروکارم بہ ہیچ کس نبود صرف قربان این سراپایم
لایق قرب خاص گرچہ نیم کنف لطف ساختی جانم
قبلہ و کعبۂ بہ ہر دو جہاں بتو وابستۂ دین و دنیایم

نور ناصر تو قبلہ گاہ منی
ہم بدنیا و دین پناہ منی

با اثر دردی و تو سر پدر از توام شد زوال عین و اثر
جسم و جان را فداے درد کنم ورنہ از ہستیم مراچہ خبر
اے خداوند وہب تاج و لوا رونق و زیب عرشہ و معبر
باد ذاتت مدام در دو جہاں بر سر ایں غلام ظل گستر
بحضورت کلم زمیں سائی خاک پاے تو بر سرم افسر
توئی ابن الامام ناصر دین نائب و جانشین پیغمبر
شدۂ با امام اشبۂ تام نتواں کرد فرق ہمدیگر
من من گفت آن امام ترا اے دل عندلیب و لخت جگر
سر بسر عین ناصری بیشک چشم و گوش و زبان و ہوش و بصر
غیر تو در جہاں کسے نبود پدر و پیر را چنیں مظہر
پدر من توئی و پیر توئی ناصرم تو و خواجہ میر توئی

مناجات بہر نجات از تعلقات غیر
و انجام بخیر خوبی

حق مرا خاتمہ بخیر کرے دور سب دوستیء غیر کرے
ان بتوں کے خیال میں نہ مروں اپنے اللہ کو میں یاد کروں
میرے صاحب کے نام کا صدقا اور اس کے کلام کا صدقا

له مد ظله

بت پرستی هے اب نه بت شکنی
که همیں تو خدا سے آن بنی

جارشی بات اب کہیں کی کہیں — قصه کیا تھا مجھے خبر هی نہیں
بیوفائی نه سمجھیو اس کو — پار سائی نه سمجھیو اس کو
زهد و تقویٰ هے یه نه فسق و فجور — اور هی چیز هے سمجھه سے دور
کون سمجھے اسے قسم بخدا — سارے عالم سے هے یه بات جدا
درد نیں کردیا تمام گداز — کھول دی سب حقیقت اور مجاز
کون معشوق کون شاهد هے — اب سخن کا خدا هی شاهد هے
کون وه کون میں کہاں کا عشق — کیا کہوں هے جو هے جہاں کا عشق
درد کی خدمت و غلامی سوا — اور اس کی جناب سامی سوا
هو جو یا رب کسو سے کام مجھے — تیرا دیدار هو حرام مجھے
میں تو هوں هیچ محض ناکاره — ننگ خلقت غریب بیچاره
نہیں مجھه میں کوی هوا و هوس — هے فقط درد کی غلامی و بس
نہیں میں تو کسو هی کام کا هوں — کچھه نہیں هوں پر اس کے نام کا هوں
بس یه تھوڑا نہیں بن آیا هے — مجھے اوس کے لئے بنایا هے
سر بسر اوس کی هی نوازش هے — سب اسی بات کی نوازش هے
هے وو محمود میں هوں اس کا ایاز — بنده پرور هے وه غریب نواز
هے اوسی کا قبول میری بساط — هے اوسی کی رضا خوشی و نشاط
ایک ادنیٰ غلام اس کا هوں — جوں نگیں پائے نام اس کا هوں

غزل

گو نیم مرد اثر پئے مردم — کفش بردار حضرت دردم
گر نبودے قبول خاطر او — آه یا رب دگرچه میکردم
گرمئی عشق خود بجانم ده — اے ز دنیا نموده دل سردم
روز میثاق هست مد نظر — من ازاں عهد بر نمی گردم

عشق او حشر می کند برپا
درمیان دل اثر هر دم

بسکه جانم بود فدای درد
گرد آید همه بجای درد

هر که بیند مرا بدرد آید
هستیم هست رونمای درد

سر آرام و راحتم نبود
دل و جان است خاک پای درد

قلب و قالب تصدق نامش
جان و تن گشته آشنای درد

دردمندم اثر ز روز ازل
خلقتم هست از برای درد

دل مرا صرف درد سارا ہے
اور کا اس میں کب گذارا ہے

درد محبوب ہے مرے دل کا
درد مطلوب ہے مرے دل کا

سارے محبوب ہیں فدا اس کے
شاہ سے تا گدا گدا اس کے

درد ہی دوستدار ہے میرا
درد ہی صرف یار ہے میرا

دردہی میرے جی میں چھایا ہے
درد کا میرے سر پہ سایا ہے

آہ کیا کیا بیان کروں میں اب
دل کہے ہے زیادہ حد ادب

میں کروں اُس کی دوستی کا خیال
کب ہے قدرت مری کہاں ہے مجال

کب یہ مقدور میں نیں پایا ہے
کب یہ میرا مقام و پایا ہے

نام لوں درد کی محبت کا
ذکر چھیڑوں میں اس کی الفت کا

اپنا محبوب میں کہوں اس کو
یا کہ مطلوب میں کہوں اس کو

کب ہے درجہ کہ یار اس کو کہوں
کب ہے منہ دوستدار اس کو کہوں

ہوں اثر سنگ اس کے گھر کا میں
ایک کتا ہوں اس کے در کا میں

کیا کہوں اس کی ذات والا کا
ہے وہ محبوب حق تعالیٰ کا

ذرہ کی آفتاب سے نسبت
ہے مری اس جناب سے نسبت

وصف اس کا نہیں مجال مری
کیا کہوں میں زباں ہے لال مری

یا مرے پیر میں تمہارا ہوں
حول و قوت سب اپنی ہارا ہوں

دین و دنیا مری تمہارے ہاتھہ
حضرت حق نے یوں بنایا ساتھہ

تجھ سوا اور کون میرا ہے
آسرا صرف مجکو تیرا ہے

تجھ سے ہی بس نباہ اسکا ہے
سارا عالم گواہ اسکا ہے

تونیں ایسی هی دستگیری کی   پدری مادری و پیری کی
تونیں اس مہر و غور سے پالا   نہ پڑا مجکو اور سے پالا
بات جو هے مری سو تیرے ساتھہ   تونیں ایسی هی کی هے میرے ساتھہ
تیری الفت نیں ایسا گھیرا هے   کہ مجھے سب طرف سے پھیرا هے
تونیں بندے کو یوں نوازا هے   ایسے ناکس کو سر فرازا هے
نہ قبولے اسے تو اور کوئی   کب کرے یوں کسو کی غور کوئی
رحم یوں مادر و پدر نہ کرے   پیر مرشد کوئی پسر نہ کرے
تیری رحمت هی ظل رب عباد   هیگی هفتاد مادروں سے زیاد
یوں غلاموں سے یار باشی کی   آہ کیا کیا هی خوش معاشی کی
یار کوئی تو نہ یوں تو یاري کرے   دوست کب ایسی دوستداری کرے
سارے معشوق کیجے صدقے نثار   سبھی محبوب تجھ پہ ڈالے وار
عاشقوں کے تو جیسے ناز اٹھاے   بس تو هی یا کہ بے نیاز اٹھاے
نہ رہا جی میں آرمان کوی   یوں کرے کب کسو پہ مان کوی
اے خداوند میرے بندہ نواز   ناز پرور کیا یہ تونیں ایاز
کس کا محمود اور کیسا ایاز   هے ترا آپ هی ناز و نیاز
یہ تو ناچیز نیست محض وعدم   خود بخود هے ترا هی فضل وکرم
سب ترے فضل نیں هے کام کیا   ذیل میں اپنے اوسکو تھام لیا
تونیں ناچیز کو جو چیز کیا   تب سبھی نیں اوسے عزیز کیا
یہ قبولیت اس جناب میں هے   نام اس کا بھی هر کتاب میں هے
اور هر جا جو کچھہ کہ فرمایا   دیکھنے میں سبھی کے وہ آیا
اپنے ذاتوں وگرنہ کچھہ هی نہیں   خیر تیرا هے ورنہ کچھہ هی نہیں
فضل حق کا میں کیا بیان کروں   صدقہ قربان جی و جان کروں
تجسے محبوب سے هے کام مجھے   دولت وصل هے مدام مجھے
هے یہی حسن ایک سا هر حال   قابل عشق هے یہ حسن وجمال
گلشن عندلیب کا گلزار   هے یہی پھول گل همیشہ بہار
نہیں هوتی یہ صحبت رنگین   نہ هوئی هے نہ هوگی اور کہیں
کونسا رنگ پھر نظر میں چڑھے   کسطرح دل نہ تیرا کلمہ پڑھے

نے سبھی بات میں تو مد نظر
کیا کرے کوی اور چیز اثر

روز و شب کوی بات تیرے سوا
نہیں در پیش آتی شکر خدا

تیرے صدقے سے دید رھتی ھے
خوشیء دل سے عید رھتی ھے

حق اثر کو یونہیں تمام کرے
بس اسی میں جئے اسی میں مرے

جز دعا اور کیا غلام کہے
اس پہ سایہ ترا مدام رہے

تو ھے آئینہ جمال اللہ
تجھہ میں سب جلوہ گر ھے وجہ اللہ

مظہر نام حق تعالیٰ کا
کوی تجھہ سا ھوا نہ ھووے گا

ھے تو قایم مقام ناصر دین
ھے تو ابن الامام ناصر دین

ناصر دین وو تیرا ناصر ھے
نور ناصر تو میرا ناصر ھے

وصف کرنا جناب ناصر کا
کب ھے مقدور مجھسے قاصر کا

بات وھاں کی میں کیا مجال کہوں
عجز سے بس زبان لال رھوں

کس کی طاقت کسے ھے تاب وتواں
اوس جگہہ ھم سبھی ھیں کل لسان

واہ کہنے کا توھی لایق ھے
بات سب وھاں کی تجہہ پہ صادق ھے

ھے سبھی بات کے مطابق تو
نالۂ عندلیب ناطق تو

تو تو خود آپ نور ناصر ھے
تجسے ھی یہ ظہور ناصر ھے

تجہ پہ اسرار سب ھویدا ھیں
سارے انوار تجسے پیدا ھیں

جوں فرشتہ ھیں سر بسجود
تو ھمارا ھے قبلہ و مسجود

اپنا معبود تجکو مانا ھے
بس یہ سر اور آستانہ ھے

تونیں کھولی حقیقت توحید
سب پہ تیری مدد تری تائید

تونیں توحید ھمکو دکھلائی
تونیں تجرید ھم کو سکھلائی

تو ھی اول ھے تو ھی آخر ھے
تو ھی باطن ھے تو ھی ظاھر ھے

کشف و اظہار کے تو قابل ھے
حضرت عندلیب کا دل ھے

تیری غیبت و معیت وھاں
کرسکے ھے ھر ایک بات بیاں

خاص وھاں تجکو ھی رسائی ھے
اور کس نیں مجال پائی ھے

جو کہا تونیں سب وھی تو کہا
ذکر مذکور بس یہی تو رھا

جو ھے تیرے جناب کی تصنیف
ھے اوسی ذات پاک کی توصیف

وھی ھرجا جو کیجے غور کہے
جب کہے پر نئے ھی طور کہے

داد اوسکی میں کیا شعور جو دوں — تیرے سمجھانے سے سمجھتا ہوں
یہ بھی تیرا ہی فیض صحبت ہے — ورنہ کیا میری تاب و طاقت ہے
کچھ ہی تیرے حضور میں بولوں — یا کہ عجز و قصور میں کھولوں
کہہ سکوں کیا میں اس جناب کے بیچ — بات ظاہر ہے سب کتاب کے بیچ
ہیں تصانیف اوس جنابوں کے — ذرہ توصیف اوس جنابوں کے
نالۂ عندلیب ہے دل میں — یہی درد حبیب ہے دل میں
قطعہ تاریخ کا جو فرمایا — آپ حضرت کو وہ پسند آیا
ہوا مقبول اوس جناب کے بیچ — آپ داخل کیا کتاب کے بیچ
مصرعۂ آخری بلا کم و کاست — بے تکلف پڑا عدد میں راست

قطعہ

سال تاریخ این کلام شریف — کہ بسوے حق انجذاب نماست
کرد الہام حق بگوش دلم
نالۂ عندلیب گلشن ماست
۱۱۵۳

دل میں رہتا ہے واردات درد — ورد جاں ہیں مصنفات درد
جو کہ علم الکتاب کو سمجھے — کچھ ذرا اوس جناب کو سمجھے
نالۂ درد ورد ہے میرا — دل فدا اوس کے گرد ہے میرا
بات اپنی تمام آپ کہے — اور کے کہنے کی جگہ نہ رہے

لہ مدظلہ

درد می بارد از رسالۂ درد
شرح درد دل است نالۂ درد

قطعہ تاریخ میں ہوا جو ابھی — فیض اوس کے کلام کا ہے سبھی
کرد الہام حق بگوش اثر — این کلامیست کز حبیب منست
گوش کن از سر صفا و صدق
نالۂ درد عندلیب منست
۱۱۹۰

ایک ہے یہ رسالۂ نالۂ درد　　دوسرا اس کے ساتھہ آہ سرد

اور دو اِن کے جو مقابل ہیں　　درد دل اور شمع محفل ہیں

الغرض ہر کلام حضرت کا　　کھولتا ہے مقام حضرت کا

عاشقان خدا کو درد دل　　بات سے اوس کی ہووے ہے حاصل

درد جو دستگیر میرا ہے　　حضرت خواجہ میر میرا ہے

اوسکی ہی ذات نور ناصر ہے　　سب اوسی سے ظہور ناصر ہے

مرشدم　مدظلہ العالی　　حضرت درد پیر خواجہ میر

ازجنابش کہ ہست صاحب درد　　اے اثر اندکے اثر بپذیر

آنکہ ہر وقت ناصراست و معیں　　حضرت ماست خواجہ ناصر پیر

نالۂ عندلیب قدس شنو　　ہر زماں پند سودمند بگیر

بسکہ خالص محمدی ہستی　　در رہ الفت محمد مہر

یا الٰہی زبس محمدیم　　راہ بنما مرا کہ مہتدیم

حشر من ساز در محمدیاں　　کہ بساطم بود ہمیں ایماں

نفس و شیطاں چساں کند گمراہ　　خواندہ ام　لا الہ الا اللہ

ایں شہادت ہمی دہم ہمراہ　　کہ محمد بود رسول اللہ

باد یارب باو بدرود و سلام　　ہم بر آلش بلا فتور مدام

بیعت من معنعن است باو　　ایں رہ مرشد منست باو

زیں وساطت مرا امیدے ہست　　کہ رسم تا بپاش دست بدست

من چہ باشم وسیلہ را نازم　　جان خود را فدائے او سازم

فضل یا رب طفیل حضرت من　　کن قبولم بذیل حضرت من

بر سرم دار مہر طلعت او　　ذرۂ در دلم ز نسبت او

زدہ ام دست خود بدامن او　　خوشہ چینم کنی ز خرمن او

دار بر من نگاہ شفقت او　　تا کہ باشم غریق رحمت او

غرق بحر گناہ و عصیانم　　دامن آلودہ تا گریبانم

خارج از حد گناہ گاریٔ من　　برتر از عد تباہ کاریٔ من

ہمہ تقصیر و جرم و عصیان است　　ہمہ سہو و خطا و نسیانست

من آوارہ سخت منفعلم　　ہیچ و ناکارہ ام بسے خجلم

لیک با اینہمہ سیہ کاری — چشم دارم ظہور غفاری
دلم افتادہ است بسکہ فضول — ہست امید وار فضل و قبول
بہ کہ الحال در حضور آیم — با وجود ہمہ قصور آیم
غیر حاضر از و چساں مانم — حاضر و ناظر اوست ہر آنم
اے جناب مقدس پیرم — عفو کن جملہ ہرزہ تقریرم
توبہ کردم ز یاوہ گوئیہا — باز گشتم ز ہر زہ پوئیہا
از تو پوشیدہ نیست حال من ' — نیت و خطرہ و خیال من
ہستی آگہ ز جملہ سر و علن — پیش تو ظاہر است باطن من
از خجالت ہمہ تر آمدہ‌ام — عفو فرما کہ بر در آمدہ‌ام
بخشش ہمچو مجرمے معلوم — لیک زیں در نگشت کس محروم
تا ابد ہست باب تو مفتوح — قسمت خلق زاں فیوض و فتوح
نیست دیگر درے کشادہ چنیں — کہ صلاے نجات دادہ چنیں
فیض بر عالم است زیں در تو — چشمۂ مہر ذرہ پرور تو
اے ز نورت منور است مدام — باطن و ظاہر خواص و عوام
ہست ایں ذات نور رحمانی — شد از و کائنات نورانی
گر نباشی تو واسطہ ہیہات — آسمان و زمیں شود ظلمات '
از وجودت بود قیام جہاں — فیضیاب از تو جملہ عالمیان
فرض برما ہمہ اطاعت تست — ہمہ را حاجت شفاعت تست
نیست خارج کسے ز دعوت تو — ہم بسے داخل اجابت تو
نکند یا کند کسے معلوم — مید ہی قدر قسمتش مقسوم
ملکہ افتادہ ام بدر گہ تو — سر نہادہ بعجز در رہ تو
نسبتے دادہ حق بسوے توام — کمترین سگاں کوي توام
عیب دارم ولے ترا دارم — نا بکارم ولے ز سرکارم
بزدا ظلمتم بنور خویش — رفع غفلت کن از حضور خویش
گرچہ بہر تو ننگ و عارم من — لغو بیہودہ ہرزہ کارم من
من گمراہ را ہدایت کن — نسبت خاص خود عنایت کن

بخودم هیچ که مرا مگذار — با خودم دار و نیز با خود* دار
...ارم امید وار روز کرم — که ندارم سرم جدا ز قدم
...ودهٔ آنچه مهربانیها — وعده فر مودهٔ زبانها
...ست آویز هست بهر نجات — حرزم اینست درحیات و ممات
...یک هستم غلام صادق تو — در خور خود ولے نه لایق تو
... جنابت قویست ایمانم — غیر تو نیست در دل وجانم
...تماد است بر عنایت تو — اعتقاد است بر حمایت تو
...ه عبادت بود نه طاعت من — کردهٔ ذمهٔ شفاعت من
... بساطم بجز قبول تو نیست — غیر رب تو و رسول تو نیست
...طفیل جناب ناصر خویش — بخششے کن بریں عقیدت‌کیش
...ا تو کرد آنچه حضرت ناصر — تو همان کردهٔ بایں قاصر
...ے تواں شد ادائے شکر زمن — همه قربان تست جان و تن
...س همیں خواهم از جناب خدا — سرم از پائے تو مباد جدا
...کر حق خاتمه بخیر شده — محو از دل خیال غیر شده
...اطرم زیں حضور آباد است — دل ز جمله قیود آزاد است
...ر دلم خواهش و مراد نماند — آن فسانه چه بود یاد نماند
...اے دیگر کنوں رسید سخن — نیست کانجا رسائی تو و من
...طره‌ام با محیط خود پیوست — همه از قید ما و من وارست
...نده در خاطرش فتد ز کجا — شد دلش محو در دل دریا
... نه جان محبتش ساری است — بر زبان نام پاک او جاری است
...ست در دل سوائے ایں حاضر — اول آخر همیں هوالناصر

* (ن) بے خود
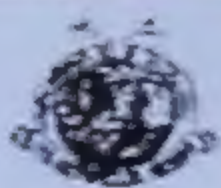
غلط نامہ مثنوی خواب و خیال

صفحہ	شعر	غلط	صحیح
۷	۱۵	فضل کرم	فضل و کرم
۸	۲۴	ور	اور
۹	آخرشعر	اوو	وو
۱۱	۱۱	مسمتند	مستمند
۱۹	۶	آتش‌زدوں میں	آتش‌زدوں نہ
۱۱	۱۱	کاٹے	کاٹی
۴۳	آخرشعر	جیسے	جی سے
۴۵	۶	دت درس	دادرس
۵۵	۸	بولونگا	بولوں
۵۷	۱۳	زحمت	زخمت
۵۹	۲۶	باندھے ھے	باندھے
"	"	اتھر	ایتر
۶۰	۲	جھیکتا	جھینکنا
۶۱	۵	مجلس کے	مجلس کی
۶۲	۱۲	جز وکل	جزو و کل
۶۸	۲۶ (مصرعہ ۲)	بیٹھہ	پیٹھہ
۷۸	۱	یات	بات
۸۶	۱۶	پلتی	پلٹتی
۸۹	۱۹	لوتا	تو تا
۹۲	۴	حال	چال
۹۵	۴	تو	د و
۹۵	۴	تووہ	تو دہ
۹۶	۱۳	گھی	کہے
۹۸	۳	تسبست	تبسّمت
۱۰۸	۴	موجودہ	موجود
۱۱۶	۶	لہ مدظلہ	لہ
۱۲۱	۱۲	فہمیدہ	فہمید